میزانِ عدل کا
تحقیقی جائزہ
تالیف
مفتی محمد مبشر رضا ازہر مصباحی

نام کتاب : میزان عدل کا تحقیقی جائزہ
تالیف : مفتی محمد مبشر رضا ازہر مصباحی
نظر ثانی : مفتی آل مصطفیٰ مصباحی
تصحیح : مفتی محمد افتخار احمد مصباحی
کمپوزنگ : غلام نبی سادسہ، احمد رضا خامسہ، محمد محسن رابعہ، دار العلوم ہذا
پروف ریڈنگ : مولانا محمد عقیل احمد صدیقی احمدی، مولانا محمد غازی شمیم احمدی، محمد امتیاز عالم خامسہ دار العلوم ہذا
ایڈیٹنگ: مولانا محمد عسجد رضا قادری دیناجپوری 7797820610
ساکن و پوسٹ ڈیہر، تھانہ گوالپوکھر، ضلع اتر دیناجپور بنگال
زیر اہتمام : دار العلوم شیخ احمد کھٹو، سرخیز احمد آباد
تعداد : ۱۱۰۰
سنہ اشاعت : ۱۴۳۳ھ / ۲۰۱۱ء

ملنے کے پتے :

(۱) دار العلوم شیخ احمد کھٹو، سرخیز احمد آباد گجرات (۲) عزیزی لائبریری جنتا ہاٹ بائسی پورنیہ بہار
(۳) المجمع الاسلامی مبارک پور اعظم گڑھ یوپی (۴) خواجہ بک ڈپو اردو بازار مٹیا محل دہلی

''فہرست ذیلی عناوین ''میزان عدل کا تحقیقی جائزہ''

انتساب

یہ حقیر کوشش مادر علمی الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ یوپی
اور
الجامعۃ الامجدیۃ الرضویۃ گھوسی مئو یوپی
اور
الجامعۃ الرضویۃ مغلپورہ پٹنہ سٹی پٹنہ بہار
کے نام
جہاں کی خاک سے زندگی کو شعور ملا
اور
والد مکرم استاذ الاساتذہ حضرت مولانا نذیر احمد رضوی
اور
والدۂ محترمہ اطال اللہ عمرھما
کے نام
جنکی پاکیزہ تربیت اور نیک دعاؤں کی بدولت اس قابل بنا
خاکپائے اولیاء

محمد مبشر رضا ازہر مصباحی

شیخ الحدیث وصدر المدرسین
دار العلوم شیخ احمد کھٹو، سرخیز احمد آباد گجرات

۲۰؍محرم الحرام ۱۴۳۳ھ ۱۶؍دسمبر ۲۰۱۱ء بروز جمعہ

تحدیثِ نعمت

سال گذشتہ (۱۴۳۲ھ/۲۰۱۱) دارالعلوم شیخ احمد کھٹو، سرخیز احمد آباد گجرات کا سالانہ "جشن دستار فضیلت،، ہونا تھا، میرے کرم فرما مشفق مخلص مفتی گجرات حضرت علامہ مفتی شبیر احمد صدیقی مدظلہ العالی ناظم اعلیٰ دارالعلوم شیخ احمد کھٹو، سرخیز احمد آباد گجرات نے فرمایا: حضرت شیخ الاسلام والمسلمین علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی جانشین حضور محدث اعظم ہند اپنی علالت طبع کی وجہ سے ختم بخاری شریف کے لیے اگر تشریف نہ لاسکیں تو یہ کام آپ کو انجام دینا ہے، یہ انکی ذرہ نوازی اور ان کا حسن ظن تھا کہ انہوں نے فقیر بے بضاعت کو اس قابل سمجھا، خیر بڑوں کی بات بڑی ہوا کرتی ہے، اس لیے میں نے ہامی بھی بھر لی حالانکہ من آنم کہ من دانم۔

بہر حال اپنی محدود اور ناقص معلومات کی روشنی میں بخاری شریف کی آخری حدیث:

"عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال : قال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ و سلم: کلمتان حبیبتان الی الرحمٰن، خفیفتان علی اللسان، ثقیلتان فی المیزان: سبحان اللہ و بحمدہ، سبحان اللہ العظیم(صحیح بخاری) کا تشریحی مطالعہ شروع کیا، میرے کج فہم مطالعہ میں "**ثقیلتان فی المیزان**،، کے تعلق سے جو باتیں سامنے آئیں، گرامی قدر مولانا مفتی محمد افتخار احمد مصباحی زید مجدہ سے میں نے اس کا ذکر کیا، مجھے انکی علمی اور ادبی ذوق سے یہ امید نہیں تھی کہ مجھ کوتاہ کم علم کو اپنی معلومات قلمبند کرنے کا مشورہ دیں گے، ورنہ شاید ہم ان سے اس کا ذکر نہ کرتے، کیوں کہ اس اہم کام کے لیے بنیادی اعتبار سے عربی، اردو، دونوں زبان سے خاصی واقفیت ضروری ہے، اور یہ میری حرماں نصیبی ہے کہ ان دونوں زبان کے نہ پیچ وخم سے واقف ہوں اور نہ ہی ان میں سے کوئی میری مادری زبان ہے، ان کا مشورہ چونکہ مخلصانہ تھا اس لیے میں نے قبول کرلیا، اور پھر اپنی معلومات کو قلمبند کرنا شروع کر دیا، کسی موقف کو اختیار کرنے میں الجھنوں کا سامنا ہوتا، مفتی محمد افتخار احمد مصباحی کو بھی اپنی الجھنوں میں گرفتار کر لیتا،، یہ ان کے

مشورے کی تعمیل تھی، اس لیے وہ انکار بھی نہیں کرتے، دارالعلوم کے شیخ الحدیث و مفتی کا وقت کتنا اہم اور قیمتی ہوتا ہے، وہ بخوبی جانتے ہیں جو اس منصب جلیلہ پر فائز ہیں، خیر یہ تو ان کا اعلیٰ ظرف، علمی ذوق، دینی حمیت اور فقیر راقم الحروف سے بے پناہ محبت واخلاص کا ثمرہ ہے کہ میری گذارشات پر لبیک کہتے، بحث وتمحیص کے بعد ایک نتیجہ پر پہونچتے، پھر بھی کسی قسم کی کوئی الجھن باقی رہتی، استاذ گرامی عمدۃ المحققین حضرت علامہ مفتی آل مصطفیٰ مصباحی مدظلہ العالی سے بذریعہ فون مآخذ، مراجع اور موقف کی رہنمائی لیتا، پھر کسی ایک نتیجہ تک پہونچنے کی کوشش کرتا۔

اسی دوران عم مکرم معین ملت مولانا معین الدین رحمہ اللہ بانسباڑی بائسی ضلع پورنیہ کے علم وحلم کے وارث برادر گرامی قدر مولانا احمد رضا احمدؔ زیدحبہ کا ممبئی سے فون آیا کہ سہ ماہی ''المختار،، پریس جانے کے لیے بے تاب ہے اور اب تک آپ کا کوئی مضمون نہیں ملا، اس وقت تک ''ثقیلتان فی المیزان،، کا جتنا مواد حاصل ہوا تھا، میں نے اس کا ذکر کیا، پھر ان کے اصرار پر ان کے حوالہ کیا ''میزان عدل کا تحقیقی مطالعہ،، کے عنوان سے چند اوراق دو قسطوں میں انھوں نے شائع بھی کیے۔

شیخ الشیوخ حضرت شیخ احمد کھٹو علیہ الرحمہ (ولادت: ۷۲۷ھ/وفات: ۸۴۹ھ) جن کے آستانہ کے بارے میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی ''اخبار الاخیار شریف،، ص ۳۳۹ میں تحریر فرماتے ہیں۔

''آپ علاقہ گجرات کے مشائخین میں سے بڑے شیخ تھے' احمد آباد کے مضافات میں ایک قصبہ سرکچ (سرخیز) میں آپ کا مزار ہے' آپ کا مقبرہ نہایت ہی پاکیزہ' منزہ اور ہوادار ہے کہ اس کی مثال دنیا میں شاید ہی کہیں ہو' کھتو (کھٹو) ایک گاؤں کا نام ہے جو اجمیر کے قریب ہے' شیخ احمد کے آباء واجداد دہلی کے باشندے تھے اور آپ کا بھی بچپن دہلی میں گزرا تھا۔،، (آخری آرام گاہ: سرخیز احمد آباد گجرات جو بڑی درگاہ کے نام سے مشہور ہے)

انھیں کے فیضان کرم سے اب یہ مضمون کتابی شکل میں قارئین کی نظر ہے، گرامی منزلت حضرت مفتی ولی اصغر وحیدیؔ، حضرت مفتی محمد فاروق اعظم شمسی، عزیز مکرم

مولانا حافظ محمد ہارون عالم صدیقی اور دیگر بعض احباب کے باہم مشورے سے اس کا نام ''میزان عدل کا تحقیقی جائزہ،، رکھا گیا۔

کسی بھی موقف کی تائید میں عربی عبارتیں پیش کرکے اس کا عام فہم اردو زبان میں ترجمہ کیا گیا ہے، عموما کوشش کی گئی ہے کہ ہر موقف حوالہ سے مزین ہو، تاکہ عوام وخواص کسی قسم کی الجھن کا شکار نہ ہوں، پھر بھی مجھے اپنی تحقیق کے آخری حرف ہونے کا دعویٰ نہیں، اگر کوئی صاحب بصیرت کسی بھی موقف کے خلاف مضبوط دلائل لاتے ہیں تو اسے اختیار کرنے میں مجھے تأمل نہ ہوگا۔

آخری گذارش: یہ میری پہلی کاوش ہے اس لیے اسلوب بیان، طرز استدلال، اصول تالیف، اور زبان کی سلاست میں جو کمی نظر آئے طالب علم سمجھ کر درگذر فرمائیں، شرعی قباحت لازم آئے تو مطلع فرمائیں ہم آپ کے مشکور ہونگے۔

کتاب کی تالیف، ترتیب، منہج تحقیق، تصحیح میں جنھوں نے کسی نہ کسی حیثیت سے میرا تعاون کیا ان کا ذکر نہ کرنا احسان فراموشی ہوگی۔

☆ امام علم وفن حضرت علامہ خواجہ مظفر حسین رضوی اپنی علالت طبع کے باوجود کتاب کے بعض اہم گوشوں کو بغور سنا، ضروری اصلاحات کیں، دعائیہ کلمات سے نوازا، اور حوصلہ افزائی فرمائی۔

☆ کرم فرما استاذ الاساتذہ مفتی گجرات حضرت مفتی شبیر احمد صدیقی مدظلہ العالی ناظم اعلی دارالعلوم شیخ احمد کھٹو سرخیز احمد آباد، جنھوں نے تقریبا دس لاکھ سے زائد رقم کی کتابیں منگوا کر پڑھنے، لکھنے اور خدمت دین کا بہترین موقع عنایت فرمایا، تصنیف وتالیف کی ترغیب دلائی، حوصلہ افزائی فرمائی اور تقریظ سے نوازا۔

☆ میرے مشفق استاذ عمدۃ المحققین فقیہ اسلام حضرت مفتی آل مصطفیٰ مصباحی مدظلہ النورانی، جنھوں نے قلت وقت کے باوجود نہ صرف یہ کہ ایک وقیع مقدمہ تحریر فرمایا بلکہ نظر ثانی فرما کر ذرہ نوازی فرمائی۔

☆ مفکر اسلام حضرت علامہ مبارک حسین مصباحی زید مجدہ جو اس کتاب کے اصل محرک

ہیں کہ انہوں نے مضمون ''میزان عدل کا تحقیقی مطالعہ،، کتابی شکل میں لانے کا مفید مشورہ دیا اور تقریظ لکھ کر ہمت افزائی فرمائی۔

☆ فاضل جلیل حضرت علامہ مفتی محمد افتخار احمد مصباحی زیدحبہ کتاب کی تالیف، ترتیب، اور تصحیح کے پورے سفر میں میرے ہمراہ رہے اور تأثراتی تحریر سے نوازا۔

☆ محبّ گرامی قدر مولانا ابواللیث رشیدی زید مجدہ اور مولانا انور عالم رشیدی نعیمی نے کتاب کی اشاعت پر پیہم اصرار کیا۔

☆ برادر عزیز مولانا محمد انصر رضا امجدی اور مولانا محمد ریحان رضا نظامی مرکزی نے کتاب کی تصحیح میں تعاون کیا۔ برادر اکبر جناب محمد قیصر رضا کا ذکر بھی ضروری ہے کہ انہوں نے مجھے گھریلو الجھنوں سے آزاد رکھا۔

☆ دارالعلوم شیخ احمد کھٹو، سرخیز احمد آباد کے طلبہ عزیزم حافظ محمد محسن عالم درجۂ رابعہ، محمد احمد رضا درجہ خامسہ، غلام نبی درجہ سادسہ، جنہوں نے محنت، اور لگن سے کمپیوزنگ کر کے کاتب کی خوشامد سے محفوظ رکھا۔

☆ مولانا محمد عقیل احمد صدیقی، حافظ محمد امتیاز عالم درجۂ خامسہ نے بڑی محبت اور اخلاص سے پروف ریڈنگ کی، دارالعلوم شیخ احمد کھٹو، سرخیز احمد آباد کے بعض دیگر اساتذہ وطلبہ نے بھی رہنمائی فرمائی، اللہ تبارک وتعالیٰ انہیں دولت دارین سے نوازے۔

ان تمام حضرات کا ہم تہہ دل سے شکر گزار ہیں:

(من لم یشکر الناس لم یشکر اللّٰہ(ترمذی شریف)

دعاؤں کا طالب

محمد مبشر رضا ازہر مصباحی

۲۰؍محرم الحرام ۱۴۳۳ھ/ ۱۶؍دسمبر ۲۰۱۱ء بروز جمعہ

دعائیہ کلمات

خیر الاذکیا امام علم وفن حضرت علامہ **خواجہ مظفر حسین** رضوی دام ظلہ العالی
شیخ الحدیث دار العلوم نور الحق چرہ محمد پور فیض آباد یوپی (الہند)

نحمده و نصلی علی رسوله الکریم

امابعد!

عزیز مکرم فاضل گرامی حضرت علامہ مولانا مفتی محمد مبشر رضا ازہرؔ دام ظلہ اپنی تازہ تصنیف مسمی بہ،،میزان عدل کا تحقیقی جائزہ،، میرے پاس لائے اور فرمایا: کہ آپ ایک نظر ڈالدیں۔ میں چونکہ درازی عمر، علالت طبع اور ضعف بصارت کی وجہ سے ایسے کام سے مجبور ہوں اس لیے صاحب کتاب سے جا بجا اس کتاب کے مضامین کو سنا بحمدہ تعالیٰ جہاں کہیں سے عبارت سنی گئی بہت خوب پایا۔ اور عوام وخواص سب کے لیے بے حد نافع معلوم ہوا۔
مولیٰ تعالیٰ علامہ موصوف پر فضل بیکراں فرمائے اور عوام کو فائدہ عام سے نوازے۔

العبد خواجہ مظفر حسین رضوی
۶ رشوال المکرم ۱۴۳۲ھ
مطابق ۵ ستمبر ۲۰۱۱ء بروز پیر

تقریظ

مفتی گجرات حضرت علامہ مفتی شبیر احمد صدیقی مدظلہ العالی

ناظم اعلیٰ دارالعلوم شیخ احمد کھٹو، سرخیز۔ امام وخطیب شاہی جامع مسجد احمد آباد (گجرات)

باسمہ تعالی

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اما بعد!

گرامی قدر جناب مولانا مفتی محمد مبشر رضا ازہر مصباحی نے بڑی محنت وعرق ریزی سے قیامت کے دن قائم ہونے والے ''میزان عدل،، پر قرآن وحدیث کی روشنی میں تحقیقی گفتگو کی ہے اور اپنی اس تازہ اور عمدہ تصنیف مسمیٰ بہ ''میزان عدل کا تحقیقی جائزہ'' مجھے نظر ثانی کے لیے عنایت کیا۔ حضرت مفتی آل مصطفیٰ مصباحی نظر ثانی فرما چکے تھے اس لیے بالاستیعاب دیکھنا اپنے لیے ضروری نہ سمجھا پھر بھی جہاں کہیں مطالعہ کیا بالامعان کیا اور بحمدہ تعالی خوب سے خوب تر پایا۔ کتاب کے اندر جو بھی موقف اختیار کیا گیا ہے جماہیر اسلام کی متفقہ شخصیات کی عبارتوں سے واضح کیا گیا ہے ۔ امور آخرت کے متعلق بے شمار اختلافات ہونے کے باوجود موصوف نے معتبر اور مستند کتابوں کے حوالوں سے صحیح مذہب واضح کرنے کی کوشش کی ہے جو قابل تحسین وتبریک ہے۔

اس پرفتن دور میں جب کہ اکثر مسلمان حتیٰ کہ تعلیم یافتہ افراد بھی اسلام کی بنیادی اور ضروری باتوں سے ناواقف ہیں ایسے ماحول میں اس کتاب کی اہمیت اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ سب سے زیادہ فائدہ مدرسین اور طلباء عظام کو ہوگا کہ بخاری شریف کی آخری حدیث پاک کی تفہیم وافہام میں کافی معاون ثابت ہوگی۔

مولانا کی تحریر ژولیدہ بیانی سے پاک وصاف، زبان وبیان کی چاشنی اور لذت سے بھرپور ہے جس کی وجہ سے عام فہم رکھنے والے حضرات بھی مستفید ہو سکتے ہیں۔

مولانا موصوف جہاں ایک قابل لائق وفائق مدرس ،کہنہ مشق مفتی ہیں وہیں کم سخن، سادہ مزاج اور خلیق بھی ہیں، تقریبا تین سال قبل بحیثیت صدرالمدرسین و شیخ الحدیث دارالعلوم شیخ احمد کھٹو، سرخیز احمد آباد میں تشریف لائے۔الحمدللہ ثم الحمدللہ اس مختصر سی مدت میں ادارہ کے معیار کو کافی بلند کیا۔

رب قدیر مولانا کی کوشش کو مقبول عام وخاص فرمائے اور دین وملت کی خدمات کرنے کا اور بھی جذبہ عطا کرے اور صحت وتندرستی کے ساتھ عمر طویل عطا کرے۔آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالی علیہ وعلیٰ الہ وصحبہ وسلم۔

محمد شبیر احمد صدیقی
امام وخطیب شاہی جامع مسجد احمد آباد
وناظم اعلیٰ دارالعلوم شیخ احمد کھٹو، سرخیز احمد آباد گجرات (الہند)

تقریظ

عمدۃ المحققین فقیہ اسلام حضرت علامہ مفتی آل مصطفیٰ مصباحی دام ظلہ العالی
صدر شعبۂ افتا جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی مئو یوپی (الہند)

یومِ آخرت پر یقین اور اسکی تصدیق صحت ایمان کے لوازمات سے ہے۔ یوم آخرت کے متعلقات میں وزن اعمال بھی ہے یہی وجہ ہے کہ علم کلام کی کتابوں میں جلی عنوان کی حیثیت سے "المیزان حق"یعنی میزان عمل حق ہے اور "وزن الاعمال یوم القیامۃ حق" (شرح فقہ اکبر) کا تذکرہ ملتا ہے۔ قیامت کے دن اعمال کا وزن کیا جانا حق ہے اور کیوں نہ ہو کہ میزان کے حق ہونے بلفظ دیگر قیامت میں اعمال خیر وشر کی مقدار و کیفیت معلوم کرنے والے ترازو کے وجود و شہود پر قرآن کریم کی نص قطعی ناطق ہے۔ چنانچہ سورۂ اعراف میں اللہ عزوجل کا ارشاد ہے: ﴿وَنَضَعُ الْمَوَازِينَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ﴾ (الانبیا۔ ۴۷) ترجمہ۔ اور قیامت کے دن ہم میزان عدل قائم کریں گے۔ (کنزالایمان) حدیث جبرئیل میں ایمان کا تعارف جن امور سے پیش کیا گیا ہے ان میں میزان عدل بھی ہے جس طرح جنت ودوزخ کو ماننا ایمان کا حصہ ہے۔ اسی طرح میزان عدل کو ماننا مؤمن ہونے کی نشانی ہے اہل سنت وجماعت کے اجماع واتفاق سے یہ اعتقاد رکھنا فرض ہے کہ اعمال کا وزن ہوگا اور اس کے لئے میزان عدل قائم کیا جائے گا بھلے وزن کی کیفیت کا ادراک ہماری عقل نہ کر سکے۔

۷۲ گمراہ جہنمی فرقوں میں فرقۂ معتزلہ بھی ہے اس فرقے کے بہت سے عقائد وافکار اہل سنت وجماعت کے خلاف ہیں۔ میزان عدل کے تعلق سے بھی ان کا اعتقادی موقف اہل سنت کے خلاف ہے۔ معتزلہ میزان عدل کا انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں اعمال اعراض ہیں اور اعراض کا وزن نہیں ہوتا بلکہ اس سے مراد وہ عدل وانصاف ہے جسکا قیامت میں ظہور ہوگا (المسایرۃ)، علم کلام کی معتبر کتابوں میں معتزلہ کے انکار میزان عدل کا تفصیل سے جائزہ لیا گیا ہے جس کے کچھ اقتباسات مؤلف کتاب نے بھی ذکر کئے ہیں اس کے علاوہ

مؤلف موصوف نے میزان عدل کے تعلق سے متعدد اہم اور قابل توجہ موضوعات پر بھی گفتگو کی ہے جو تقریباً چالیس ہیں جن میں بچوں کے اعمال اور کافروں کے اعمال حسنہ کے وزن کا بھی تذکرہ ہے یہاں ان دونوں امر کی مزید وضاحت کی ضرورت ہے۔

اول: یہ کہ مشرکوں، کافروں کے بچوں کے اعمال کا وزن ہوگا یا نہیں؟ اور وہ وزنی ہوں گے یا ہلکے؟ اس کی بنیاد اس امر پر ہے کہ مشرک وکافر کے بچے جنتی ہیں یا جہنمی؟ اس تعلق سے اگرچہ اختلاف ہے اور علماء کے تین اقوال ہیں (۱) کافر کے بچے جہنم میں جائیں گے محققین حنفیہ کا یہی مسلک ہے۔ (۲) جنت میں جائیں گے علامہ نووی شافعی وبعض دیگر علماء کا یہ موقف ہے۔ (۳) توقف ہے اللہ عزوجل بہتر جانتا ہے کہ وہ انکے ساتھ کیا معاملہ فرمائے گا شارح مشکوٰۃ علامہ طیبی نے اسی کو حق کہا ''الحق مذهب التوقف لما ورد في اولاد خديجة'' رضي الله تعالىٰ عنها (طيبي) مگر قول فیصل یہ ہے جیسا کہ مجدد اعظم امام احمد رضا قدس سرہ عزیز نے بھی تصریح فرمائی کہ کافر کے وہ بچے جو بچپن میں سات سال کی عمر سے پہلے مر گئے جنہیں اچھے برے کی تمیز نہ تھی اور انکے ماں باپ دونوں کافر ہیں تو ایسے بچے بھی اپنے والدین کی تبعیت میں کافر سمجھے جائیں گے اور اگر ماں باپ میں کوئی ایک بھی مسلمان تھا تو بچہ کو اسکے تابع قرار دیکر مسلمان سمجھا جائے گا۔

فقہ حنفی کی معروف کتاب تنویر الابصار میں ہے ''الولد يتبع خير الابوين دينا'' اسی میں ہے'' زوجان ارتدافولدت ولدا يجبر على الاسلام لتبعيته لابويه'' اور اگر کافر کا بچہ سات سال یا اس سے زائد عمر کا تھا اور معاذ اللہ اس نے خود کفر کیا یا یہ کہ نہ اسلام لایا نہ کفر کیا جب بھی حکم کفر اسکو شامل ہوگا اسکی اصل وہ حدیث ہے جس میں حضور اقدس [فرماتے ہیں ''ان المؤمن واولادهم في الجنةو ان المشركين واولادهم في النار'' (مشکاۃ باب الایمان بالقدر، ص ۲۳) بے شک مؤمنین اور انکے بچے جنت میں داخل ہوں گے اور مشرکین اور انکے بچے جہنم میں جائیں گے۔ حدیث فطرت سے بھی اسکی تائید ہوتی ہے نیز آیت کریمہ ﴿والذين آمنوا واتبعهم ذريتهم﴾ بھی اسی قول کو راجح فرماتی ہے۔ اس قول پر جو اعتراض پیش کیا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ وہ بچے جو غیر مکلّف ہیں جنھوں نے کوئی برا عمل نہیں کیا وہ جہنم میں

بھیجے جائیں یہ مستبعد ہے۔اس اہم اعتراض کے جواب پر علامہ قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی عمدہ روشنی ڈالی ہے جسے ملاعلی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے (مرقاۃ شرح مشکاۃ) میں نقل فرمایا کہ اعمال ثواب وعقاب کا مدار نہیں ہے ورنہ مؤمنین کے بچے جنت میں کیونکر داخل ہوں گےاور مشرکین کے بچے اہل جہنم سے کیونکر ہوں گے بلکہ مدار لطف الٰہی وکرم خداوندی ہےاور وہ رسوائی مدار ہے جسے اللہ عزوجل نے ازل میں مقدر فرمادیا ہے۔رہے اعمال وہ سعادت وشقاوت کے محض دلائل وامارات ہیں جیسا کہ مرقات میں ہے ــــ"**قال القاضی الثواب والعقاب لیسا بالاعمال والا لم یکن ذراری المسلمین والکفار من اهل الجنة والنار بل الموجب اللطف الالٰهی والخذلان المقدر لهم والاعمال دلائل السعادة والشقاوة ولا یلزم من انتفاء الدلیل انتفاء المدلول** (ج۱،ص۱۸۱)

دوم: کافروں کے اعمال حسنہ وزن ہوں گے یا نہیں؟اور یہ کہ انکے اچھے اعمال مثلاً صلہ رحمی،کمزوروں پر مہربانی جیسے اعمال کا نفع انہیں ملے گا؟ائمہ متکلمین کا تو اس بات پر اتفاق ہے کہ میزان عمل قائم ہوگا مگر کافروں کے کفر کی وجہ سے انکے اچھے عمل کا بھی وزن نہ ہوگا میزان کا پلڑا خالی اور ہلکا ہوجائے گا ان کا اچھا عمل آخرت میں کچھ نفع نہ دے گا۔قرآن کریم نے صراحت سے فرمایا﴿فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْراً﴾(الفرقان،۲۳)

حدیث میں بھی انکے اچھے عمل کے باطل وبے وزن وغیر نافع ہونے کا ذکر ہے۔لیکن یہ بھی حدیث صحیح میں وارد ہے۔کہ حضور [کے چچا ابوطالب جن کی وفات جمہور علماء کے نزدیک کفر پر ہوئی اور ابولہب جسکا کفر پر مرنا قطعی ہے۔ان دونوں کوانکے اچھے عمل کی وجہ سے جنکا تعلق رسول اللہ [کی ذات سے ہے۔اجرونفع کا ملنا حدیث صحیح سے ثابت ہے۔مثلاً ابو لہب نے ولادت سرکار دوعالم [کی خوشی میں اپنی لونڈی ثوبیہ کو آزاد کیا۔اور ابوطالب نے مرتے دم تک حضور اقدس [کی خدمت کی۔اور آپکی خاطر مشرکین عرب سے پنگا لیا۔اور ان دونوں کے نفع پہونچنے اور عذاب میں تخفیف کا ذکر بخاری شریف اور دیگر کتب حدیث میں موجود ہے۔تو پھر یہ تعارض کیسے دور ہو جب کافر کا کوئی عمل قابل اجر نہیں تو ابولہب کو میلاد رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خوشی منانے پر اور ابو طالب کو حضور صلی

اللہ تعالیٰ علیہ سلم کے ساتھ صلۂ رحمی پر تخفیف عذاب کا اجر کیسے مل رہا ہے۔

اس کا مختصر اور جامع جواب یہ ہے کہ حضور اقدس [کے خصائص سے ہے کہ کافر کا وہ اچھا عمل جسکا تعلق حضور اقدس [کی ذات سے ہے۔ اس کا اجر و نفع اللہ عز و جل کافر کو بھی عطا فرماتا ہے۔ اور اس میں در حقیقت حضور اقدس [کا اکرام ہے انکی عظمت کا اظہار ہے۔ جلیل القدر محدثین نے یہی صراحت فرمائی۔ علامہ بدرالدین عینی فرماتے ہیں ''ما یتعلق بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم **مخصوص من ذٰلک بدلیل قصة ابی طالب حیث خفف عنه فنقل من الغمرات ضحضاحٍ**'' (عمدۃ القاری، ج ۲، ص، ۹۴)

اس توضیح و تنقیح سے بھی یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ جملہ فرائض فروع ہیں۔ اصل الاصول بندگی اس تاجور شہنشاہ کائنات [کی ہے۔ محبّ مکرم مولانا مفتی محمد مبشر رضا ازہر مصباحی زید مجدہ نے بڑی عرق ریزی سے میزان عمل، سے متعلق متعدد موضوعات پر اجمال و تفصیل سے گفتگو کی ہے اور انہیں حوالوں سے مزین کیا ہے۔ مولانا موصوف ابھی جوان ہیں اور وہ محنت و کاوش کے ساتھ تعلیم و تعلم اور دیگر دینی کاموں کو انجام دینے پر یقین رکھتے ہیں۔ وہ جہاں بھی رہیں پنی کوشش و محنت اور جد و جہد جاری رکھیں۔ دارالعلوم شیخ احمد کھٹو، سرخیز احمد آباد گجرات میں تو انکے لئے ترقی کے بہتر مواقع فراہم ہیں۔ پیکر اخلاص و محبت حضرت مولانا مفتی محمد شبیر احمد صاحب صدیقی دام ظلہ کی سرپرستی انہیں حاصل ہے جانشین حضور محدث اعظم ہند شیخ الاسلام حضرت علامہ سید مدنی اشرفی جیلانی مدظلہ العالی سے بھی اکتساب علم و فیض کا سلسلہ جاری رکھتے ہیں جسکی بنا پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ مولانا موصوف ترقی کی راہ پر گامزن ہیں مولیٰ تعالیٰ انہیں مزید ترقی عطا فرمائے اور انکی اس کاوش کو قبول فرمائے آمین۔ بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم!

دعاء گو

آل مصطفیٰ مصباحی

خادم جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی

۲۵/ ذی الحجہ ۱۴۳۲ھ بتاریخ ۲۲، نومبر ۲۰۱۱ء

تقریظ

مفکر اسلام حضرت علامہ مبارک حسین مصباحی مدیر ''ماہنامہ اشرفیہ''،
واستاذ الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ یوپی

باسمہٖ تعالیٰ و بکرم حبیبہٖ الاعلیٰ

میزانِ عدل کی حقانیت قرآن عظیم اور حدیثِ جبرئیل سے ثابت ہے۔ علماے امت کا یہ اجماعی عقیدہ ہے کہ میزانِ عدل پر ایمان رکھنا ضروری ہے، اس کا منکر قرآن وحدیث کا منکر اور اسلام سے خارج ہے۔ ہر خاص وعام اس عقیدے پر ایمان رکھتا ہے، یہ عقیدہ جتنا واضح ہے، اس کے احوال وکوائف عوامی سطح پر اتنے ہی غیر واضح اور مخفی ہیں۔ کم از کم اردو زبان میں کوئی مستقل کتاب اب تک میری نظر سے نہیں گزری۔ میزانِ عدل کا تحقیقی جائزہ اپنے موضوع پر زرف نگاہی اور تحقیقی نقطۂ نظر سے بھی اپنے میزان پر ہے۔ پیشِ نظر کتاب اپنے موضوع پر اسلامیات کے اردو ذخیرہ میں ایک گراں قدر اضافہ بھی ہے اور سند وحوالہ بھی۔

تصور آخرت اسلام وتصوف کا ایک انتہائی اہم موضوع ہے۔ تصور آخرت اور حساب وکتاب کا خوف ہر بندۂ مومن پر طاری رہتا ہے اور یہی تصور ایک مسلمان کو گناہوں سے باز رکھتا ہے اور نیکیوں کے جذبات ابھارتا ہے۔ فضل الٰہی جل مجدہ بھی حق ہے اور شفاعتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھی حق ہے، مگر اسی کے ساتھ میزانِ عدل بھی حق ہے۔ دراصل ایمان امید وخوف کا آویزہ ہے کسی ایک ہی رخ کا یقینی تصور کر کے زندگی گزارنا ناکافی اور ناکامی ہے۔ ایک اچھے مومن کی شناخت یہ ہے کہ وہ فضل وشفاعت کی امید کے ساتھ ہر لمحہ اپنے نامۂ اعمال کو درست رکھنے کی ہر ممکن کوشش کرتا ہے۔ عہد رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے آج تک اکابر اہلِ سنت کا یہی طریق فکر وعمل رہا ہے۔ عشق جنوں، سوزِ دروں اور آہِ سحر گاہی سب کا محور میزانِ عدل کا خوف ہی ہے۔ اگر یومِ آخرت اور میزانِ عدل کا تصور نہیں ہوتا تو نہ کاروبارِ حیات میں تزکیۂ نفس کی گرمی ہوتی اور نہ اصلاحِ امت کا شوق فراواں۔

قیامت کا تصور بجائے خود ایک قیامت ہے۔ یہ فیصلہ میزانِ عدل ہی کرے گا کہ کسے جہنم رسید ہونا ہے اور کس کے مقدر میں جنت کی بہاریں ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے ”وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ.“ (الانبیاء:۴۷) ترجمہ: اور قیامت کے دن ہم میزانِ عدل قائم کریں گے۔ (کنزالایمان)

اہل سنت کا یہ اجماعی عقیدہ ہے کہ اعمال کا وزن ہوگا، میزانِ عدل کی حقانیت کا اعتقاد فرض ہے۔ اگر چہ ہماری عقلیں وزنِ اعمال کی کیفیات کے فہم وادراک سے قاصر ہیں، لیکن عہدِ جدید کے سائنسی آلات کی روشنی میں اب یہ عقیدہ بھی بڑی حد تک افہام وتفہیم کی میز پر پہنچ گیا ہے اور یہ تصور بھی مشاہدات میں آ گیا ہے کہ کیفیات کو بھی تولا اور ناپا جا سکتا ہے۔

صد قابل تبریک اور صد قابل تحسین ہیں گرامی قدر حضرت مفتی محمد مبشر رضا ازہر مصباحی جنھوں نے ”میزانِ عدل“ کے احوال وکوائف پر ایک علمی اور تحقیقی کتاب تحریر فرمائی ہے۔ موصوف نے زیرِ نظر کتاب میں موضوع کی مختلف جہات اور اس کے ذیلی گوشوں پر بڑی سنجیدہ اور مدلل گفتگو کی ہے۔ مثلاً میزانِ عدل کی لغوی تحقیق، میزانِ عدل کی اصطلاحی تحقیق، میزانِ عدل کی اعتقادی حیثیت، صاحبِ میزانِ عدل، مقامِ میزانِ عدل،،، وسعت میزانِ عدل، کیفیت میزان عدل، وغیرہ۔ میزانِ عدل کے حوالے سے ان میں سے ہر عنوان قاری کے دامنِ مطالعہ کو کھینچتا ہے، اور معلومات میں اضافہ کی دعوت دیتا ہے، اسی طرح حسب ذیل عنوانات بھی بڑے معلومات افزا اور فکر وتحقیق سے لبریز ہیں۔ وزن حساب سے پہلے یا بعد؟ کیا تمام بندوں کے اعمال تولے جائیں گے؟ کیا جنات کے اعمال تولے جائیں گے؟ کیا نابالغ کے اعمال کا وزن ہوگا؟ کیا کافروں کے اعمالِ حسنہ کا وزن ہوگا؟ اور اس قسم کے بہت سے سوالات پر مصنف نے کتاب وسنت، شروح وتفاسیر اور کتبِ عقائد کی روشنی میں بڑی جامع اور معلوماتی گفتگو کی ہے۔

بلاشبہہ ”میزانِ عدل کا تحقیقی جائزہ“ اپنے موضوع پر ایک دستاویزی مرقع ہے، اسلوب عام فہم اور تصور آخرت میں ڈوبا ہوا ہے۔ کتاب کا مطالعہ نہ صرف موضوع پر معلومات میں اضافہ کرے گا بلکہ دلوں میں خوفِ آخرت بھی پیدا کرے گا، اس طرح کتاب

اپنے تحقیقی نقطۂ نظر اور خوفِ آخرت کے حوالے سے دو آتشہ ہوگئی ہے۔

دار العلوم شیخ احمد کھٹو سرخیز، احمد آباد، گجرات کا مرکزی ادارہ ہے، مصنف اس دار العلوم کے کامیاب شیخ الحدیث اور ہردل عزیز صدر المدرسین ہیں۔ نوجوان مصباحی فاضل ہونے کے باوجود علمی ذوق اور تحقیقی نظر رکھتے ہیں، بلند اخلاقی، نیک طبعی اور جہد مسلسل کی وجہ سے اپنے اقران کے دلوں میں اور اپنے بزرگوں کی نگاہوں میں رہتے ہیں۔ مولا تعالیٰ مصنف کے علم وعمل میں اضافہ اور اقبال میں بلندی عطا فرمائے اور ان کی کتاب کو قبولِ انام اور ذریعۂ آخرت بنائے۔ آمین۔ بجاہ حبیبہ سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم

از: مبارک حسین مصباحی

خادم التدریس والصحافۃ الجامعۃ الاشرفیہ

مبارک پور، اعظم گڑھ، یوپی (الھند)

احساسات

فاضل جلیل حضرت مولانا مفتی محمد افتخار احمد مصباحی رضوی

شیخ الحدیث دار العلوم حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سرخیز احمد آباد (گجرات)

میزانِ عدل دنیا کے اندر اصلاحِ اعمال واعتقاد کے اہم اسباب سے ہے، اس لیے کہ اعمال کے محاسبہ ومواخذہ کا احساس فطرۃً انسان کے بڑھتے غلط قدم کو روک دیتا ہے۔ اور ''میزان عدل،، جو محاسبہ اعمال کا آلہ یا خود محاسبہ ہی کا نام ہے یا خواہ اسکی کوئی بھی شکل ہو، اس کا وجود وثبوت نصوصِ قرآن وحدیث سے قطعی ہے۔ اور نصوص میں اسکے قیام کا اعلان یقیناً محاسبہ اعمال، پھر اصلاح اعمال کا احساس پیدا کرنا ہے، اسی سے اس کی اہمیت و افادیت بھی ظاہر ہے، تو اس پر کچھ لکھنا قرآن وحدیث کی تقلید اور بڑی خوش نصیبی وسعادت مندی ہے، اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے ﴿لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِا لْبَیِّنٰتِ وَاَنْزَ لْنَا مَعَھُمُ الْکِتٰبَ وَالْمِیْزَانَ لِیَقُوْمَ النَّاسُ بِا لْقِسْطِ﴾ (الحدید ۲۵)

ترجمہ: بیشک ہم نے اپنے رسولوں کو دلیلوں کیساتھ بھیجا، اور انکے ساتھ کتاب اور عدل کی ترازو اتاری کہ لوگ انصاف پر قائم ہوں (کنز الایمان)

صدیق مکرم حضرت علامہ ومولانا مفتی محمد مبشر رضا ازہؔر مصباحی بے حد خلیق، ظریف اور ملنسار شخصیت ہیں، ساتھ ساتھ انتہائی فعال ومتحرک، جوش وخروش سے پر، کسی بھی کام کیلئے ہر وقت تیار رتیار، اگر انکے پاس علم ہے تو علمی میدان میں بہت کچھ کرنے کا عملی جذبہ اس سے بھی بڑھکر ہے، بتائیے ایک بڑے دار العلوم کا پرنسپل ہونا کیا کوئی معمولی ذمہ داری ہے جبکہ وہ ایک جید مفتی وشیخ الحدیث بھی ہیں، حد ہوگئی اب تو ان کے سر دار القضا کی اہم ذمہ داری بھی آرہی ہے، ان تمام ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونا ہی تعجب خیز ہے، لیکن انکے بارے میں کیا کہیے گا کہ ان کے قدم تصنیف وتالیف کا سب سے مشکل اور کٹھن میدان بھی طے کر رہے ہیں، اور پچھلے کئی مہینوں سے مختلف موضوعات پر ان کے تحقیقی وتجزیاتی مضامین

تسلسل کے ساتھ شائع ہو رہے ہیں۔

کتاب ''میزان عدل کا تحقیقی جائزہ،، ان کی تازہ اور سب سے پہلی تصنیف ہے، جو ان کی مہینوں کی عرق ریزی، اور کمال تلاش و جستجو کا نتیجہ ہے، اور خاصی متنوع اور دلچسپ بھی، جو بات بھی کہی ہے اس کی معقول ومنقول واضح دلیل بھی دی ہے، بنا بریں میں یقین کیساتھ کہتا ہوں کہ یہ کتاب عوام وخواص سب کے لیے یکساں مفید ہے، بلکہ انکے لئے زیادہ مفید ہے جو بخاری شریف کی اخری حدیث شریف کا مطالعہ کرر ہے ہوں، اس لیے کہ'' میزان عدل،، سے متعلق جتنی باتیں یہاں یکجا مل جائینگی شاید کہیں ملیں، کیونکہ اتنی ساری باتیں نہ تو جلدی مل سکتی ہیں اور نہ ان کی طرف اتنی جلدی ذہن ہی جا سکتا ہے، میں نے جو باتیں کہی ہیں ان کا اعتبار ہو نہ ہو لیکن کتاب کے شروع میں شامل مشہور زمانہ قابل قدر شخصیات کے دعائیہ کلمات، تقدیمات اور تقریظات، کتاب کو سند اعتبار فراہم کرنے کے لئے کافی سے زیادہ ہیں۔ اب آپ بے لاگ ہو کر اوراق الٹیں اور اس مسطورہ حقیقت کی صداقت کو محسوس بھی کریں۔ اللہ پاک سے دعاء ہے کہ کتاب کو ہمارے گمان سے زیادہ مقبول ومشہور فرمائے اور مصنف کو اپنی رحیمی کریمی کے مطابق بھر پور صلہ اور آگے مزید دین متین کی خدمت کا صحیح اور سچا جذبہ عطا فرمائے آمین: بجاہ سید المرسلین

خاکسار: **محمد افتخار احمد مصباحی رضوی**

خادم تدریس وافتادار العلوم حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

سرخیز احمد آباد ۱۰/محرم ۱۴۳۳/ھ

ط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

میزانِ عدل کی لغوی تحقیق

لغت میں میزان کا معنیٰ ترازو۔میزان اصل میں موزان تھا؛ ماقبل کسرہ ہونے کی وجہ سے واو کو یا سے بدل دیا گیا امام حافظ محمد بن احمد قرطبی فرماتے ہیں:

" اصل میزان :موزان قلبت الواو بالکسرۃالتی قبلھا" (التذکرۃ،ص ۳۹۰وعامه کتب)

امام عبداللہ احمد نسفی میزان کی تعریف میں لکھتے ہیں:

"ھومایوزن به الشی فتعرف کمیته"(النسفی ۹۰/۲دارالکتب العلمیه بیروت۱۴۱۵ھ)

ترجمہ: میزان (ترازو) اس چیز کو کہتے ہیں جس سے کسی چیز کو وزن کر کے اسکی مقدار معلوم کی جائے۔

صاحب مدارک التنزیل کی مذکورہ تعریف ان تمام آلات کو شامل ہے جو کسی بھی چیز کی مقدار معلوم کرنے کا ذریعہ ہے خواہ اسکا تعلق کمیت سے ہو یا کیفیت سے ہو مثلا سونا چاندی کا وزن معلوم کرنے کا پیمانہ، بخار جانچ کرنے کیلئے تھرمامیٹر، گاڑی کی رفتار معلوم کرنے کیلئے میٹر وغیرہ۔

عدل: عدل بمعنٰی انصاف اور یہ قرآن کریم سے مفہوم و ماخوذ ہے:

سورہ انبیاء میں ہے: ﴿وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ﴾ (.الانبیا.)

ترجمہ: اور ہم قیامت کے دن میزانِ عدل قائم کریں گے۔(کنزالایمان)

آیت مذکورہ میں قسط عدل ہی کے معنٰی میں ہے۔

میزان عدل کی اصطلاحی تعریف

میزان عدل کا اصطلاحی مفہوم ہی ہماری گفتگو کا محور ہے اس لئے آیئے سب سے پہلے

ہم میزان عدل کا اصطلاحی مفہوم سمجھتے ہیں میزان عدل کا اصطلاحی مفہوم اصل میں قرآن کی ان آیتوں سے ماخوذ ہے۔

سورۂ انبیاء میں ہے:

﴿وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ﴾ (الانبیا۔۴۷)

ترجمہ: اور قیامت کے دن ہم میزان عدل قائم کریں گے۔ (کنزالایمان)

سورۂ اعراف میں ہے: وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذِنِ الْحَقُّ۔ (الاعراف ۸)

ترجمہ: اور اس دن تول ضرور ہونی ہے (کنزالایمان)

علامہ سعدالدین تفتازانی نے میزان عدل کی تعریف یوں کی ہے

"والمیزان عبارۃ عما یعرف بہ مقادیر الاعمال والعقل قاصر عن ادراک کیفیتہ" (شرح عقائد)

ترجمہ: میزان نام ہے ایسی شی کا جسکے ذریعہ اعمال کی مقدار کی معرفت ہو البتہ عقل اسکی کیفیت کی معرفت سے قاصر ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ بروز قیامت ایسی ترازو قائم کرنا جسمیں بندے کے اعمال تولے جائیں اچھے اور برے کے درمیان فرق ہو اچھوں کو اچھائی کا صلہ ملے بروں کو برائی کا۔

مذکورہ ترازو کی کیفیت کیا ہوگی؟ کہاں ہوگی؟ اس میزان میں کس قسم کے اعمال تولے جائیں گے قرآن واحادیث کی روشنی میں راقم الحروف اجاگر کرنے کی کوشش کریگا۔

میزان عدل کی اعتقادی حیثیت

میزان عدل برحق ہے اس پر ایمان لانا واجب ہے۔

لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى: ﴿وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ﴾ (الانبیا۔۴۷)

ترجمہ: ترجمہ: اور ہم قیامت کے دن میزان عدل قائم کریں گے۔ (کنزالایمان)

سیف اللہ المسلول حضرت علامہ شاہ فضل رسول عثمانی قادری بدایونی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں:

اور منجملہ سمعیات عقیدۂ میزان ہے اور وہ برحق ہے یعنی ثابت ہے اس پر دلائل سمعیہ قطعیہ نے دلالت کی اور میزان کا ہونا ممکن، لہٰذا اس کی تصدیق واجب (المعتقد المنتقد مترجم ص ۳۵۰)

علامہ جلال الدین سیوطی نے در منثور میں حضرت عمر بن خطاب " " سے روایت کی ہے۔

عن عمر بن الخطاب قال بينا نحن جلوس عند النبی ﷺ فی اناس اذجاء رجل ليس عليه سحناء سفر، وليس من اهل البلد، يتخطی حتٰی ورک بين يدی رسول الله ﷺ كما يجلس احدنا فی الصلاة، ثم وضع يده علٰی رکبتی رسول ا لله ﷺ: فقال يامحمد ماالاسلام؟ قال الاسلام ان تشهدان لااله الاالله وان محمدرسول الله، وان تقيم الصلاة، تؤتی الزكاة، وتحج وتعتمر؟ وتغتسل من الجنابة، وتتم الوضوء، وتصوم رمضان؛ قال فان فعلت هٰذا فانا مسلم؟ قال نعم قال صدقت يا محمد قال ماالايمان؟ قال الايمان ان تؤمن باالله وملائكته وكتبه ورسله، وتؤمن بالجنة والنار والميزان، وتؤمن بالبعث بعد الموت، وتؤمن بالقدر خيره وشره، قال فاذا فعلت هٰذا فانا مؤمن قال نعم قال صدقت. (در منثور ۳/۷ ۳ ۱ مكتبه الرحاب قاهره)

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا: ایک دن ہم لوگ حضور ﷺ کی بارگاہ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک ایک شخص حاضر خدمت ہوا اس پر سفر کے کوئی آثار نہیں تھے اور نہ ہی وہ وہاں کا باشندہ تھا. وہ آگے بڑھتا گیا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے دوزانو ہو کر اسطرح بیٹھ گیا جیسے ہم میں سے کوئی نماز میں بیٹھتا ہے، پھر اس نے اپنے ہاتھ رسول اللہ ﷺ کے گھٹنوں پر رکھ دیئے اور عرض کی یا محمد ﷺ اسلام کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اسلام یہ ہے کہ تو گواہی دے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، اور یہ کہ تو نماز قائم کرے، زکوٰۃ دے حج اور عمرہ کرے غسل جنابت کرے وضو مکمل کرے اور رمضان المبارک کے روزے رکھے یہ سن کر اس نے عرض کی اگر میں اسطرح کرلوں تو کیا میں مسلمان ہو جاؤں گا؟ تو آپ ﷺ

نے فرمایا ہاں اس نے عرض کی اے محمد ﷺ آپ نے سچ فرمایا، پھر اسنے عرض کی ایمان کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا؛ ایمان یہ ہے کہ تو اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں، کتابوں، اور رسولوں پر ایمان لائے، اور جنت، دوزخ، میزان، مرنے کے بعد جی اٹھنے، اور اچھی بری تقدیر پر ایمان لائے۔ اس نے عرض کی اگر میں اسطرح کرلوں تو کیا میں مومن ہوں گا؟ تو حضور ﷺ نے فرمایا ہاں اس نے کہا آپ نے سچ فرمایا۔

امام ابو محمد عبدالجلیل بن موسیٰ اندلسی المعروف القصریٰ شعب الایمان میں لکھتے ہیں۔

"اما کون المیزان والوزن من الایمان فان الاجماع من اھل السنة علی الایمان به وقد نطق القرآن والسنة به"(شعب الایمان للقصریٰ الشعبة السابعه والستون۵/۵۹۹ دارالکتب العلمیة بیروت لبنان)

ترجمہ: میزان اور وزن ایمانیات میں سے ہیں۔ میزان پر ایمان لانے میں اہلسنت وجماعت کا اجماع ہے اور اس پر قرآن اور احادیث نبی کریم ﷺ کی تصریح بھی ہے۔ آیات قرآنیہ کے ظاہری معنی سے بلا دلیل عدول کرنا ضلالت وگمراہی ہے۔

صاحبِ میزان عدل

قیامت کے دن میزان کس کے ہاتھ ہوگا؟ اس سلسلہ میں اکثر ائمہ مفسرین کا اتفاق ہیکہ صاحب میزان حضرت جبرئیل علیہ السلام ہوں گے۔

امام ابو جعفر طبری فرماتے ہیں:

عن حزیفةقال :صاحب الموازین یوم القیامة جبریل علیه الاسلام ،قال: یا جبریل زن بینھم فردمن بعض علی بعض قال ولیس ثم ذھب ولافضة قال فان کان للظالم حسنات اخذمن حسناته فترد علی المظلوم وان لم یکن له حسنات حمل علیه من سیئات صاحبه فیرجع الرجل وعلیه مثل الجبال (تفسیر الطبری۵/۴۳۲ دارالکتب العلمیه بیروت)

ترجمہ: حضرت حزیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ قیامت کے دن وزن کرنے

والے حضرت جبرئیل علیہ السلام ہوں گے رب تعالیٰ فرمائیگا اے جبرئیل بندوں کے اعمال کا وزن کرو تو بعض کے اعمال کو بعض پر ڈالا جائیگا تو لنے کیلئے وہاں نہ سونا ہوگا اور نہ ہی چاندی اگر ظالم کے پاس نیکیاں نہ ہوں تو مظلوم کے گناہ لیکر ظالم پر ڈال دیۓ جائیں گے۔ اور ظالم آدمی پہاڑ کے مثل بوجھ لیکر واپس ہوگا۔

امام فخر الرازی فرماتے ہیں: **وجبرئیل اخذ بعموده ینظر الی لسانه (الفخر الرازی ٥/٢٠٢ داراحیاء التراث العربی بیروت لبنان)**

ترجمہ: میزان جبرئیل کے ہاتھ ہوگا اور ترازو کے اس حصہ کی طرف (جو تولتے وقت ہاتھ میں پکڑا جاتا ہے) دیکھے گا۔

امام صاوی نے اسطرح بیان فرمایا: "**یا خذ جبریل بعموده نا ظرا الی لسانه و میکا ئیل امین علیه یحضره الجن و الانس" (الصاوی ٣/ ٧٤ مکتبه اشاعت الاسلام دهلی)**

ترجمہ: جبرئیل علیہ السلام اسکی ڈنڈی کو پکڑے ہوئے ہوں گے، اور ترازو کی ڈنڈی کی طرف دیکھیں گے۔ اور میکائل علیہ السلام اس کے امین ہوں گے، اور وہاں جن وانس حاضر ہوں گے۔

مقام میزان عدل

میزان عدل کا قیام کہاں ہوگا؟ اس سلسلہ میں ہمارے پاس دو قسم کی رائیں ہیں ایک قول یہ ہے کہ بیت المقدس کے پاس دو درختوں کے درمیان رکھا جائیگا۔ اور دوسرا قول یہ ہے کہ عرش الٰہی کے سامنے جنت کے پاس اور یہی قول راجح ہے۔

امام جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں: "**واخرج ابو الشیخ عن کعب قال: یوضع المیزان بین شجرتین عندبیت المقدس**" (تفسیر درمنثور ٣/١٣٧ مکتبۃ الرحاب قاہرہ)

ترجمہ: ابوالشیخ نے کہا کہ حضرت کعب نے فرمایا کہ میزان کو بیت المقدس کے پاس

دو درختوں کے درمیان رکھا جائیگا۔

اوراس کے برخلاف امام فخر الرازی فرماتے ہیں:

عن عبداللہ بن سلام ان میزان رب العالمین ینصب بین الجن والانس یستقبل به العرش احدکفتی المیزان علی الجنة والاخری علی جهنم ولووضعت السمٰوٰت والارض فی احداهما لوسعتهن (الفخرالرازی۵/ ۲۰۲دار احیاء التراث العربی بیروت لبنان)

ترجمہ: یعنی عبداللہ بن سلام سے مروی ہیکہ میزان الٰہی جن اورانسان کے درمیان عرش الٰہی کے سامنے کھڑا کیا جائیگا میزان کا ایک پلڑا جنت کی طرف ہوگا اور دوسرا پلڑا جہنم کی طرف پلڑے کی وسعت کا عالم یہ ہے کہ اگرایک پلڑے میں آسمان و زمین کو رکھدیا جائے تو پلڑے کی وسعت میں گم ہوجائیں گے۔

امام ابوعبداللہ محمد بن علی معروف حکیم ترمذی،نوادرالاصول میں/امام حافظ محمد بن احمد قرطبی التذکرہ میں فرماتے ہیں۔

"وجاء فی الخبر أن الجنة یؤتی بها ،فتوضع عن یمین العرش یوم القیامة ،والنار عن یسار العرش ،ویؤتی بالمیزان فینصب بین یدی الله عزوجل وکفةالحسنات عن یمین العرش مقابل الجنة وکفة السیئات عن یسار العرش مقابل النار" (نوادر الاصول ج ۱ /۳۵ الاصل الرابع مطبع بیت الافکار الدولیه اردن ،التذکرة فی احوال الموتی و امور الآخرہ ص ۳۹۰ مکتبة الامام البخاری قاهره)

ترجمہ: بروز قیامت جنت عرش الٰہی کے دائیں جانب اور جہنم عرش الٰہی کے بائیں جانب ہوگا۔اللہ رب العزت کے سامنے میزان قائم ہوگا نیکی کا پلڑا عرش الٰہی کے دائیں جانب جنت کے بالمقابل اور برائی کا پلڑا عرش الٰہی کے بائیں جانب جہنم کے بالمقابل

شارح بخاری فقیہ اعظم علامہ حضرت مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ رقمطراز ہیں۔

''قیامت کے دن یہ میزان عرش کے پاس قائم کی جائیگی ،حسنات کا پلڑا عرش کے

داہنی طرف ہوگا جنت کے مقابل اور سیأت کا پلڑا عرش کے بائیں طرف ہوگا جہنم کے مقابل،،(نزھتہ القاری ۳۸۹/۸)

امام احمد بن محمد صاوی نے اسطرح بیان فرمایا ہے:

’’مکانہ قبل الصراط کفتہ الیمنی للحسنات وھی نیرۃ عن یمین العرش و کفتہ الیسر ی للسیأت وھی مظلمۃ عن یسارہ ‘‘(الصاوی، ۷۴/۳ مکتبہ اشاعت الاسلام دھلی)

ترجمہ: میزان عدل قائم ہونے کی جگہ پل صراط سے پہلے ہے نیکی کا پلڑا عرش کی داہنی جانب روشن ہوگا اور گناہ کا پلڑا بائیں جانب تاریک ہوگا۔

امام عبدالرزاق حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سند سے روایت کرتے ہیں۔

’’عن قتادۃ فی قولہ تعالی(الکتاب والمیزان) قال:المیزان العدل :قال سلمۃ: کفۃ المیزان علی جھنم والکفۃ الاخریٰ علی الجنۃ :(تفسیر عبدالرزاق ج۳ /۲۸۷رقم ۳۱۵۹)

ترجمہ:حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ قرآن کریم میں میزان سے مراد عدل ہے اور حضرت سلمہ نے فرمایا: کہ میزان کا ایک پلڑا جہنم پر ہوگا اور دوسرا پلڑا جنت پر۔

فیصل میزان عدل

میزان عدل کا فیصل وحکم کون ہوگا؟ اس تعلق سے مفسرین نے فرمایا:

اللہ رب العزت قیامت کے دن حضرت آدم علیہ السلام سے فرمائیگا اے آدم تجھے میزان کا حکم بناتا ہوں۔

شیخ ابوعبداللہ محمد بن احمد قرطبی فرماتے ہیں:

روی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ تعالی یقول یوم القیامۃ یا آدم ابرز الی جانب الکرسی عندالمیزان وانظر مایرفع الیک من اعمال بنیک فمن رجح خیرہ علی شرہ مثقال حبۃ فلہ الجنۃو من رجح شرہ

علی خیرہ مثقال حبة فلہ النار حتی تعلم انی لا اعذب الا ظالما
(تفسیر القرطبی ۷ /۱۰۸ زکریا بکڈپو)

ترجمہ: رسول کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن اللہ تبارک وتعالیٰ حضرت آدم سے فرمائیگا اے آدم عرش الٰہی کی طرف میزان عدل کے پاس کھڑے ہو جاؤ اور دیکھو کہ تمہاری اولاد میں سے جسکی نیکی برائی سے ذرہ برابر بھی زیادہ ہے تو اس کے لئے جنت ہے اور جسکی برائی زیادہ ہے تو اس کے لئے جہنم ہے یہ اس لئے تا کہ تم کو معلوم ہو جائے کہ میں صرف اور صرف ظالم ہی کو عذاب دونگا۔

شارح بخاری مفتی شریف الحق امجدی فرماتے ہیں:

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن حضرت آدم سے فرمائے گا اے آدم میں نے آپ کو اپنے اور آپ کی اولاد کے درمیان حکم بنا دیا ہے میزان کے پاس کھڑے ہو جاؤ اور دیکھو جسکی نیکی برائی سے ذرے کے برابر بھی زیادہ ہو اسکے لئے جنت ہے۔،،

(نزہۃ القاری ۸/ ۳۹۰ دائرۃ البرکات گھوسی)

تعداد میزان عدل

میزان عدل ایک ہوگی یا متعدد؟ ائمہ متکلمین ومفسرین کے درمیان یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے کہ قیامت کے دن میزان عدل ایک ہوگی یا چند؟ اہل سنت وجماعت کے ایک بڑے طبقہ کا قول یہ ہے کہ میزان عدل متعدد ہونگے۔ اور دوسرے طبقہ کا قول یہ ہے کہ میزان ایک ہی ہوگی اور یہی مذہب جمہور ہے جبکہ قرآن کریم میں جہاں بھی میزان کے قیام کا ذکر آیا ہے میزان لفظ واحد کے ساتھ نہیں بلکہ موازین جمع کے ساتھ وارد ہے۔

قرآن کریم میں سورہ انبیاء میں ہے:

﴿وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ﴾ (الانبیا۔ ۴۷)

ترجمہ: اور ہم عدل کے ترازو رکھیں گے قیامت کے دن (کنز الایمان)

سورہ اعراف میں ہے۔

﴿وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذِنِ الْحَقُّ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهُ فَاُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾ (اعراف ۸)

ترجمہ: اور اس دن تول ضرور ہونی ہے تو جن کے پلے بھاری ہوئے مراد کو پہنچے (کنزالایمان)

سورہ قارعہ میں ہے:

﴿فَاَمَّامَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهُ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ﴾. (القارعة ۳۰)

ترجمہ: تو اب جس کی بھاری ہوئیں تولیں تو وہ اپنے پسند کے عیش میں ہے۔ (معارف القرآن)

یہی وجہ ہے کہ صوفیاء کرام نے فرمایا کہ قیامت کے دن متعدد میزان قائم ہوں گے۔
مفسر قرآن علامہ اسماعیل حقی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

وانما قال موازينه بالجمع لأن كل عبد ينصب له موازين بالقسط تناسب حالاته فلبدنه ميزان يوزن به اوصافه ولروحه ميزان يوزن به نعوته ولسره ميزان يوزن به احواله ولخفيه ميزان يوزن به اخلاقه.(روح البيان۳/۱۶۵ دارالفكر بيروت لبنان)

ترجمہ: موازین جمع کیساتھ اس لئے لایا گیا تا کہ یہ معلوم ہو جائے کہ ہر ایک بندے کے احوال کے تناسب کے اعتبار سے میزان کھڑے کئے جائیں گے ہر ایک حال کے لئے الگ الگ ترازو ہوگا جسم کے لئے ایک الگ میزان ہوگا جسمیں بدن کے اوصاف تولے جائیں گے، روح کے لئے الگ ترازو ہوگا جسمیں روح کے اوصاف تولے جائیں گے اور اس کے ظاہر کے لئے الگ الگ ترازو ہوگا جسمیں اس کے ظاہری احوال تولے جائیں گے اور ایک باطن کے لئے الگ ترازو ہوگا جس میں باطنی احوال تولے جایں گے۔

امام محی الدین شیخ زادہ حاشیہ شیخ زادہ میں فرماتے ہیں:

وجاز ان يكون لكل احد موازين متعددة بأن يكون لافعال القلوب

مثلا میزان یخصها ولا فعال الجوارح میزان آخر. (حاشیه محی الدین شیخ زاده۴/۱۹۲ دارالعلمیۃبیروت لبنان)

ترجمہ: ممکن ہے ہر ایک شخص کے لئے متعدد میزان قائم ہوں اس طور پر کہ باطنی افعال کے لئے الگ میزان ہو اور ظاہری افعال کے لئے الگ میزان ہو۔

شارح الحدیث حافظ بن حجر عسقلانی فرماتے ہیں:

هل المراد ان لکل شخص میزانا اولکل عمل میزان فیکون الجمع حقیقة او لیس هناک الامیزان واحدو الجمع باعتبار تعدد الأعمال او الاشخاص ویدل علی تعددالأعمال قوله تعا لی(وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ(فتح الباری۱۳/۶۵۸)

ترجمہ: موازین جمع لانے کا مقصد اگر یہ ہو کہ ہر ایک شخص کے لئے الگ میزان یا ہر عمل کے لئے الگ میزان قائم ہوگی تو اس صورت میں جمع حقیقی ہوگا اور اگر یہ مراد نہ ہو بلکہ ایک ہی میزان مراد ہو تو اس صورت میں جمع اعمال واشخاص کے تعدد کے اعتبار سے ہوگا اور قرآن کریم کی آیت ومن خفت موازینه سے تعدد اعمال کیطرف اشارہ ہورہا ہے۔

امام ابوعبداللہ محمد بن قرطبی فرماتے ہیں:

وقیل: یجوزان یکون هناک موازین للعامل الواحد یوزن بکل میزان منها صنف من اعماله ویمکن ان یکون ذالک میزاناواحدا عبر عنه بلفظ الجمع(تفسیر قرطبی ۸/۱۰۸ زکریا بکڈپو)

ترجمہ: بعض حضرات نے کہا کہ یہ ممکن ہے کہ ایک شخص کے لئے متعدد میزان قائم ہوں اور اعمال کی نوعیت کے اعتبار سے ایک میزان پر ایک قسم کے عمل کا وزن ہو اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ حقیقت میں میزان ایک ہی ہو عظمت کی وجہ سے لفظ جمع سے تعبیر کردی گئی۔

قول راجح

مفسر القرآن الکریم امام محمد بن یوسف ابوحیان اندلسی البحر المحیط میں فرماتے ہیں۔

" الموازین باعتبار الموزونات والمیزان واحد ھذاقول الجمھور"
(تفسیر البحر المحیط ۴/ ۲۷۱،دار الکتب العلمیه بیروت لبنان)

ترجمہ: موازین موزونات کے اعتبار سے ہے۔اور جمہور کے قول کے مطابق میزان عدل ایک ہی ہوگی۔

امام علاءالدین علی بن محمد خازن فرماتے ہیں:

''اکثر الاقوال انه میزان واحدو انما جمع لاعتبار تعدد الاعمال الموزونة''. (تفسیر خازن ۲۷۸/۳ مکتبہ فاروقیہ پشاور)

ترجمہ: اکثر حضرات کا یہی قول ہے کہ میزان عدل ایک ہی ہوگی آیت کریمہ میں موازین جمع کیساتھ وارد ہے وزن کئے جانے والے اعمال کی کثرت کے اعتبار سے۔

حکمت میزان عدل

اللہ تبارک وتعالیٰ کو تمام اعمال واقوال کی کیفیت وکمیت معلوم ہے ذرہ برابر بھی معلومات باری تعالیٰ سے جدا نہیں۔

سورہ حجر میں ہے:

﴿وَاِنۡ مِّنۡ شَیۡءٍ اِلَّا عِنۡدَ نَا خَزَائِنُهٗ وَمَا نُنَزِّلُهٗ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعۡلُوۡمٍ﴾

(سورہ حجر پ ۱۴ آیت ۲۱)

ترجمہ۔اور کوئی چیز نہیں جس کے ہمارے پاس خزانے نہ ہوں اور ہم اسے نہیں اتارتے مگر ایک معلوم اندازے سے۔(کنزالایمان)

امام ابومحمد عبدالجلیل اندلسی قصری شعب الایمان میں فرماتے ہیں:

والباری تعالیٰ یعرف مقا دیر الاشیاء کلھا ویزنھا ویعلم وزنھا من الذرة فما دونھاو فوقھا و یتعالی عن الجزاف فلیس عند ہ شئی جزافا.(شعب الایمان للقصری ،ص،۶۰۰ ،الشعبةالسابعه والستون)

ترجمہ: اللہ تبارک وتعالیٰ کو تمام اشیاء کی کمیت وکیفیت معلوم ہے باری تعالیٰ کو ذرہ ذرہ

کا علم ہے۔ بلکہ ذرہ سے کم وبیش کو بھی اس کا علم محیط ہے۔کوئی بھی چیز رب کے پاس غیر تحقیقی نہیں ہے۔

لیکن اس کے باوجود میزان عدل قائم کرنے میں رب تعالیٰ کی حکمت یہ ہے کہ عدل وانصاف کا پیمانہ ظاہر ہو۔اللہ تبارک تعالیٰ نے میزان عدل کے نظام وقانون کو سمجھانے کے لئے دنیا میں محسوس ومعقول میزان ظاہر فرمایا ہے تاکہ بندگان خدا کو اسکے ذریعہ ایمان واستدلال آسان ہو۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَالسَّمَآءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيْزَانَ اَلَّاتَطْغَوْافِى الْمِيْزَانِ وَاَقِيْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيْزَانَ﴾ (سورة الرحمٰن پ ۲۷ آیت۷. ۸. ۹)

ترجمہ:اور آسمان کو اللہ نے بلند کیا،اور ترازو رکھی کہ ترازو میں بےاعتدالی نہ کرو،اور انصاف کے ساتھ تول قائم کرو،اور وزن نہ گھٹاؤ۔

﴿وَزَنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ﴾(الشعر آیت، ۱۸۲)

ترجمہ: اور سیدھی ترازو سے تولو(کنزالایمان)

امام ابو محمد عبدالجلیل بن موسی اندلسی قصری شعب الایمان میں فرماتے ہیں:

واظهر اللّٰه لنا فى هٰذه الدار الميزان والمكيال المحسوس والمعقول ليظهر لنا مقادير الاشياء ولنتعامل بها ونستدل على موازين الآخرة ونؤمن بها.(شعب الايمان للقصرى ص،۶۰۰ ،دار الكتب العلمية بيروت لبنان)

ترجمہ:اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس کائنات میں محسوس ومعقول میزان ظاہر فرمایا تاکہ اشیاء کی مقدار ظاہر ہو اور اسکے ذریعہ سے غور کرسکیں اور اخروی میزان پر استدلال کرسکیں اور اس پر ایمان لائیں۔

امام جلیل محی السنہ ابو محمد حسن بن مسعود البغوی میزان عدل کی حکمت بیان فرماتے ہیں

والحكمة فى وزن الأعمال امتحان اللّٰه عباده بالايمان فى الدنيا واقامة الحجة عليهم فى العقبى(تفسير البغوى ۲/ ۱۴۹ اداره تاليفات

اشرفیة پاکستان)

ترجمہ: میزان میں اعمال وزن کرنے کی حکمت اللہ تبارک وتعالیٰ کا اپنے بندوں سے دنیا کے اندر ایمان لانے کا امتحان لینا اور آخرت میں حجت قائم کرنا۔

قاضی نصیر الدین البیضاوی نے میزان عدل کی حکمت اسطرح بیان کی۔

والجمهور على ان صحائف الاعمال توزن بميزان له لسان و كفتان ينظر اليه الخلائق اظهارا للمعدلةوقطعاللمعذرة كما يسألهم عن اعمالهم فتعترف بهاالسنتهم و تشهد بهاجوارحهم.

(تفسیر البیضاوی ۱۳ لاعراف ۶)

ترجمہ: جمہور کا مذہب یہ ہے کہ اعمال نامے تولے جائیں گے ایسا میزان ہوگا جسمیں ایک ڈنڈی اور دو پلڑے ہوں گے مخلوق کی نگاہیں اسی طرف کھینچی رہیں گی تا کہ عدل وانصاف کا ظہور ہو اور مجرموں کے لیے عذر کا موقع ختم ہو جب ان سے ان کے اعمال کے بارے میں سوال ہوگا تو انہیں انکار کی گنجائش نہیں ہوگی ان کی زبانیں اقرار کریں گی اور اعضا گواہی دیں گے۔

امام علاء الدین خازن تفسیر خازن میں لکھتے ہیں:

فان قلت ا ليس الله عزوجل يعلم مقادير اعمال العباد فما الحكمة فى وزنها ؟قلت فيه حكم منها اظهار العدل وان الله عز وجل لا يظلم عبادةومنها امتحا ن الخلق با لايمان بذالك فى الدنيا واقا مة الحجة عليهم فى العقبى و منها تعريف العباد ما لهم من خيرو شر وحسنة سيئة ومنها اظهار علا مة السعادة والشقاوة. (تفسیر خازن ۲/۷۸)

ترجمہ: اگر یہ اعتراض ہو کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کو تمام بندوں کے اعمال کی مقدار معلوم ہے تو پھر اعمال کے وزن کرنے کی حکمت کیا ہے؟

جواب: اسمیں بہت ساری حکمتیں ہیں۔

(۱) عدل وانصاف ظاہر کرنا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ بندوں پر ظلم نہیں کرتا ہے۔

(۲) اللہ تبارک وتعالیٰ کا اپنے بندوں سے دنیا کے اندر ایمان لانے کا امتحان لینا اور آخرت میں حجت قائم کرنا۔

(۳) بندوں کو انکے خیر وشر، نیکی اور بدی کی معرفت کرانا

(۴) نیک بخت اور بد بخت کی علامت ظاہر کرنا وغیرہ

وسعت میزان عدل

میزان کی وسعتوں کا عالم یہ ہے کہ اگر اس کے ایک پلڑے میں آسمان وزمین کو رکھا جائے تو میزان کا ایک پلڑا کافی ہے۔

محدث جلیل حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں:

فاخرج ابوالقاسم اللالکائی فی السنته عن سلمان قال: یوضع المیزان ولہ کفتان لو وضع فی احداھما السمٰوٰت والارض ومن فیھن لوسعته(فتح الباری ۱۳/ ۶۵۹ المکتبة اشرفیة)

ترجمہ: امام ابوالقاسم لا لکائی نے سنہ میں سلمان سے بیان کیا ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ میزان عدل قائم ہوگی اسمیں دو پلڑے ہونگے اور ایک پلڑے کی وسعت کا عالم یہ ہوگا کہ اگر زمین وآسمان اور جو چیزیں بھی زمین وآسمان میں ہیں سب کو ایک پلڑے میں رکھا جائے تو اسمیں سما جائیں گے۔

علامہ جلال الدین سیوطی تفسیر در منثور میں فرماتے ہیں۔

یوضع المیزان وله کفتان لو وضع فی احد اھما السمٰوٰت والارض ومن فیھن لوسعته.(تفسیر در منثور ۳/ ۱۳۹)

ترجمہ: قیامت کے دن ترازو رکھا جائے گا اسمیں ان کے دونوں پلڑوں میں سے ایک میں آسمان، زمین اور انکے درمیان کی ساری چیزیں رکھی جائیں گی تو وہ اس میں سما جائیں گی۔

امام رازی فرماتے ہیں: **ولو وضعت السمٰوٰت والارض فی احداھما**

لووسعتهن (تفسیر کبیر الرازی ٥/ ٢٠٢)

ترجمہ: قیامت کے دن ترازو کے دونوں پلڑوں میں سے ایک میں آسمان، زمین رکھی جائیں گے تو وہ ایک پلڑا ان وسعت رکھتا ہے۔

میزان عدل کی وسعتوں کو دیکھ کر حضرت داؤد علیہ السلام پر غشی طاری ہوگئی ملاحظہ ہو۔

امام محمد بن زمخشری الکشاف میں اور امام بغوی تفسیر بغوی میں فرماتے ہیں:

ویروی: ان داؤد علیه السلام سأل ربه ان یریه المیزان، فلمارآه غشی علیه، ثم افاق فقال: یا الٰهی من الذی یقدران یملأ کفته حسنات؟ فقال: یا داؤد انی اذا رضیت عن عبدی ملاتها بتمرة (الکشاف ٣/ ٩٠ دار الکتاب العربی بیروت لبنان)

(البغوی ٣/ ٢٤٦ ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان)

ترجمہ: حضرت داؤد علیہ السلام نے بارگاہ خداوندی میں عرض کیا اے رب العالمین مجھے میزان عدل دکھادے۔ آپ کی دعا اللہ تعالیٰ نے قبول فرمالی تو جب میزان کی اصلی صورت کو دیکھا آپ پر غشی طاری ہوگئی پھر جب افاقہ ہوا تو عرض کیا اے پروردگار میزان کی وسعت کا حال یہ ہے کہ زمین و آسمان نہ بھر سکیں تو نیکیوں سے میزان کے پلڑے کون بھر سکتا ہے رب تعالیٰ نے فرمایا: اے داؤد میں جس بندے سے راضی ہونے پر آجاؤں تو ایک کھجور کے صدقہ کی برکت سے اس پلڑے کو بھر دونگا۔

بعض مفسرین کرام نے اس واقعہ کو معمولی اضافہ کیساتھ بیان فرمایا

امام علامہ علاء الدین خازن لکھتے ہیں:

ان داؤد علیه الصلاة و السلام سأل ربه عزوجل ان یریه المیزان فاراه کل کفته بین المشرق والمغرب فلمارآه غشی علیه ثم افاق فقال: الهی من الذی یقدران یملأ کفته حسنات قال یا داؤد انی اذارضیت عن عبدی ملأتها بتمرة (الخازن ٣/ ٢٧٨ مکتبه فاروقیه پساور)

ترجمہ: داؤد علیہ السلام نے رب تعالیٰ سے التجاء کی کہ اسے میزان عدل کی اصل

صورت دکھادے تو رب تعالیٰ نے اسے دکھایا کہ ایک پلڑا مغرب میں ہے تو دوسرا مشرق میں یہ دیکھ کر بیہوش ہو گئے اور جب ہوش میں آئے تو عرض کیا اے پروردگار میزان کے پلڑے کو نیکی سے کون بھر سکتا ہے پروردگار نے فرمایا اے داؤد اگر میں اپنے بندے سے راضی ہو جاؤں تو ایک کھجور کے صدقہ کی برکت سے میزان کو بھر دونگا۔

۱۹۹۹ء کی بات ہے جب میں مادر علمی الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور میں درجۂ سابعہ کا طالب علم تھا، اور فقیہ اعظم ہند شارح بخاری حضرت مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ ختم بخاری شریف کی محفل میں خطاب فرما رہے تھے، اس موقع سے آپ نے فرمایا. میزان عدل کی وسعت کا حال یہ ہے کہ اگر آسمان و زمین اور جو کچھ آسمان و زمین میں ہے سب کو میزان عدل کے ایک پلڑے میں رکھ دیا جائے تو ایسا محسوس ہوگا کہ ایک لمبے چوڑے میدان میں رائی کا ایک دانہ ہے۔

کیفیت میزان عدل

میزان عدل کی کیفیت کیا ہوگی؟ آیا وہ میزان دنیوی ترازو کے مثل ہوگا یا اس میزان کی صورت الگ ہوگی اکثر ائمہ مفسرین اور جمہور کا راجح قول یہ ہیکہ میزان کی صورت وہی ہوگی جو معروف و معہود ہے۔

چنانچہ امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری فرماتے ہیں:

معنی ذالک: فمن ثقلت موازینه التی توزن بها حسناته و سیئاته قالو و ذلک هو المیزان الذی یعرفه الناس له لسان و کفتان (تفسیر الطبری ۵/۴۳۳ دار الکتب العلمیه بیروت لبنان)

ترجمہ: جسکا میزان بھاری ہو کہ جسمیں لوگوں کی اچھائی اور برائی کا وزن ہو اسکا کیا مطلب؟ تو مفسرین نے فرمایا وہ وہی میزان ہے جس کو لوگ پہچانتے ہیں کہ جس کی ایک ڈنڈی اور دو پلڑے ہوتے ہیں۔

امام ابوجعفر نے اسی قول کی تصویب کی ہے وہ فرماتے ہیں:

والصواب من القول فی ذلک عندی القول الذی ذکرناه عن عمرو بن دینار من ان ذلک هوالمیزان المعروف الذی یوزن به وان الله جل ثناؤه یزن اعمال خلقه الحسنات منها والسیئات(المصدر السابق)

ترجمہ: اور میرے نزدیک وہی قول حق وصواب ہے جس کو عمرو بن دینار نے بیان کیا کہ جس میں اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے بندوں کے اچھے برے اعمال کا وزن فرمائے گا وہ وہی میزان ہے جو لوگوں کے درمیان معروف ومشہور ہے:

علامہ جلال الدین سیوطی تفسیر درمنثور میں فرماتے ہیں۔

عن عبدالملک بن ابی سلیمان قال ذکرالمیزان عند الحسن فقال له لسان و کفتان. (تفسیر درمنثور ۳/ ۱۴۷ مکتبه الرحاب قاهره)

ترجمہ: عبدالملک بن ابوسلیمان سے مروی ہیکہ اس کے پاس میزان کا ذکر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ اس کی ایک ڈنڈی ہوگی یعنی ترازو کا وہ حصہ جو تولتے وقت ہاتھ میں پکڑا جاتا ہے اور دو پلڑے ہوں گے۔

امام ابوعبداللہ قرطبی نے بھی یہی فرمایا۔

قال ابن عباس :توزن الحسنات والسیئات فی میزان له لسان و کفتان. (تفسیرقرطبی.۷/۱۰۸)

ترجمہ: حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ نیکیوں اور برائیوں کا وزن ایسے ترازو میں ہوگا جسمیں ایک ڈنڈی اور دو پلڑے ہوں گے۔

اسی قول کو امام بغوی نے تفسیر بغوی ۲/ ۲۴۶ میں امام قاضی علامہ ناصرالدین شیرازی بیضاوی نے تفسیر بیضاوی ۳/۶ میں، امام محمد بن عمر زمخشری نے الکشاف ۲/۶۹ میں بیان کیا ہے۔

مفسرین کرام کی مذکورہ عبارتوں سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ میزان کی کیفیت وہی ہوگی جو معروف ومشہور ہے۔

امام محمد بن یوسف ابوحیان اندلسی نے میزان کی تعریف میں عمود کا اضافہ کیا ہے وہ فرماتے ہیں: **وان المیزان له عمود و کفتان ولسان (البحر المحیط، ۴**

/۲۷۰ دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان)

ترجمہ: میزان میں کئی ستون (پلڑے کو ڈنڈی سے جوڑنے والا) دو پلڑے اور ایک ڈنڈی ہوتی ہے۔

کیفیت وزن

بروز قیامت میزان عدل قائم ہوگی وزن کی کیفیت کیا ہوگی؟ اچھے اور برے کے درمیان فرق کس طرح کیا جائیگا؟ مختلف کتب احادیث وتفاسیر کے مطالعہ سے معلوم ہوا کہ اس سلسلہ میں چار اقوال ہیں:

پہلا قول: صحیفۂ اعمال کا وزن

امام جلیل محمد الحسن بن مسعود البغوی فرماتے ہیں:

واختلفوا فی کیفیۃ الوزن فقال بعضھم توزن صحائف الاعمال: وروینا ان رجلا ینشر علیہ تسعۃ و تسعون فیخرج لہ بطاقۃ فیھا شھادۃ ان لا الہ الا اللّٰہ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ فتوضع السجلات فی کفۃ، والبطاقۃ فی کفۃ، فطاشت السجلات ثقلت البطاقۃ. (تفسیر البغوی ۲/۱۴۹ الاعراف ۸، ادارہ تالیفات اشرفیہ پاکستان)

ترجمہ: وزن کی کیفیت کے تعلق سے ائمہ متکلمین کا اختلاف ہے چنانچہ بعض حضرات نے فرمایا ہے کہ بروز قیامت صحیفۂ اعمال کا وزن ہوگا اور ان کی دلیل یہ ہے کہ ایک شخص کے ننانوے اعمال نامے کھولے جائیں گے اور ایک ایسا پرچہ نکالا جائیگا جسمیں کلمہ شہادت لکھا ہوگا تمام دفاتر ایک پلڑے میں رکھے جائیں گے۔ اور کلمہ شہادت والا پرچہ ایک پلڑے میں۔ تمام دفاتر والے پلڑے ہلکے پڑ جائیں گے اور کلمہ شہادت والا پلڑا بھاری ہو جائیگا۔ مذکورہ قول کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے جس کو امام ابن ماجہ نے سنن ابن ماجہ میں اور علامہ جلال الدین سیوطی نے تفسیر درمنثور میں روایت کیا۔ وہ فرماتے ہیں۔

عن عبد الله بن عمرو قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يصاح برجل من امتى على رؤوس الخلائق يوم القيامة فينشرله تسعة وتسعون سجلا كل سجل منها مد البصر فيقول أتنكر من هذا شيئا اظلمك كتبتى الحافظون ؟فيقول لايارب فيقول افلك عذرا وحسنة؟فيهاب الرجل فيقول لا يارب فيقول بلى ان لک عندنا حسنةوانه لا يظلم عليک اليوم فيخرج له بطاقة فيها:أشهد أن لااله الا اللّٰه واشهدان محمدا عبده ورسوله فيقول :يا رب ما هذه البطاقة مع هذه السجلات ؟فيقال :انک لا تظلم فتوضع السجلات فى كفةوالبطاقة فيى كفة فطاشت السجلات وثقلت البطاقة ولا يثقل مع اسم اللّٰه شيىء. (ابن ماجه ۳۱۸/تفسير در منثور ۳/ ۳۹امكتبة الرحاب قاهره)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن تمام مخلوق کے سامنے سب سے پہلے میری امت کے ایک آدمی کو پکارا جائے گا اور اس کے ننانوے رجسٹر کھولے جائیں گے اور ان میں سے ہر رجسٹر تا حدنگاہ پھیلا ہوگا۔تو اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا کیا تو اس میں سے کسی چیز کا انکار کرتا ہے۔کیا کراما کاتبین نے تیرے ساتھ کسی قسم کی زیادتی کی ہے؟ وہ عرض کرے گا نہیں۔اے میرے پروردگار پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تیرا کوئی عذر ہے یا کوئی نیکی ہے؟ تو وہ آدمی خوفزدہ ہوکر عرض کرے گا: اے میرے پروردگار نہیں: تو پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیوں نہیں ہمارے پاس تیری ایک نیکی ہے آج کے دن تجھ پر ذرہ برابر زیادتی نہیں کی جائے گی۔ چنانچہ اس کیلئے کاغذ کا ایک ٹکڑا نکالا جائے گا جس پر یہ لکھا ہوگا(أشهد أن لااله الا الله واشهدان محمدا عبده ورسوله) تو وہ عرض کرے گا: اے میرے رب ان رجسٹروں کے مقابلہ میں کاغذ کے اس ٹکڑے کی کیا حیثیت ہے؟ تو اس سے کہا جائے گا بلا شبہ تیرے ساتھ زیادتی نہیں کی جائے گی۔ چنانچہ ترازو کے ایک پلڑے میں ان رجسٹر کو رکھا جائے گا اور ایک پلڑے میں کاغذ کا وہ پرزہ رکھا جائے گا۔ تو رجسٹر ہلکے ہو جائیں گے اور کاغذ کا وہ پرزہ

بھاری ہو جائے گا کیونکہ اللہ تعالی کے نام کے بالمقابل کوئی شے بھاری نہیں ہوسکتی۔
اورامام ترمذی نے اسطرح روایت کی:

عن عبد الله بن عمروبن عاص یقول سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول ان الله سیخلص رجلامن امتی علی رؤوس الخلائق یوم القیامة فینشرعلیه تسعة وتسعین سجلا کل سجل مثل مد البصر ثم یقول أتنکر من هذا شیئا اظلمک کتبتی الحافظون یقول لایارب فیقول افلک عذرفیقول لا یارب فیقول بلی ان لک عندنا حسنةوانه لا ظلم علیک الیوم فیخرج بطاقة فیها:أشهد أن لااله الا اللّٰه واشهدان محمدا عبده ورسوله فیقول احضروزنک فیقول یا رب ما هذه البطاقة مع هذه السجلات ؟فقال :انک لا تظلم قال فتوضع السجلات فی کفةوالبطاقة فی کفة فطاشت السجلات وثقلت البطاقة ولایثقل مع اسم اللّٰه شییء.(ترمذی شریف ج ۲ / ۸۸)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بروز قیامت تمام مخلوقات کے سامنے پہلے میری امت کے ایک آدمی کو لایا جائیگا اور اس کے ننانوے رجسٹر کھولے جائیں گے، اوران میں سے ہر ایک تاحدنگاہ پھیلا ہوگا۔تو اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا کیا تو اس میں سے کسی شے کا انکار کرتا ہے۔کیا کراما کاتبین نے تیرے ساتھ کسی قسم کی زیادتی کی ہے؟ وہ عرض کرے گا نہیں اے میرے پروردگار؛ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تیرا کوئی عذر ہے؟ تو وہ عرض کرے گا: اے میرے رب نہیں تو پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیوں نہیں ہمارے پاس تیری ایک نیکی ہے اور آج تجھ پر ذرہ برابر زیادتی نہیں کی جائے گی۔ چنانچہ اس کے لئے کاغذ کا ایک ٹکڑا نکالا جائے گا جس پر یہ لکھا ہوگا(أَشْهَدُ أَنْ لَّاۤاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ)اورفرمائے گا اب وزن کروتو وہ عرض کرے گا: اے میرے رب ان رجسٹروں کے مقابلہ میں کاغذ کے اس ٹکڑے کی کیا حیثیت ہے؟ تو اس سے کہا جائے گا بلاشبہ تیرے ساتھ زیادتی نہیں کی جائے

گی۔ چنانچہ ترازو کے ایک پلڑے میں ان رجسٹر کو رکھا جائے گا اور ایک پلڑے میں کاغذ کا وہ پرزہ رکھا جائے گا۔ تو رجسٹر ہلکے ہو جائیں گے اور کاغذ کا وہ پرزہ بھاری ہو جائے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ کے نام سے کوئی شے بھاری نہیں ہوسکتی۔

اس حدیث کو امام حاکم نے المستدرک ۲۵/۱ میں، امام بیہقی نے شعب الایمان ۲۱۴/۱ میں، ابن حبان نے صحیح ابن حبان رقم ۲۲۵ ص ۱۷۹ میں، شیخ اسعد محمد سعید صاغرجی نے شعب الایمان ۲۹۳/۱ باب الایمان بالحشر والصراط میں اسی طرح بیان فرمایا۔

حافظ نورالدین ہیثمی نے اسطرح روایت کی:

عن عبد الله بن عمرو بن العاص قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : توضع الموازين يوم القيامة فيؤ تى بالرجل فيوضع فى كفة يوضع ما أحصى عليه فيتمايل به الميزان فيبعث به الىٰ النار قال فاذا ادبر به اذا صائح يصيح من عند الرحمٰن يقول: لا تعجلوا، لاتعجلوا فانه قد بقى له فيوتى ببطاقة فيها: لا اله الا اللّٰه فتوضع مع الرجل فى كفة حتىٰ يميل به الميزان.

(مجع الزوائد للهيثمى ۱۰/ ۶۵ رقم الحديث ۱۶۸۰۵)

ترجمہ:۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن میزان رکھا جائے گا اور ایک آدمی کو لایا جائے گا۔ اسے ایک پلڑے میں رکھا جائے گا اور دوسرے پلڑے میں اس کے مجموعی اعمال کو رکھا جائے گا۔ تو اس کی طرف سے ترازو جھک جائے گا اور اسے جہنم کی طرف بھیج دیا جائے گا۔ جب وہ پیٹھ پھیرے گا تو رب العٰلمین کی جانب سے چیخ لگانے والا چیخ کر کہے گا تم جلدی نہ کرو، تم جلدی نہ کرو۔ کیونکہ ابھی اس کا عمل باقی ہے۔ چنانچہ کاغذ کا پرزہ لایا جائے گا اور اس میں لا الہ الا اللہ (کلمہ شریف) لکھا ہوگا۔ تو اس آدمی کے ساتھ ایک پلڑے میں رکھ دیا جائے گا یہاں تک کہ میزان اسی وجہ سے جھک جائے گا۔

دوسرا قول: اعمال کا وزن

امام بغوی فرماتے ہیں:

وقیل توزن الاعمال ،روی ذالک عن ابن عباس فیؤ تی بالأعمال الحسنة علی صورة حسنة وبالاعمال السیئة علی صورة قبیحة (البغوی، ۲/ ۱۴۹ اداره تالیفات اشرفیه پاکستان)

ترجمہ: بعض حضرات نے کہا کہ بروز قیامت وزن اعمال کا ہوگا وہ حضرات ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ بروز قیامت اعمال حسنہ کو اچھی صورت میں اور اعمال سیئہ کو بری صورت میں لایا جائے گا۔

امام محدث ابو بکر احمد بن حسین بیہقی نے شعب الایمان میں اور امام جلال الدین سیوطی نے تفسیر درمنثور میں بیان فرمایا ہے:

عن أبی صالح عن ابن عباس انه قال المیزان له لسان و کفتان یوزن فیه الحسنات والسیئات فیؤتی بالحسنات فی أحسن صورة فتوضع فی کفة المیزان فیثقل علی السیئات قال فیؤخذ فیوضع فی الجنة عند مناز له ثم یقال للمؤمن:الحق بعملک قال :فینطلق الی الجنة فیعرف منازله بعمله قال: ویؤتی بالسیئات فی أقبح صورة فتوضع فی کفة المیزان فتخفف.والباطل خفیف. فیطرح فی جهنم الی منازله منها ویقال له الحق بعملک الی النار قال فیاتی النار فیعرف منازله بعمله وماأعد اللّٰه فیها من ألوان العذاب قال ابن عباس : فلهم أعرف بمناز لهم فی الجنةوالنار بعملهم من القوم ینصرفون یوم الجمع راجعین الیٰ منازلهم .(شعب الایمان ۱ /۳ ۱ ۲ دارالفکر بیروت لبنان/تفسیر درمنثور۳/ ۱۳۹ مکتبة الرحاب قاهره)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا میزان کی

ایک ڈنڈی اور دو پلڑے ہیں ۔اس میں نیکیوں اور بدیوں کا وزن کیا جائے گا تو نیکیوں کو انتہائی حسین صورت میں لایا جائے گا اور انہیں میزان کے پلڑے میں رکھا جائے گا ۔تو وہ برائیوں پر بھاری ہو جائیں گی تو انہیں اٹھا کر بندے کے مراتب کے مطابق جنت میں رکھ دیا جائے گا۔ پھر بندۂ مومن کو کہا جائے گا اپنے عمل سے جا مل ۔ پس وہ جنت کی طرف چل پڑے گا اور اپنے عمل کے سبب اپنے منازل و مراتب کو پالے گا اور بدیوں کو انتہائی قبیح اور بری صورت میں لایا جائیگا اور انہیں میزان کے ایک پلڑے میں رکھ دیا جائیگا اور وہ ہلکی ہوں گی کیونکہ باطل ہلکا اور خفیف ہوتا ہے۔ پھر انہیں جہنم میں اس کے مراتب کے مطابق پھینک دیا جائیگا اور اس بندے کو کہا جائیگا جہنم میں اپنے عمل سے جا مل ۔پس وہ جہنم کی طرف آئے گا اور اپنے عمل کے سبب منازل کی پہچان کرلے گا اور جو کچھ اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے جہنم میں طرح طرح کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا قوم میں انہیں جنت و دوزخ میں اپنے اعمال کے سبب اپنے منازل کی پہچان زیادہ ہوتی ہے جو جمعہ کے دن اپنی منزلوں میں لوٹ آتے ہیں پھر واپس مڑتے ہیں۔

تیسرا قول: اشخاص کا وزن

تیسرا قول یہ ہے کہ خود آدمی کا وزن مراد ہے یعنی آدمی کو وزن کیا جائیگا۔

امام جلیل محمد الحسن بن مسعود البغوی فرماتے ہیں:

قیل :توزن الاشخاص وروینا عن رسول الله صلی الله علیه وسلم انه قال لیاتی الرجل العظیم السمین یوم القیامة فلا یزن عند اللّٰه جناح بعوضة

(تفسیر البغوی ،۲/ ۱۴۹ ادارہ تالیفات اشرفیه پاکستان)

ترجمہ: بروز قیامت وزن صاحب عمل یعنی اشخاص کا ہوگا: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بروز قیامت ایک موٹا سا آدمی لایا جائے گا لیکن اللہ تعالیٰ کے نزدیک مچھر کے پر کے برابر بھی اسکا وزن نہیں ہوگا۔

اس حدیث کو حافظ ابن کثیر نے تفسیر ابن کثیر میں ، امام قاضی نصیر الدین بیضاوی

تفسیر بیضاوی میں اور امام بخاری نے صحیح بخاری کتاب التفسیر باب ۶ رقم الحدیث ۴۷۲۹ میں اور امام مسلم نے صحیح مسلم میں نقل فرمایا ہے۔

اور امام طبری نے اسطرح حدیث نقل کی ہے۔

عبداللہ بن عمرو فرماتے ہیں:

یجعل الرجل العظیم الطویل فی المیزان ثم لایقوم بجناح ذباب. (الطبری ۵/۴۳۳ دار الکتب العلمیه بیروت لبنان)

ترجمہ: بڑے لمبے بھاری بھرکم آدمی کو میزان میں رکھا جائیگا مگر مکھی کے پر کے برابر اسکی قیمت نہیں ہوگی ۔

یہ تین اقوال ہوئے جو حدیثوں سے ثابت ہیں اور بظاہر مختلف اور متعارض معلوم ہوتے ہیں، مگر حقیقت میں ان کے درمیان کوئی تعارض نہیں۔

چنانچہ حافظ ابن کثیر نے ان روایتوں کے درمیان اسطرح تطبیق دی ہے

وقد یمکن الجمع بین هٰذه الاثار بأن یکون ذلک کله صحیحا فتارة توزن الأعمال وتارة توزن محالها وتارة یوزن فاعلهاواللّٰه أعلم. (عمدة التفسیر ۲/۷ دار الوفاء)

ترجمہ: ان تینوں روایتوں کو یوں جمع کیا جاسکتا ہے کہ کبھی اعمال تولے جائیں گے اور کبھی اعمال نامے کبھی عمل کرنے والے۔

چوتھا قول: وزن بمعنی عدل وانصاف

شیخ محمد بن زمخشری الکشاف میں فرماتے ہیں:

وقیل هی عبارة عن القضاء السوی والحکم العادل (الکشاف ۹/۶۹ الاعراف دار الکتاب العربی بیروت لبنان)

ترجمہ: ایک قول یہ ہے کہ میزان مساویانہ فیصلے اور عادلانہ حکم کا نام ہے۔

قول راجح

اکثر متکلمین کی رائے یہ ہے کہ بروز قیامت صحیفۂ اعمال کا وزن ہوگا اور یہی ارجح بھی ہے۔
امام حافظ محمد بن قرطبی فرماتے ہیں:

والصحیح ان الموازین تثقل بالکتب التی فیها الاعمال مکتوبة وبها تخف کما دل علیه الحدیث الصحیح والکتاب العزیز (التذکرة ۳۹۰)

ترجمہ: اور صحیح یہ ہے کہ میزان عدل کا پلڑا صحیفہ اعمال سے بھاری ہوگا اور اسی سے ہلکا بھی ہوگا۔ جیسا کہ اس پر احادیث کریمہ اور قرآن کریم کی آیتیں شاہد ہیں۔

اعمال کا وزن حساب ہونے کے بعد ہوگا؟

امام بیہقی شعب الایمان میں، اور امام حافظ محمد بن احمد قرطبی التذکرہ فی احوال الموتی میں فرماتے ہیں:

واذا انقضی الحساب کان بعده وزن الأعمال ، لأن الوزن للجزاء ، فینبغی أن یکون بعد المحاسبة ، فان المحاسبة لتقریر الأعمال ، والوزن لاظهار مقادرها؟ لیکون الجزاء بحسبها (شعب الایمان للبیهقی ۱/۲۰۸/التذکره فی احوال الموتی و امور الاخرة ۳۸۵)

ترجمہ: حساب ہونے کے بعد اعمال کا وزن ہوگا، کیوں کہ اعمال کا وزن جزا کیلئے ہے تو ضروری ہے کہ وزن حساب کے بعد ہی ہو، کیوں کہ حساب اعمال کو ثابت کرنے کیلئے اور وزن اعمال کی مقدار ظاہر کرنے کے لیے ہے تا کہ اعمال کے اعتبار سے جزا ہو۔
اسی بات کو شیخ اسعد محمد سعید صاغرجی نے شعب الایمان میں اس طرح لکھا:

بعد انقضاء الحساب یکون وزن الأعمال، لأن الوزن للجزاء (شعب الایمان لصاغرجی ص، ۲۹۵)

کیا میزان عدل میں تمام بندوں کے اعمال تولے جائیں گے؟

بعض محدث کے کلام کے ظاہر سے یہ سمجھ میں آتا ہے کہ میزان میں تمام بندوں کے اعمال تولے جائیں گے چنانچہ امام بخاری نے اپنی صحیح بخاری میں میزان کے بارے میں اسطرح باب باندھا ہے(وان عمل بنی آدم وقولھم یوزن) اس سے بظاہر سمجھ میں آتا ہے کہ تمام بندوں کے اعمال واقوال تولے جائیں گے حالانکہ ایسانہیں بلکہ بندوں کی تین قسمیں ہیں:

پہلی قسم: کچھ بندے بلاحساب وکتاب جنت میں داخل ہوں گےان کے اعمال واقوال کا وزن نہیں ہوگا یہ وہ خوش قسمت اور خوش عقیدہ مسلمان ہیں جنکی سفارش حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کریں گےاوران کی تعداد ستر ہزار سے بھی زیادہ ہوگی۔

امام مسلم صحیح مسلم میں ابو ہریرہ سے روایت کرتے ہیں:

قال حدثنی عمران قال قال نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یدخل الجنة من امتی سبعون الفابغیر حساب قالوا ومن ھم یا رسول اللّٰہ قال ھم الذین لایکتوؤن ولایسترقون وعلیٰ ربھم یتوکلون فقام عکاشة فقال ادع اللّٰہ یا نبی اللّٰہ ان یجعلنی منھم قال انت منھم قال فقام رجل فقال یا نبی اللّٰہ ادع اللّٰہ ان یجعلنی منھم قال سبقک بھا عکاشة(مسلم شریف ۱/۱۱٦ فاروقیہ بکڈپو دھلی)

ترجمہ:حضرت عمران رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا میری امت میں سے ستر ہزار افراد بلا حساب جنت میں داخل ہونگے صحابۂ کرام نے عرض کیایارسول اللہ وہ کون لوگ ہوں گے؟ آپ نے فرمایا کہ یہ وہ لوگ ہوں گے جو نہ داغ لگوا کر علاج کرائیں گے اور نہ جھاڑ پھونک کروائیں گے، بلکہ صرف اپنے رب پر توکل کریں گے حضرت عکاشہ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے اے اللہ کے نبی دعا فرمادیں کہ اللہ مجھے ان لوگوں میں سے کردے آپ نے فرمایا تم ان لوگوں میں سے ہو ایک اور شخص نے

کہایا نبی اللہ میرے لئے دعا فرما دیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے ان میں سے کر دے آپ نے فرمایا عکاشہ تم پر سبقت لے جا چکا ہے۔

امام مسلم نے ایک روایت اسطرح کی ہے:

حدثنا : انّ ابا هريرة حدثه قال سمعت رسول اللّه صلى اللّه عليه وسلم يقول يدخل الجنة من امتى زمرة هم سبعون الفاتضى ء وجو ههم اضائةالقمر ليلة البدر قال ابو هريرة فقام عكاشة بن محصن الا سدى يرفع نمرة عليه فقال يا رسول اللّه ادع اللّه ان يجعلنى منهم فقال رسول اللّه صلى اللّه عليه واله وسلم اللهم اجعله منهم ثم قام رجل من الانصار فقال يا رسول اللّه ادع اللّه ان يجعلنى منهم فقال رسول اللّه صلى اللّه عليه وسلم سبقک بها عكا شة.

(مسلم شریف ۱۱۶/۱)

امام بغوی نے اس حدیث کو معمولی فرق کیساتھ شرح السنہ میں اسطرح بیان فرمایا:

انّ ابا هريرة حدثه قال :سمعت رسول اللّه صلى اللّه عليه وسلم يقول يدخل من امتى زمرة الجنة هم سبعون الفاتضى ء وجو ههم اضاء ة القمر ليلة البدر ،فقال ابو هريرة فقام عكاشةا بن محصن الا سدى يرقع نمر ـة عليه فقال: يا رسول اللّه ادع اللّه ان يجعلنى منهم، فقال: اللهم اجعله منهم ،ثم قام رجل من الانصار ،فقال :يا رسول اللّه ادع اللّه ان يجعلنى منهم قال: سبقک بها عكا شة.(شرح السنه ۱۵ /۱۳۷ رقم الحديث ۴۳۲۳)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے میں نے سنا انہوں نے فرمایا میری امت میں سے ستر ہزار کا ایک گروہ جنت میں داخل ہوگا اوران کے چہرے چودہویں رات کے چاند کی طرح چمک رہے ہوں گے حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ یہ سن کر عکاشہ بن محصن اپنی چادر سمیٹے ہوئے اٹھے اور عرض کیا

یارسول اللہ۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ مجھے بھی ان لوگوں میں سے کردے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ اس کو بھی ان لوگوں میں سے کردے۔ پھر انصار میں سے ایک اور شخص اٹھا اور کہنے لگا یا رسول اللہ۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ مجھے بھی ان لوگوں میں سے کردے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم پر عکاشہ سبقت کر گیا۔

اور امام بیہقی نے شعب الایمان میں اسطرح روایت نقل کی ہے

عمرو بن حزم عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم أنه تغیب عنهم ثلاثا لا یخرج الالصلاۃ مکتوبة فقیل له فی ذالک قال ان ربی عزوجل .وعدنی ان یدخل من امتی الجنة سبعون الفالا حساب علیهم وانی سألت ربی فی ھٰذہ الثلاثة الأیام المزید فوجدت ربی واجدا ماجدا کریمافاعطانی مع کل واحد من السبعین ألفا سبعین ألفا .(شعب الایمان للبیهقی ۱/۲۰۲دارالفکر بیروت لبنان)

ترجمہ: عمرو بن حزم سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تین روز ان کے درمیان تشریف نہیں لائے اور صرف فرض نماز کے لئے باہر تشریف لائے تو انہیں دنوں میں عرض کیا گیا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میرے رب نے مجھ سے وعدہ فرمایا تھا کہ میری امت میں سے ستر ہزار بلا حساب جنت میں داخل ہوں گے تو میں نے انہیں ایام میں رب تعالیٰ سے اور زیادہ کی گزارش کی تو میں نے اپنے رب کو بے پناہ عطا فرمانے والا اور کرم فرمانے والا پایا کہ ستر ہزار میں سے ہر ایک ہزار کے عوض ستر ہزار امتی کو بلا حساب جنت میں داخل ہونے کی اجازت ملی۔

امام جلیل ابوعوانہ یعقوب بن اسحٰق اسفرائنی مسند ابی عوانہ میں اس طرح روایت کرتے ہیں:

سبعین الفا من امتی یدخلون الجنةبغیر حساب.

(مسند ابی عوانہ، ۱/۸۳رقم الحدیث ۲۴۶)

ترجمہ: میری امت میں سے ستر ہزار بلاحساب جنت میں داخل ہوں گے۔

محدث جلیل حافظ نورالدین ہیثمی نے مجمع الزوائد میں اسطرح روایت نقل کی ہے:

لیدخلن الجنة من امتی سبعون الفا لاحساب علیهم ولا عذاب مع کل الف سبعون الفا.(مجمع الزوائد،۵۴۲/۱۰حدیث نمبر۱۸۶۹۶ دارالکتب العلمیة بیروت لبنان)

ترجمہ: میری امت میں سے ستر ہزار اس طرح جنت میں داخل ہوں گے کہ ان کا حساب نہ ہوگا اور نہ ان پر عذاب اور ستر ہزار میں سے ہر ایک ہزار کیساتھ ستر ہزار جنتی ہونگے۔

امام حافظ محمد بن احمد قرطبی التذکرہ میں فرماتے ہیں:

وقال ابو حامد :والسبعون الألف الذین یدخلون الجنة بلا حساب لا یرفع لهم میزان ، ولا یأخذون صحفاً(التذکرة،ص،۳۸۷)

ترجمہ: ستر ہزار لوگ بلاحساب جنت میں داخل ہونگے ۔نہ ان کے لیے میزان قائم ہوگا نہ وہ صحیفے لئے ہونگے۔

اورآگے رقمطراز ہیں:

قال الشیخ رحمه الله وقد روی عن النبی ﷺ أن قال تنصب الموازین یوم القیامة فیؤتی بأهل الصلاة فیوفون أجورهم بالموازین ویؤتی بأهل الصیام فیوفون أجورهم بالموازین ویؤتی بأهل الصدقة فیوفون أجورهم بالموازین ویؤتی بأهل الحج فیوفون أجورهم بالموازین ویؤتی بأهل البلاء فلا ینصب لهم میزان ولا ینتشر لهم دیوان ویصب علیهم الأجر صبا بغیر حساب (التذکره ،ص،۳۸۷)

ترجمہ: رسول اقدس ﷺ نے فرمایا: بروز قیامت میزان عدل قائم ہوگا،نمازی کو نماز کا اجر،روزہ دار کو روزہ کا اجر،صدقہ کرنے والے کو صدقہ کا اجر،حاجیوں کو حج کا اجر وزن کر کے دیا جائیگا،اور مصیبت زدہ لوگوں کو لایا جائیگا تو ان کے لیے نہ میزان قائم ہوگا اور نہ رجسٹر کھولا جائیگا،اور بے حساب اجر سے نوازا جائیگا۔

مذکورہ حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ کچھ حضرات بلاحساب وکتاب جنت میں جائیں گے۔

ملاعلی قاری شرح فقہ اکبر میں فرماتے ہیں۔

لا یکون المیزان فی حق کل احد فالسبعون الفا الذین یدخلون الجنة بغیر حساب لا یرفع لهم میزان ولایأخذون صحفا(مطبع اشرفی بکڈپو،ص،۱۱۵)

ترجمہ: میزان ہر ایک کے حق میں قائم نہیں ہوگا، ستر ہزار لوگ بلا حساب جنت میں داخل ہونگے۔ نہ ان کے لئے میزان قائم ہوگا نہ وہ صحیفے لئے ہونگے۔

دوسری قسم: کچھ بندے بلاحساب وکتاب جہنم میں داخل ہوں گے ان کے اعمال واقوال کا وزن نہیں ہوگا یہ وہ بندے ہیں جن کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان نہیں ہوگا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِاٰیٰتِ رَبِّهِمْ وَ لِقَآئِهٖ فَحَبِطَتْ اَعْمَا لُهُمْ فَلَانُقِیْمُ لَهُمْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَزْنًا﴾(سورہ کهف)

ترجمہ: یہ لوگ جنہوں نے اپنے رب کی آیتیں اوراس کا ملنا نہ مانا تو ان کا کیا دھرا سب اکارت ہے تو ہم ان کے لئے قیامت کے دن کوئی تول نہ قائم کرینگے۔(کنزالایمان)

امام بیہقی علامہ حلیمی کا قول نقل فرماتے ہیں:

قال الحلیمی رحمه الله :واذاکان من المؤمنین من یکون أدنی الی رحمة الله فیدخله الجنة بغیر حساب ، فلیس ببعید أن یکون من الکفار من هو أدنی الی سخط الله فید خله النار بغیر حساب.(شعب الایمان ۱/۲۰۵)

ترجمہ:اور مؤمنین میں سے جو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے بہت زیادہ قریب ہونگے اللہ تعالیٰ انہیں بغیر حساب جنت میں داخل فرمائیگا اور کافرین میں سے جو اللہ تعالیٰ کے غضب سے بہت زیادہ قریب ہوگا اللہ تعالیٰ انہیں بغیر حساب جہنم میں داخل فرمائیگا۔

تیسری قسم: وہ بندے ہیں جن کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان ہوگا ان کے اعمال واقوال تولے جائینگے اور اعمال کی مقدار کے اعتبار سے جزا وسزا کے مستحق ہوں گے۔ ان تینوں قسموں کا ذکر امام غزالی علیہ الرحمہ نے اسطرح بیان فرمایا:

پھر تجھے میزان (ترازو) کے بارے میں غور وفکر کرنے سے بھی غافل نہیں ہونا چاہیے۔اور نہ ہی اعمال نامے کے دائیں بائیں اڑنے کے بارے میں بے خبر رہنا چاہیے۔ کیوں کہ سوال کے بعد لوگوں کی تین جماعتیں ہوجائیں گی۔ایک جماعت وہ ہوگی جنکی کوئی نیکی نہیں تو جھنم سے ایک سیاہ گردن نکلے گی اور جس طرح پرندے دانے چگتے ہیں اس طرح وہ ان لوگوں کو اچک لے گی اور وہ انکو اپنی گرفت میں لے کر جھنم میں ڈال دیگی اور آگ انکو نگل لے گی اور انکو آواز دی جائے گی کہ اب بدبختی ہی ہے اسکے بعد نیک بختی نہیں۔

دوسری قسم کے لوگ وہ ہوں گے جنکا کوئی گناہ نہیں ہوگا۔انکو ایک منادی آواز دیگا کہ جو لوگ ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں اور اسکی حمد بیان کرتے تھے وہ کھڑے ہو جائیں وہ کھڑے ہوں گے اور جنت کی طرف چل پڑیں گے پھر ان لوگوں کے ساتھ بھی یہی سلوک کیا جائے گا جو رات کے وقت عبادت کے لیے قیام کرتے ہیں پھر ان لوگوں سے جنکو دنیا کی تجارت اور خرید وفروخت اللہ تعالیٰ کے ذکر سے نہیں روکتی یہی سلوک ہوگا اور انکو آواز دی جائے گی کہ خوش بختی ہے اس کے بعد کبھی بھی بدبختی نہیں آئے گی۔

اب تیسرے قسم کے لوگ باقی رہ جائیں گے اور وہ سب زیادہ ہوں گے انکے نیک اور برے اعمال ملے جلے ہوں گے انکو معلوم نہ ہوگا لیکن اللہ تعالیٰ پر یہ بات مخفی نہ ہوگی کہ انکی نیکیاں زیادہ ہیں یا برائیاں لیکن اللہ تعالیٰ انکو بھی اس بات کی پہچان کرائے گا تاکہ معافی کے وقت اسکا فضل اور عذاب کے وقت اسکا عدل ظاہر ہو پس نامہ اعمال اڑیں گے اور وہ نیکیوں برائیوں پر مشتمل ہوں گے اس وقت میزان قائم ہوگا اور آنکھیں نامہ اعمال پر لگی ہوں گی کہ وہ دائیں پلڑے میں گرتے ہیں یا بائیں جانب پھر ترازو کے کانٹے کو دیکھیں گی کہ وہ برائیوں کی جانب جھکتا ہے یا نیکیوں کی طرف اور یہ نہایت خوف کا وقت ہوگا اس سے مخلوق کی عقلیں ڈر جائیں گی۔(احیاء العلوم،۴/ ۱۱۶۸)

سیف اللہ المسلول حضرت علامہ شاہ فضل رسول عثمانی قادری بدایونی قدس سرہ العزیز کی مندرجہ ذیل عبارت سے بھی ثابت ہے کہ تمام بندوں کا حساب نہیں ہوگا۔

چنانچہ وہ فرماتے ہیں: کیا اعمال کی تول ہر مکلّف کو عام (یعنی کیا ہر مکلّف کے اعمال تولے

جائیں گے) قرطبی نے تنبیہ کی کہ وزن اعمال سب کو عام نہیں اور اپنے دعویٰ پر اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کو شاہد لائے کہ فرمایا:﴿**یعرف المجرمون بسیمٰهم فیئو خذبالنواصی والاقدام**﴾ (الرحمٰن ۴۱) مجرم اپنے چہرے سے پہچانے جائیں گے تو ماتھا اور پاؤں پکڑ کر جہنم میں ڈالے جائیں گے (کنزالایمان)(۲۶۸)اور اس بارے میں خبریں متواتر آئیں کہ کچھ لوگ جنت میں بے حساب جائیں گے اور بعض معتزلہ نے ان خبروں کا انکار کیا۔(المعتقد المنتقد ۳۵۰)

جن بندوں کے اعمال تولے جائیں گے انکی تین قسمیں ہیں

(۱) حسنات سیئات سے زیادہ ہوں (۲) حسنات سیئات سے کم ہوں (۳) حسنات وسیئات دونوں برابر ہوں۔

شارح بخاری حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں:

وفی حدیث جابر رفعه توضع الموازین یوم القیامةفتوزن الحسنات والسیئات فمن رجحت حسنا ته علی سیئاته مثقال حبة دخل جنةومن رجحت سیئا ته علی حسناته مثقال حبة دخل النار قیل فمن استوت حسناته وسیئاته قال اولئک اصحاب الاعراف. (فتح الباری۱۳/ ۶۵۹ المکتبةالاشرفیة دیو بند)

ترجمہ:حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں مرفوعا روایت ہے بروز قیامت میزان عدل قائم کی جائے گی حسنات وسیئات کا وزن ہوگا جن کی نیکیاں ذرہ برابر بھی زیادہ ہونگی وہ جنت میں داخل ہوں گے اور جن کی برائیاں زیادہ ہوں گی تو وہ جہنم میں داخل ہوں گے اور جن کی اچھائی اور برائی برابر ہونگی تو یہ اعراف والے کہلاتے ہیں۔

امام جلال الدین سیوطی حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یوضع المیزان یوم القیامة فتوزن الحسنات والسیئات فمن رجحت حسناته علی سیئاته دخل الجنة ومن رجحت سیئا ته علیٰ حسنا ته دخل النار(تفسیر

درمنثور ۳/۱۳۸ مکتبة الرحاب قاهره)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن ترازو رکھا جائیگا اور نیکیوں اور برائیوں کا وزن کیا جائے گا لہٰذا جن کی نیکیاں زیادہ ہوں گی وہ جنت میں داخل ہوگا اور جن کی برائیاں نیکیوں پر غالب آئیگی وہ جہنم میں داخل ہوگا۔

امام جلال الدین سیوطی درمنثور میں ایک اور حدیث نقل کرتے ہیں۔

عن ابن مسعود قال: يحاسب الناس يوم القيامة ،فمن كانت حسناته أكثر من سيئاته بواحدة دخل الجنة،ومن كانت سيئا ته أكثر من حسنا ته بواحدة دخل النار،ثم قرأ﴿ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهُ فَأُولَٰئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْا اَنْفُسَهُمْ﴾[الاعراف ۹ ۴]ثم قال ان الميزان يخف بمثقال حبة ويرجح .قال : ومن استوت حسناته وسيئاته كان من أصحاب الاعراف،فوقفوا علىٰ الصراط ثم عرض أهل الجنة وأهل النار،فاذانظروا الى أهل الجنة نادوا سلام عليكم،واذا صرفوا أبصارهم الىٰ يسارهم رأوا أصحاب النار﴿قَالُوْا رَبَّنَالَاتَجْعَلْنَامَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِيْنَ﴾فتعوذ وا بالله من منازلهم،فأما أصحاب الحسنات فانهم يعطون نورا يمشون به بين أيديهم وبأيمانهم،ويعطى كل عبد مؤمن نورا وكل أمة نورا،فاذا أتوا علىٰ الصراط سلب الله نورا كل منافق ومنا فقة،فلما رأى أهل الجنة ما لقيى المنافقون قالواارنا أتمم لنا نورناوأما أصحاب الأعراف فان النور كان فى أيديهم فلم ينزع من أيديهم،فهنالك يقول الله﴿لَمْ يَدْخُلُوْهَا وَهُمْ يَطْمَعُوْنَ﴾فكان الطمع دخولا .قال ابن مسعودان العبد اذا عمل حسنة كتب له بها عشرواذا عمل سيئة لم تكتب الاواحدةثم يقول هلك من غلب وحدانه اعشاره(تفسير در منثور ج۳ ص ۱۷۱. ۱۷۲)

ترجمہ: حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: قیامت کے دن لوگوں سے

حساب وکتاب لیا جائے گا تو جس کی ایک نیکی اس کے گناہوں کے مقابلے میں زیادہ ہوگی وہ جنت میں داخل ہوگا۔اور جسکا ایک گناہ بھی اسکی نیکیوں کے مقابلے میں زیادہ ہوگا وہ جہنم میں داخل ہوگا۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی. ﴿فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ. وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ﴾ (الاعراف : ۹) ترجمہ: تو جن کے پلے بھاری ہوئے وہی مراد کو پہونچے اور جن کے پلے ہلکے ہوئے تو وہی ہیں جنہوں نے اپنی جان گھاٹے میں ڈالی۔ (کنز الایمان)۔ پھر فرمایا کہ ترازو ایک دانا وزن کے ساتھ ہلکا ہو جاتا ہے۔اور بھاری ہو جاتا ہے۔اور فرمایا وہ آدمی جس کی نیکیاں اور گناہ برابر ہوں گے وہ اصحاب الاعراف کہلائے گا انہیں پل صراط پر ٹھہرایا جائے گا۔اور اہل جنت اور اہل نار کو پیش کیا جائے گا۔ جب وہ اہل جنت کی طرف دیکھیں گے تو آواز دیں گے، السلام علیکم،، تم پر سلامتی ہو۔ اور جب اپنی نظریں اپنے بائیں جانب پھیریں گے تو اصحاب نار کو دیکھیں گے۔تو کہیں گے، ﴿قَالُوْا رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ﴾، (اے ہمارے رب! تو ہمیں ظالموں کے ساتھ نہ کر) تو تم ان کے ٹھکانوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو۔ جو نیک لوگ ہیں، انہیں ایک روشنی عطا کی جائے گی جس کے ساتھ وہ اپنے سامنے اور اپنے دائیں جانب چل سکیں گے۔ ہر بندۂ مومن اور ہر امت کو ایک نور عطا کیا جائے گا۔ جب وہ پل صراط پر پہنچیں گے تو اللہ تعالیٰ ہر منافق مرد وعورت سے وہ نور سلب کر لے گا۔ جب اہل جنت منافقین کو پیش آنے والی حالت کو دیکھیں گے، تو کہیں گے، ﴿رَبَّنَا اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا﴾ (اے ہمارے رب! ہمارے لیے ہمارے نور کو مکمل فرما) رہے اصحاب اعراف، تو جو نور ان کے ہاتھوں میں ہوگا، وہ ان سے چھینا نہیں جائے گا، تو اس وقت اللہ تعالیٰ فرمائے گا، ﴿لَمْ يَدْخُلُوْهَا وَهُمْ يَطْمَعُوْنَ﴾ یعنی جنت میں نہ گئے اور اس کی طمع رکھتے ہیں۔ (کنز الایمان) تو خواہش داخل ہونے کی ہوگی۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ بندہ جب ایک نیکی کرتا ہے تو اسکے بدلے اسکے لئے دس نیکی لکھی جاتی ہیں۔اور جب ایک برائی کرتا ہے تو اس کے لئے صرف ایک ہی گناہ لکھا جاتا ہے پھر آپ نے فرمایا وہ تباہ و برباد ہو گیا جس کا ایک

گناہ اس کی دس نیکیوں پر غالب آ گیا۔

کیا جنات کے اعمال تولے جائیں گے؟

جنوں اور انسانوں میں سے ہر ایک کی دو دو قسمیں ہیں۔

(۱) سعید۔ (۲) شقی۔ اور یہ قرآن کریم سے ثابت ہے اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے۔ ﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ﴾ ترجمہ: اور میں نے جن اور آدمی اتنے ہی لئے بنائے کہ میری بندگی کریں (کنز الایمان، پ ۲۷، ر۲)

اس آیت کے تحت امام جلیل ابو محمد حسین بن مسعود بغوی، امام کلبی، امام ضحاک اور امام سفیان کے حوالہ سے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ یہ آیت دونوں فریق کے صرف مطیع و فرمانبردار کے لئے خاص ہے۔ اس پر دلیل حضرت ابن عباس کی قرأت ہے۔ چونکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، قولہ تعالیٰ ﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ﴾ کی قرأت اس طرح کرتے ہیں ﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ﴾

معنی یہ ہوگا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے مومن جن اور مومن انس کو عبادت کے لیے پیدا فرمایا اور وہی جن و انس مراد ہیں جنکا عبادت و ریاضت کرنا علم الٰہی میں لکھا ہوا ہے۔ اور جنکا عبادت کرنا علم الٰہی میں لکھا ہوا ہے وہ یقیناً نیک بخت ہوں گے۔ اس سے ثابت ہوا کہ جن و انس میں سے ایک جماعت سعید کی ہے۔

اس آیت کی تفسیر کے تحت امام قرطبی فرماتے ہیں:

ان هٰذا خاص فيمن سبق فی علم الله انه يعبده، فجاء بلفظ العموم و معناه الخصوص . والمعنى: وما خلقت اهل السعادة من الجن الانس الا ليوحدون، قال القشيری: والآية دخلها التخصيص على القطع، لان المجانين والصبيان ما امروا بالعبادة حتٰى يقال اراد منهم العبادة، وقد قال الله تعالىٰ: (وَلَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ) ومن خلق لجهنم لا يكون ممن خلق للعبادة، فالآية محمولة على المؤمنين منهم.

ترجمہ: یہ آیت خاص انکے حق میں ہے جنکے بارے میں علم الٰہی میں لکھا ہے کہ وہ اپنے رب کی عبادت کرے گا۔ آیت کریمہ کے اندر لفظ جن وانس اگرچہ عام ہے لیکن اسکا معنیٰ خاص ہے اوراب مذکورہ آیت کا معنی یہ ہوگا : میں نے نیک بخت جن وانس کو عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔ جن اورانسان میں سے نیک بخت ہی کو عبادت کے لئے پیدا کیے جانے کی تخصیص اقتضاء النص سے ہوگی کیوں کہ یہ مسئلہ متفقہ ہے کہ پاگلوں اور بچوں کو عبادت کا حکم نہیں دیا گیا اگرانہیں حکم دینا صحیح ہوتا تو ہرایک کے لیے عبادت کرنے کا حکم ہوتا اوراللہ تبارک وتعالیٰ کاارشاد ہے: ﴿وَلَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيْرًامِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ﴾ (الاعراف ۱۷۹) جسکا معنی ہے: بیشک ہم نے جہنم کے لئے پیدا کئے بہت جن اورآدمی (کنزالایمان) اورجس کی تخلیق جہنم کے لیے ہوئی ہے ہرگز اسکی تخلیق عبادت کے لیےنہیں ہوگی تو آیت ان میں سے صرف مومنین پر محمول ہے۔ اگر یہ تخصیص نہ مانیں بلکہ آیت مذکورہ اپنے عموم پر باقی رکھی جائے تو بچوں اور پاگلوں کو بھی عبادت کا حکم دینا صحیح ہوگا جب کہ یہ خلاف امر ہےتو ثابت ہوا کہ آیت اپنے عموم پر باقی نہیں ہے بلکہ مخصص منہ البعض ہے، اور اللہ تبارک وتعالیٰ کاارشاد ہے: ﴿وَلَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيْرًامِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ﴾ (الاعراف ۱۷۹) جسکا معنی ہے: بیشک ہم نے جہنم کے لئے پیدا کئے بہت جن اورآدمی (کنزالایمان) سے شقی جن وانس مراد ہیں۔ سعید سے مراد مومن ہے اورشقی سے مراد غیر مومن اوراوپر کی تصریحات سے معلوم ہو چکا ہے کہ مومن کے اعمال کا وزن ہوگا اور غیر مومن کے اعمال کا کوئی وزن نہیں ہوگا اور جنات میں بھی مومن ہیں لہذا ان کے اعمال کا بھی وزن کیا جانا ظاہر ہے۔

امام حافظ محمد بن احمد قرطبی جنات کے اعمال کے متعلق فرماتے ہیں:

فان قیل: اخبر الله تعالى عن الناس انهم محاسبون مجزيون، واخبر انه يملا جهنم من الجنة والناس اجمعين ولم يخبر عن ثواب الجن ولا عن حسابهم بشىء فما القول فى ذٰلک عندکم؟ وهل توزن اعمالهم؟

ترجمہ: اعتراض: اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمام انسانوں کے بارے میں فرمایا کہ انکا

حساب و کتاب ہوگا اور اعمال کے اعتبار سے صلہ بھی ملیگا۔ اور یہ بھی فرمایا کہ جہنم جن وانس سے بھرے گا۔لیکن جنات کے ثواب وحساب کے بارے میں کچھ بھی نہیں فرمایا تو آپ حضرات کی اس سلسلے میں کیا رائے ہے؟ کیا انکے اعمال کا وزن ہوگا؟

فالجواب؛انه قد قيل ان الله تعالى لما قال ؛﴿وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ اُولٰٓئِکَ اَصْحَابُ الْجَنَّةِ هُمْ فِيْهَا خَالِدُوْنَ ﴾(البقرة ،آيت ۱۸۲) دخل فى الجملة الجن والانس،فثبت للجن من وعد الجنة بعموم الآيةما ثبت للانس،وقال﴿ اُولٰٓئِکَ الَّذِيْن حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فِيْ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنَّهُمْ كَانُوْا خَاسِرِيْن﴾ (،الاحقاف،آيت ۱۲۰)ثم قال؛﴿وَلِكُلٍّ دَرَجَاتٍ مِّمَّا عَمِلُوْا﴾(،الانعام،آيت ۱۳۲)و انما اراد لكل من الجن والانس ، فقد ذكروا فى الوعد والوعيد مع الانس،واخبر تعالى ان الجن يسأ لون، فقال خبرا عما يقال لهم؛﴿يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيَاتِيْ وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا قَالُوْا شَهِدْنَا عَلٰى اَنْفُسِنَا ﴾(،الانعام، آيت ۱۳۰) وهٰذا سؤال، واذ ثبت بعض السوال ثبت كله وقد تقدم هٰذا ، وقال تعالىٰ ؛ ﴿وَاِذَا صَرَفْنَا اِلَيْکَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ﴾(الاحقاف،آيت ۲۹)الى قوله﴿يَا قَوْمَنَا أَجِيبُوا دَاعِيَ اللَّهِ وَآمِنُوا بِهِ يَغْفِرْ لَكُم مِّن ذُنُوبِكُمْ وَيُجِرْكُم مِّنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ وَمَن لَّا يُجِبْ دَاعِيَ اللَّهِ فَلَيْسَ بِمُعْجِزٍ فِي الْأَرْضِ وَلَيْسَ لَهُ مِن دُونِهِ أَوْلِيَاءُ أُولَٰئِكَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ﴾ (الاحقاف،آيت ۳۱.۳۲)وهٰذا يدل صريحا على ان حكمهم فى الآخرة كالمؤمنين .وقال حكاية عنهم ؛﴿وَاِنَّا مِنَّا الْمُسْلِمُوْنَ وَمِنَّا الْقَاسِطُوْنَ﴾(الجن،آيت ۱۴)

ترجمہ: جواب: اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا﴿وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ اُولٰٓئِکَ اَصْحَابُ الْجَنَّةِ هُمْ فِيْهَا خَالِدُوْنَ﴾ (البقرة،۱۸۲)یعنی: جو ایمان لائے

اور اچھے کام کیئے وہ جنت والے ہیں انہیں ہمیشہ اس میں رہنا ہے؛ (کنزالایمان) جماعت میں جن وانس دونوں داخل ہیں تو اس آیت کے عموم سے جنت کا جو وعدہ انسان کے لیے ثابت ہے وہ وعدہ جنات کے لیے بھی ثابت ہوا۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے۔﴿ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ حَقَّ عَلَیْھِمُ الْقَوْلُ فِیْ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِھِمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنَّھُمْ کَانُوْا خَاسِرِیْنَ﴾ ترجمہ: یہ وہ ہیں جن بات پر ثابت ہوچکی ان گروہوں میں جو ان سے پہلے گزرے جن اور آدمی بے شک وہ زیاں کار تھے (کنزالایمان، الاحقاف، آیت ۱۲۰) پھر فرمایا﴿وَلِکُلٍّ دَرَجَاتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا﴾ (الانعام، آیت ۱۳۲)

ترجمہ: اور ہر ایک کے لئے ان کے کاموں کے درجے ہیں (کنزالایمان) تو آیت کریمہ میں جن وانس میں سے ہر ایک کا ارادہ کیا کیونکہ انسان کے ساتھ وعد و وعید میں جنات کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے یہ خبر دی کہ جنات سے بھی سوال کیا جائیگا چنانچہ اسکے بارے میں خبر دیتے ہوئے جو جنات سے کہا جائیگا ارشاد فرمایا﴿یٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اَلَمْ یَاْتِکُمْ رُسُلٌ مِّنْکُمْ یَقُصُّوْنَ عَلَیْکُمْ اٰیَاتِیْ وَیُنْذِرُوْنَکُمْ لِقَآءَ یَوْمِکُمْ ھٰذَا قَالُوْا شَھِدْنَا عَلٰٓی اَنْفُسِنَا﴾ ترجمہ: اے جنوں اور آدمیوں کے گروہ کیا تمھارے پاس تم میں کے رسول نہ آئے تھے تم پر میری آیتیں پڑھتے اور تمہیں یہ دن دیکھنے سے ڈراتے وہ کہیں گے ہم نے اپنی جانوں پر گواہی دی۔ (کنزالایمان، الانعام، آیت ۱۳۰) اور آیت کریمہ کے اندر جنات کے تعلق سے یہ ایک سوال ہے اور جب جنات کے لئے ایک سوال ثابت ہو گیا تو سارے سوالات ثابت ہو گئے۔ اور یہ بات گذر چکی ہے، وقال اللہ تعالیٰ:﴿وَاِذْ صَرَفْنَا اِلَیْکَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ یَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ﴾ (الاحقاف، آیت ۲۹) ترجمہ: اور جب کہ ہم نے تمھاری طرف کتنے جن پھیرے کان لگا کر قرآن سنتے (کنزالایمان)

الی قولہ ﴿یَا قَوْمَنَا اَجِیْبُوْا دَاعِیَ اللّٰہِ وَاٰمِنُوْا بِہٖ یَغْفِرْ لَکُمْ مِنْ ذُنُوْبِکُمْ وَیُجِرْکُمْ مِنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ، وَمَنْ لَّا یُجِبْ دَاعِیَ اللّٰہِ فَلَیْسَ بِمُعْجِزٍ فِی الْاَرْضِ وَلَیْسَ لَہٗ مِنْ دُوْنِہٖٓ اَوْلِیَاءُ اُولٰٓئِکَ فِیْ

ضَلٰلٍ مُّبِیۡنٍ﴾(لاحقاف، آیت ۳۱. ۳۲) ترجمہ:اے ہماری قوم اللہ کے منادی کی بات مانو اور اس پر ایمان لاؤ کہ وہ تمھارے کچھ گناہ بخشدے اور تمھیں دردناک عذاب سے بچالے اور جو اللہ کے منادی کی بات نہ مانے وہ زمین میں قابو سے نکل کر جانے والا نہیں اور اللہ کے سامنے اسکا کوئی مددگار نہیں وہ کھلی گمراہی میں ہیں: (کنزالایمان) اور اس کی دلالت صراحۃ اس بات پر ہورہی ہے کہ جنات کا حکم آخرت میں مومنین کی طرح ہوگا ۔وقال حکایۃ عنھم ﴿وَاَنَّا مِنَّا الْمُسْلِمُوْنَ وَمِنَّا الْقٰسِطُوْنَ ﴾(الجن،آیت۱۴)
ترجمہ:اور یہ کہ ہم میں کچھ مسلمان ہیں اور کچھ ظالم (کنزالایمان)

اور سورۂ جن کی ان آیتوں سے تو صراحۃ ثابت ہے کہ جن کی بھی دو قسمیں ہیں۔

(۱)مؤمن (۲) کافر۔اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

﴿وَاَنَّا مِنَّا الصّٰلِحُوْنَ وَمِنَّا دُوْنَ ذٰلِكَ كُنَّا طَرَآئِقَ قِدَدًا﴾(الجن، ۱۱)

ترجمہ:اور یہ کہ ہم میں کچھ نیک ہیں اور کچھ دوسری طرح کے ہیں ہم کئی راہیں پھٹے ہوئے ہیں(کنز الایمان)

اس آیت کے تحت علامہ جلال الدین محلی تفسیر جلالین میں فرماتے ہیں۔

فرقا مختلفین مسلمین و کافرین(الجلالین ٤٧٦)

ترجمہ:جنات کی مختلف دو جماعتیں ہیں مسلمان اور کافر۔

اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿ وَاَنَّا مِنَّا الْمُسْلِمُوْنَ وَمِنَّا الْقٰسِطُوْنَ فَمَنْ اَسْلَمَ فَاُولٰٓئِكَ تَحَرَّوْا رَشَدًا ۝ وَاَمَّا الْقٰسِطُوْنَ فَكَانُوْا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا﴾(جن،۱۴. ۱۵)

ترجمہ: اور یہ کہ ہم میں کچھ مسلمان ہیں اور کچھ ظالم تو جو اسلام لائے انہوں نے بھلا سوچا اور رہے ظالم وہ جہنم کے ایندھن ہوئے (کنز الایمان)

امام صاوی کی درج ذیل عبارت سے بھی ثابت ہے کہ جنات کے اعمال کا وزن ہوگا چنانچہ وہ فرماتے ہیں:

یا خذ جبریل بعموده نا ظرا الی لسانه و میکا ئیل امین علیه یحضره

الجن و الانس (الصاوی ٣/ ٤٧ مکتبہ اشاعت الاسلام دھلی)

ترجمہ: جبرئیل علیہ السلام اسکی ڈنڈی کو پکڑے ہوئے ہوں گے، اور ترازو کی ڈنڈی کی طرف دیکھیں گے۔ اور میکائل علیہ السلام اس کے امین ہوں گے، اور وہاں جن و انس حاضر ہوں گے۔

امام فخر الدین کی مندرجہ ذیل عبارتوں سے بھی ثابت ہے کہ جنات کے اعمال تولے جائیں گے۔

عن عبدالله بن سلام ان میزان رب العالمین ینصب بین الجن و الانس یستقبل بہ العرش احد کفتی المیزان علی الجنة و الاخری علی جھنم ولو وضعت السموٰت و الارض فی احداھما لوسعتھن

(الفخر الرازی، ٥/ ٢٠٢ دار احیاء التراث العربی بیروت لبنان)

ترجمہ: یعنی عبداللہ بن سلام سے مروی ہیکہ میزان الٰہی جن اور انسان کے درمیان عرش الٰہی کے سامنے کھڑا کیا جائیگا میزان کا ایک پلڑا جنت کی طرف ہوگا اور دوسرا پلڑا جہنم کی طرف پلڑے کی وسعت کا عالم یہ ہے کہ اگر ایک پلڑے میں آسمان و زمین کو رکھدیا جائے تو پلڑے کی وسعت میں گم ہوجائیں گے۔

قرآن کریم کی مذکورہ آیات بینات اور کتب تفاسیر کی عبارتوں سے روز روشن کی طرح یہ بات واضح ہوتی ہے کہ انسانوں کی طرح جن کی بھی دو قسمیں ہیں (١) مؤمن (٢) کافر۔ مؤمن اور کافر کے جو احکام بیان ہوئے ہیں۔ وہ سارے احکام مؤمن جن اور کافر جن کے لئے بھی ہوں گے لھٰذا جس طرح مؤمن انسان کے اعمال کا وزن ہوگا اسی طرح مؤمن جنات کے اعمال کا بھی وزن ہوگا۔

کیا نابالغ بچوں کے اعمال کا وزن ہوگا؟

ہر بچہ خواہ مومن کا ہو یا کافر کا فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے۔ پھر انکے والدین اپنے اپنے مذہب کا پیروکار بناتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِىْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا﴾(الروم ۳۰)

ترجمہ: تو اپنا منہ سیدھا کرو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے لئے ایک اکیلے اسی کے ہو کر اللہ تعالیٰ کی ڈالی ہوئی بنا جس پر لوگوں کو پیدا کیا۔ (کنز الایمان)

محدثین عظام اور مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ آیت کریمہ میں فطرت سے مراد فطرت اسلام ہے۔

چنانچہ ابو عبداللہ محمد بن احمد قرطبی فرماتے ہیں:

وسميت الفطرة دينا لان الناس يخلقون له،قال الله عز و جل: ﴿وَمَاخَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ﴾ [الذاريات:٥٦] ويقال: (عليها) بمعنىٰ لها ، كقوله تعالىٰ(وان اساتم فلها) [الاسراء:٧] والخطاب بـ(اقم وجهك)للنبى ﷺ،امره باقامة وجهه للدين المستقيم، كماقال: (فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ الْقَيِّمِ)[الروم:۴۳]وهو دين الاسلام .(تفسير القرطبى، ج ۱۴،ص ۱۷)

ترجمہ: فطرت کا نام ہی دین ہے۔ کیونکہ لوگوں کی خلقت دین ہی کے لئے ہوئی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے. ﴿وَمَاخَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ﴾ (الذاریات: ۵۶) ترجمہ: اور میں نے جن وانسان کو نہیں پیدا کیا مگر اس لئے کہ وہ عبادت کریں۔ اور آیت کریمہ ﴿فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِىْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا میں ،علیھا﴾، **لھا** کے معنیٰ میں ہے جیسا کہ فرمان عالیشان ہے (وَاِنْ اَسَاْتُمْ فَلَهَا) یعنی اور اگر برا کروگے تو اپنا اور آیت اقم وجهك سے خطاب رسول ﷺ اور ان کی امت ہے۔ دین مستقیم کی طرف مکمل توجہ اور دین پر استطاعت کے لئے۔

امام ثعالبی آگے امام بخاری کا قول نقل کرتے ہیں۔ ''قال البخاری: **فطرت الله هى اسلام**،،(ایضا) یعنی فطرت اللہ سے مراد اسلام ہے۔

علامہ شیخ سلمان الجمل حاشیۃ الجمل میں امام کرخی کا قول نقل کرتے ہیں۔

عبارۃالکرخی قولہ فطرت اللہ:اشار الی ان المراد بالفطرۃ ھی دین الاسلام (حاشیۃالجمل ۳/ ۱ ۹ ۳)

ترجمہ: امام کرخی رحمۃ اللہ نے فرمایا قولہ تعالیٰ **فطرت اللہ**: کی تفسیر میں اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ فطرت سے مراد دین اسلام ہی ہے۔

امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری فرماتے ہیں:

قال ابن زید فی قولہ: (فِطْرَتَ اللّٰہِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْھَا)قال:الاسلام مذ خلقھم اللہ من آدم جمیعاً،عن مجاھد(فِطْرَتَ اللّٰہِ)قال:الاسلام.(الطبری، ۱۰ /۱۸۳)

ترجمہ: ابن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان عالیشان ﴿فِطْرَتَ اللّٰہِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْھَا﴾ سے مراد اسلام ہے۔ جب سے اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمام انسانوں کی تخلیق کی۔ اور حضرت مجاہد اور حضرت عکرمہ سے بھی روایت ہے کہ (فِطْرَتَ اللّٰہِ) سے مراد اسلام ہے۔

امام بغوی حضرت ابن عباس اور دیگر مفسرین کرام سے روایت کرتے ہیں۔

ان المراد بالفطرۃ الدین ھو اسلام ۔(تفسیر بغوی،۳/۴۸۲)

ترجمہ: فطرت سے دین اسلام مراد ہے:

امام عبدالرحمٰن بن محمد ثعالبی مالکی فرماتے ہیں۔

واختلف فی الفطرۃ ھاھنا ،والذی یعتمد علیہ فی تفسیر ھٰذہ اللفظۃانھا الخلقۃ والھیئۃ التی فی نفس الطفل التی ھی معدۃ مھیئۃلان یمیز بھا مصنوعات اللہ، فیستدل بھا علی ربہ،ویعرف شرائعہ، ویؤمن بہ(تفسیر الثعالبی، ۴/ ۲ ۱ ۳)

ترجمہ: فطرت کے معنیٰ میں ائمہ محدثین ومفسرین کا اختلاف ہے۔ قول معتمد یہ ہے کہ فطرت سے مراد وہ خلقت وہیئت ہے جس کے ذریعہ بچہ مصنوعات باری تعالیٰ، کو تمیز کرنے

پر قادر و آمادہ ہوتا ہے۔ اور اپنے رب کے وجود کی معرفت پر استدلال کرتا ہے، احکام شرع پہچانتا ہے اور اس پر ایمان لاتا ہے۔ اور چونکہ احکام شرع کی معرفت اور رب تعالیٰ کی معرفت اسلام سے ہوگی اس لئے اسکا خلاصہ یہی ہوا کہ فطرت سے مراد اسلام ہے۔

اس آیت کے تحت علامہ ابن کثیر فرماتے ہیں۔

''ملت ابراہیم حنیف پر جم جاؤ جس دین کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے مقرر کر دیا ہے اور جسے اے نبی ﷺ آپ کے ہاتھ پر خدائے تعالیٰ نے کمال کو پہنچایا ہے رب تعالیٰ کی فطرت سلیمہ پر وہی قائم ہے جو اس دین میں اسلام کا پابند ہے اسی پر یعنی توحید پر رب تعالیٰ نے تمام انسانوں کو بنایا ہے۔ روزِ ازل میں اسی کا سب سے اقرار کر لیا گیا تھا کہ کیا میں تم سب کا رب نہیں ہوں تو سب نے اقرار کیا کہ بیشک تو ہی ہمارا رب ہے۔ اور وہ حدیثیں عنقریب انشاء اللہ تعالیٰ بیان ہوں گی جن سے ثابت ہے کہ خدائے تعالیٰ نے اپنی جملہ مخلوق کو اپنے سچے دین پر پیدا کیا ہے پھر اس کے بعد لوگ یہودیت، نصرانیت وغیرہ پر چلے گئے لوگو! خدائے تعالیٰ کی اس فطرت کو نہ بدلو لوگوں کو اس راہِ راست سے نہ ہٹاؤ۔ تو یہ خبر معنیٰ میں امر کے ہوگی جیسے ﴿مَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِناً﴾ میں یہ معنیٰ نہایت عمدہ اور صحیح ہیں۔ دوسرے معنیٰ یہ بھی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق کو فطرت سلیمہ پر یعنی دین اسلام پر پیدا کیا۔ رب تعالیٰ کے اس دین میں کوئی تغیر و تبدل نہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہی معنے کئے ہیں کہ یہاں خلق اللہ سے مراد دین اور فطرت اسلام ہے،، (تفسیر ابن کثیر ج ۴، پارہ ۲۱، آیت ۳۰)

علامہ ابوالفضل شہاب الدین سید محمود آلوسی فرماتے ہیں:

عن حماد بن عمر الصفار قال: سألت عن قتادة عن قوله تعالیٰ: (فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا) فقال: حدثنی انس بن مالک رضی الله تعالیٰ عنه قال: قال رسول الله ﷺ (فِطْرَتُ اللّٰهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا دین الله تعالیٰ)، والمراد بفطرهم علی دین الاسلام خلقهم قابلین له غیر نابین عنه ولا منکرین له لکونه مجاوباً للعقل مساوقاً للنظر

الصحیح (روح المعانی، ۲۱/۶۱)

ترجمہ: حضرت حماد بن صفار سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ﴿فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْهَا﴾ کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ مجھ سے حضرت انس بن مالک نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ﴿فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْهَا﴾ لوگوں کے دین اسلام کے فطرت پر ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسانوں کو توحید اور دین اسلام کے قابل پیدا فرمایا ہے نہ کہ اس سے دور ہونے والے نہ اسکا انکار کرنے والے کیونکہ دین اسلام پر چلنا عقل کے عین مطابق اور صحیح نظر وفکر کے موافق ہے۔

اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے علامہ محمد قاضی ثناء اللہ مجددی پانی پتی فرماتے ہیں۔

آیت میں خطاب حضور ﷺ اور آپ ﷺ کے تابع ہونے کی وجہ سے آپ کی امت کو ہے۔ پس یہ آیت سابقہ کلام کی تاکید یا تفسیر کے قائم مقام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے فطرت کا نام دیا ہے کیونکہ یہ ساری مخلوق کو لازم ہے جیسا کہ اس پر یہ ارشاد گرامی دلالت کرتا ہے ﴿الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْهَا﴾ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو پیدا فرمایا اور ان میں دین کی استعداد اور اس کے ادراک کی قدرت رکھ دی۔ بعض نے کہا ہے کہ اس سے مراد عہد ہے جو آدم علیہ السلام اور ان کی ذریت سے لیا گیا، یعنی ﴿اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ قَالُوْا بَلٰی﴾ (کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ تو تمام نے جواب دیا کیوں نہیں (تو ہی ہمارا رب ہے)۔ ان علما نے کہا کہ اس عالم میں پیدا ہونے والا ہر بچہ اسی اقرار پر پیدا ہوتا ہے اور وہ اقرار ہی وہ حنیفیت ہے جس پر خلقت واقع ہوتی ہے۔ سورہ اعراف میں اس آیت کی تفسیر میں یہ بیان ہو چکا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ [نے ارشاد فرمایا کہ ہر بچہ فطرت پر ہی پیدا کیا جاتا ہے پھر اس کے والدین اسے یہودی، عیسائی، یا مجوسی بنا دیتے ہیں جیسا کہ ایک چوپایہ صحیح سالم چوپائے کو جنم دیتا ہے کیا تم اس میں کوئی ناک کٹا پاتے ہو پھر آپ [نے یہ آیت طیبہ تلاوت فرمائی ﴿فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْهَا لَا تَبْدِیْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ﴾ متفق علیہ۔ یعنی ہر بچہ ابتداً فطرت سلیمہ اور ایسی طبیعت پر کیا جاتا ہے

جسے حق کو قبول کرنے کے لئے تیار کیا گیا ہے پس اگر اسے اسی فطرت پر چھوڑ دیا جائے تو وہ بالیقین اسی فطرت پر برقرار رہے کیونکہ اس دن کا حسن عقول سلسلہ میں انتہائی مضبوطی کے ساتھ مذکور ہے اور اس سے اعراض وہی کرسکتا ہے جو بیرونی آفات میں سے کسی آفت (سبب) کے سبب اس سے اعراض کرے گا مثلاً اپنے آباؤ اجداد کی تقلید و پیروی وغیرہ۔ ارشاد گرامی ہے۔ ﴿لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰه﴾ (تفسیر مظہری، ۷/۳۴۲)

امام بخاری صحیح بخاری شریف میں روایت کرتے ہیں۔

قال ابن شهاب: يصلى علىٰ كل مولود متوفى ان كان لغية، من اجل انه ولد على فطرة الاسلام ، اذا استهل صارخا صلى عليه، ولا يصلى على من لا يستهل ، من اجل انه سقط، فان ابا هريرة قال: قال رسول الله ﷺ :ما من مولود الا يولد على الفطرة،فابواه يهودانه، او ينصرانه، او يمجسانه، كما تنتج البهيمة بهيمة جمعاء، هل تحسون فيها من جدعاء، ثم يقول ابو هريرة﴿فطرة الله التى فطر الناس عليها﴾

(الروم: ٣٠)(بخارى شريف، ج، ا ،حديث، ١٣٥٩)

ترجمہ: حضرت ابن شہاب زہری نے فرمایا ہر فوت شدہ بچے کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی اگرچہ وہ بدکار کا ہو اس لیے کہ وہ فطرت اسلام پر پیدا ہوا ہے جبکہ پیدائش کے وقت آواز کے ساتھ روئے ،اور اگر نہ روئے تو نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی اس لئے کہ وہ مردہ ہے اس لئے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے پھر اس کے والدین اسے یہودی بناتے ہیں یا نصرانی بناتے یا مجوسی بناتے ہیں جیسا کہ چوپایہ صحیح وسالم بچہ جنتا ہے کیا تم ان میں کوئی کن کٹا دیکھتے ہو پھر ابو ہریرہ یہ آیت تلاوت فرماتے۔ ﴿فِطْرَةَ اللّٰهِ الَّتِىْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا﴾ (الروم: ٣٠) ترجمہ: اللہ کی ڈالی ہوئی بنا جس پر لوگوں کو پیدا کیا۔

امام ابوبکر عبدالرزاق بن ہمام صنعانی نے اسطرح روایت کی:

عن ابى هريرة قال: قال رسول الله ﷺ كل مولود يولد على

الفطرة،فابواه يهودانه، او ينصرانه، او يمجسانه، كما تنتج البهيمة بهيمة جمعاء، هل تحسون فيها من جدعاء، (مصنف عبد الرزاق ١٠/ ١٥١ ،رقم الحديث ٢٠٢٥٦)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے پھر اس کے والدین اسے یہودی بناتے ہیں یا نصرانی بناتے یا مجوسی بناتے ہیں جیسا کہ چوپایہ صحیح وسالم بچہ جنتا ہے کیا تم ان میں کوئی کن کٹا دیکھتے ہو۔

ابن حبان کی روایت اسطرح ہے:

كل مولود يولد على الفطرة فابواه يهودانه وينصرانه ويمجسانه(صحيح ابن حبان كتاب الايمان حديث نمبر ١٢٨)

ترجمہ: ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے پھر اس کے والدین اسے یہودی بناتے ہیں یا نصرانی بناتے یا مجوسی بناتے ہیں

ابن حبان نے اسود بن سریع سے ایک روایت اسطرح بھی کی ہے:

ما من مولود يولد الا على فطرة الاسلام (صحيح ابن حبان كتاب الايمان حديث نمبر ١٣٢)

ترجمہ: ہر بچہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے۔

والدین اگر صاحب ایمان ہیں تو بتوفیق الٰہی بچہ دولت ایمان سے مشرف ہوتا ہے۔ اور اگر کفر و شرک ہی اس کا مقدر ہے تو پھر وہ کفر و شرک کی راہ میں بھٹکتا رہتا ہے۔ اب ایسے وقت میں جب کہ بچہ احکام اسلام کا مکلّف نہیں ہے تو کیا اس کے وہ اعمال جو نیکی و طاعت سمجھے جائے ان کا وزن ہوگا یا نہیں ۔

ائمہ مسلمین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ باپ اگر مسلمان ہے تو نابالغ بچہ اسلام کے جملہ احکام میں باپ کے تابع ہوگا اور اگر باپ مسلمان نہیں ہے بلکہ ماں مسلمان ہے تو اس میں علماء کا قدر اختلاف ہے مگر اصح اور راجح یہی ہے کہ اس میں بھی بچہ تمام احکام اسلام میں ماں کے تابع ہوگا بخاری شریف کی درج ذیل حدیث سے اس کی تائید ہوتی ہے۔

امام بخاری صحیح بخاری شریف میں روایت کرتے ہیں:

قال عبید الله: سمعت ابن عباس رضی الله تعالیٰ عنهما یقول کنت انا وامی من المستضعفین انا من الولدان وامی من النسآء: (بخاری شریف ج ا رقم الحدیث ١٣٥٧)

ترجمہ: حضرت عبید اللہ نے کہا میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یہ کہتے ہوئے سنا وہ فرماتے ہیں میں اور میری ماں مستضعفین میں سے تھے میں بچوں میں اور میری ماں عورتوں میں۔(نزهة القاری، ج ٤، ص ١١٤)

شارح بخاری حضرت مفتی شریف الحق امجدی مذکورہ حدیث کی تشریح کرتے ہوئے مستضعفین کی وضاحت فرماتے ہیں۔

''مستضعفین سے مراد وہ مسلمان ہیں، جو مکہ معظّمہ میں بوجہ مجبوری رہ گئے تھے، ہجرت نہ کر سکے تھے، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا مطلب یہ کہ میں اس وقت بالغ نہیں تھا۔ اورصرف والدہ مسلمان تھیں، مگر میں بھی مسلمانوں میں شمار کیا جاتا تھا۔ اس سے ثابت ہوا کہ مسلمان بچہ خیر الابوین دینا کے تابع ہے۔ اگر اسکے ماں باپ میں کوئی مسلمان ہو تو مسلمان مانا جائے گا۔ اس طرح اس باب کے دوسرے جز سے مطابقت ہوگئی۔ اوراس کا یہ بھی مطلب ہوسکتا ہے کہ میں نابالغ تھا، اور سمجھوال اس وقت میرا اسلام معتبر تھا، تو اسے باب کے پہلے جز سے مطابقت ہوگئی،،۔(نزہۃ القاری،۴/۱۱۵)

تو ایسے بچوں کے اعمال کا وہی حکم ہے جوان کے والدین کا ہے لہٰذا والدین اگر مؤمن ہیں تو بچوں کے اعمال کا وزن، جمع وصلہ ہوگا۔ اور والدین مؤمن نہیں ہیں تو پھر بچوں کے اعمال صالحہ کا وزن نہیں ہوگا اور یہ قرآن کریم کی درج ذیل آیت سے ثابت ہے ۔

اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے:

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَا اَلَتْنٰهُمْ مِنْ عَمَلِهِمْ مِنْ شَيْءٍ، كُلُّ امْرِئٍ بِمَا كَسَبَ رَهِيْنٌ (الطور، ٢١)

ترجمہ: اور جو ایمان لائے اور انکی اولاد نے ایمان کے ساتھ ان کی پیروی کی ہم نے

انکی اولاد ان سے ملادی اور ان کے عمل میں انھیں کچھ کمی نہ دی سب آدمی اپنے کئے میں گرفتار ہیں (کنزالایمان)

اس آیت کے تحت امام ابوبکر محمد بن عبداللہ مالکی معروف ابن عربی احکام القرآن میں فرماتے ہیں:

فاما اتباع الصغير لابيه فى احكام الاسلام فلا خلاف فيه. واما تبعيته لامه فاختلف فيه العلماء ا بن عباس قال: كنت انا وامى من المستضعفين من المؤمنين، وذٰلك ان امه اسلمت ولم يسلم العباس فاتبع امه فى الدين، وكان لاجلها من المؤمنين. (احكام القرآن لابن العربى ۱۴۵/۴)

ترجمہ: باپ اگر مسلمان ہے تو بالاتفاق نابالغ بچہ اسلام کے جملہ احکام میں باپ کے تابع ہوگا۔اور اگر باپ مسلمان نہیں ہے بلکہ ماں مسلمان ہے تو اس میں علماء کا اختلاف ہے مگر اصح اور راجح یہی ہیکہ والدین میں سے کوئی ایک بھی مسلمان ہے تو بچہ تمام احکام اسلام میں مسلمان کے تابع ہوگا حضرت عبداللہ ابن عباس کی روایت کردہ حدیث سے اس کی تائید ہوتی ہے۔انہوں یہ فرمایا میں اور میری ماں مستضعفین مؤمنین میں سے تھے وہ اس لئے کہ انکی ماں اسلام لاچکی تھی اور عباس اس وقت تک اسلام نہیں لائے تھے تو احکام اسلام میں ماں کے تابع ہونے کی وجہ سے انہوں نے اپنے کومؤمنین میں سے شمار کیا۔

مذکورہ آیت کی تفسیر میں علامہ ابن کثیر فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ جل شانہ اپنے فضل وکرم اور لطف ورحم اپنے احسان اور انعام کا بیان فرماتا ہے کہ جن مؤمنوں کی اولادیں بھی ایمان میں اپنے باپ داداؤں کی راہ لگ جائیں ،لیکن اعمال صالحہ میں اپنے بڑوں سے کم ہوں پروردگار انکے نیک اعمال کا بدلہ بڑھا چڑھا کر انھیں ان کے بڑوں کے درجے میں پہنچا دیگا تاکہ بڑوں کی آنکھیں چھوٹوں کو اپنے پاس دیکھ کر ٹھنڈی رہیں اور چھوٹے بھی اپنے بڑوں کے پاس ہشاش بشاش رہیں۔انکے عملوں کی بڑھوتری انکے بزرگوں کے اعمال کی کمی سے نہ کی جائیگی بلکہ محسن ومہرباں خدا انھیں اپنے معمور خزانوں سے عطا فرمائے گا ۔ حضرت ابن عباس اس آیت کی تفسیر میں یہی

فرماتے ہیں۔ایک مرفوع حدیث بھی اس مضمون کی مروی ہے۔ایک اور روایت میں ہے کہ جب جنتی شخص جنت میں جائے گا اور اپنے ماں باپ اور بیوی بچوں کو نہ پائے گا تو دریافت کریگا کہ وہ کہاں ہیں؟

جواب ملے گا وہ تمہارے مرتبہ تک نہ پہونچے یہ کہے گا باری تعالیٰ میں نے تو اپنے لئے اور انکے لئے نیک اعمال کئے تھے چنانچہ حکم دیا جائے گا۔اور انھیں بھی ان کے درجے میں پہنچا دیا جائیگا یہ بھی مروی ہے کہ جنتیوں کی جن اولادوں نے ایمان قبول کیا اور نیک کام کئے وہ ان کے ساتھ ملا دی جائینگی اور ان کے جو چھوٹے بچے چھٹپن ہی انتقال کر گئے تھے وہ بھی ان کے پاس پہنچا دیے جائیں گے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ شعبی ،دابن جبیر ابراھیم؛ قتادہ، ابوصالح ،ربیع ابن انس،ضحاک ابن زید بھی کہتے ہیں ،امام ابن جریر بھی اسی کو پسند فرماتے ہیں مسند احمد میں ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے نبی کریم ﷺ سے اپنے دو بچوں کی نسبت دریافت کیا جو زمانہ جاہلیت میں مرے تھے تو آپ نے فرمایا وہ دونوں جہنم میں ہیں، پھر جب مائی صاحبہ کو غمگین دیکھا تو فرمایا، اگر تم ان کی جگہ دیکھ لیتیں تو تمہارے دل میں ان کا بغض ہو جاتا ،مائی صاحبہ نے پوچھا یا رسول اللہ پھر میرا بچہ جو آپ سے ہوا وہ کہاں ہے،آپ نے فرمایا وہ جنت میں ہے مؤمن مع اپنی اولادوں کے جنت میں ہیں اور کافر اپنی اولادوں سمیت جہنم میں ہیں پھر حضور نے اس آیت کی تلاوت فرمائی یہ تو ہوئی ماں باپ کے اعمال صالحہ کی وجہ سے اولاد کی بزرگی اور اولاد کی دعا خیر کی وجہ سے ماں باپ کی بزرگی ملاحظہ ہو: مسند احمد میں یہ حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالی اپنے نیک بندوں کا درجہ جنت میں دفعۃ بڑھاتا ہے .وہ دریافت کرتا ہے خدایا میرا یہ درجہ کیسے بڑھ گیا ؟ اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے کہ تیری اولاد نے تیرے لئے استغفار کیا اس بنا پر میں نے تیرا درجہ بڑھا دیا اس حدیث کی اسناد بالکل صحیح ہیں.گو بخاری و مسلم میں ان لفظوں سے نہیں آئی لیکن اس جیسی ایک روایت صحیح مسلم میں اس طرح مروی ہے کہ ابن آدم کے مرتے ہی اس کے اعمال موقوف ہو جاتے ہیں لیکن تین اعمال کہ وہ مرنے کے بعد بھی ثواب پہنچاتے رہتے ہیں .(۱) صدقہ جاریہ (۲) علم دین جس سے نفع پہونچتا رہے .نیک اولا

دجو مرنے والے کے لئے دعاء خیر کرتی رہے. چونکہ یہاں بیان ہوا تھا کہ مؤمنوں کی اولاد کے درجے بےعمل بڑھا دیے گئے تو ساتھ ہی ساتھ اپنے اس فضل کے بعد اپنے عدل کا بیان فرماتا ہے کہ کسی کو کسی کے اعمال میں پکڑا نہ جائیگا بلکہ ہر شخص اپنے اپنے عمل میں رہن ہو گا باپ کا بوجھ بیٹے پر اور بیٹے کا بوجھ باپ پر نہو گا جیسے اور جگہ ہے. ﴿كُلُّ نَفْسٍ م بِمَا كَسَبَتْ﴾ (ابن کثیر، ۵/ ۱۱. ۱۲)

اس آیت کی تفسیر میں علامہ قاضی محمد ثناء اللہ عثمانی مجددی فرماتے ہیں:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ مؤمنین کی اولادوں کے درجہ کو بلند کر دیتا ہے اگرچہ عمل میں وہ ان کے درجہ سے کم ہوتے ہیں تا کہ مؤمنین کی آنکھیں ان کی وجہ سے ٹھنڈی ہوں پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت کی اسے حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا نیز بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے سنن میں، بزار اور ابو نعیم رحمہما اللہ تعالیٰ نے حلیہ میں، ابن منذر، ابن جریر اور ابن حاتم رحمہما اللہ تعالیٰ نے روایت کیا ہے۔

حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ نے حضور [سے اپنے دو بچوں کے بارے میں سوال کیا جو دور جاہلیت میں مر گئے تھے۔ رسول اللہ [نے فرمایا دونوں جہنم میں ہوں گے۔ جب حضور [نے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے چہرہ پر پریشانی کے آثار دیکھے تو فرمایا اگر تم انکے مکان کو دیکھ لو تو تم بھی ان سے بغض کرنے لگو گی تو حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی آپ سے میرا جو بیٹا فوت ہوا فرمایا وہ جنت میں ہے پھر رسول اللہ [نے فرمایا بے شک مؤمن اور انکی اولادیں جنت میں ہوں گی۔ مشرک اور انکی اولادیں جہنم میں ہوں گی پھر رسول اللہ [نے آیت تلاوت کی: ﴿وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ﴾ اسے عبداللہ بن حامد نے زوائد مسند میں روایت کیا ہے اس میں جہالت بھی ہے اور انقطاع بھی ہے۔

یہ حدیث اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ مشرکین کے بچے جہنم میں ہوں گے جبکہ صحیح بات یہ ہے کہ وہ جنت میں ہوں گے۔ یہ حدیث ضعیف ہے، اس میں جہالت اور انقطاع ہے۔ یہی حالت اس حدیث کی بھی ہے جسے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عائشہ صدیقہ

رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے مشرکین کے بچوں کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے ذکر کیا فرمایا اگر تم چاہو تو میں جہنم میں اوپر چڑھنے کی آواز سنوا سکتا ہوں۔اس کی سند بہت ہی کمزور ہے۔ایک قول یہ کیا گیا کہ مشرکین کے بچوں کے حق میں یہ حدیث منسوخ ہے۔ کیونکہ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے دور جاہلیت کی اولاد کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تو حضور ﷺ نے فرمایا انکا انجام وہی ہوگا جو انکے والدین کا ہوگا۔اس کے بعد پھر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے سوال کیا تو حضور ﷺ نے فرمایا جو وہ عمل کرنے والے تھے اللہ تعالیٰ ان کے بارے میں بہتر جانتا ہے۔ جب اسلام مستحکم ہوگیا تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے پھر اس کے بارے میں سوال کیا تو یہ آیت نازل ہوئی ﴿ولا تزر وازرۃ وزر اخریٰ﴾ تو حضور ﷺ نے فرمایا وہ فطرت سلیمہ پر ہوں گے یا فرمایا کہ وہ جنت میں ہوں گے۔ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے انسانوں کے ان بچوں کے بارے میں سوال کیا جو کھیل کود میں مصروف رہتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں میری گزارش قبول کرلی۔ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا یہاں لاھین سے مراد بچے ہیں کیونکہ ان کے اعمال لہو ولعب جیسے ہوتے نہیں نہ انہیں کوئی سمجھ ہوتی ہے اور نہ ہی ان کا کوئی ارادہ ہوتا ہے۔

ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے مشرکین کے بچوں کے بارے میں سوال کیا تو حضور ﷺ نے فرمایا وہ جنتیوں کے خادم ہیں۔اسی کی مثل حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے موقوف روایت کی ہے۔اسی طرح طیالسی نے اسی مفہوم کی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت نقل کی ہے۔بعض علماء نے کہا کہ مشرکین کے بچوں کا امتحان لیا جائے گا کیونکہ حضور ﷺ سے مشرک عورتوں کے بچوں کے بارے میں پوچھا گیا تھا تو حضور ﷺ نے فرمایا جو کچھ وہ عمل کرنے والے تھے اللہ تعالیٰ ان کے بارے میں خوب آگاہ ہے۔یہ روایت حضرت ابو ہریرہ رضی

اللہ عنہ سے مروی ہے اور متفق علیہ ہے۔ (تفسیر مظہری ج۹/۱۴۲۔۱۴۳)۔

آیات قرآنیہ، احادیث نبی [اور کتب تفاسیر کی عبارتوں سے یہ واضح ہوتا ہے کہ بروز قیامت مؤمن بچوں کے اعمال صالحہ کا صلہ ملیگا اور جس کا صلہ ملیگا اس کا وزن بھی ہوگا اور وزن حساب کے بعد ہوگا جیسا کہ امام بیہقی شعب الایمان میں اور امام قرطبی التذکرہ میں فرماتے ہیں۔

واذا انقضى الحساب كان بعده وزن الأعمال، لأن الوزن للجزاء، فينبغي أن يكون بعد المحاسبة ، فان المحاسبة لتقرير الأعمال، والوزن لاظهار مقادرها؟ ليكون الجزاء بحسبها (شعب الايمان للبيهقى ١/ ٢٠٨/التذكره فى احوال الموتى و امور الاخرة٣٨٥)

اس سے معلوم ہوا کہ مؤمن بچوں کے اعمال کا وزن، جمع، صلہ ہوگا۔ کافر کے بچوں کے اعمال کے بارے میں یہی کہا جائے کہ اللہ رب العزت ہی بہتر جانتا ہے۔ کہ انکے ساتھ رب تبارک وتعالیٰ کا برتاؤ کیا ہوگا۔ جیسا کہ المسامرۃ کی عبارت سے یہی واضح ہے۔

علامہ کمال الدین محمد بن محمد فرماتے ہیں:

قد اختلف فى سؤال اطفال المشركين ودخولهم هل يدخلون الجنة او النار فتردد فيهم ابو حنيفة وغيره ووردت فيهم اخبار متعارضةفالسبيل تفويض علم امرهم الى الله تعالىٰ(المسامرة،الفصل الرابع،ص ٢٢٩)

یعنی مشرکین کے بچوں کے بارے میں سوال ہوگا یا نہیں؟ وہ جنت میں داخل ہوں گے یا جہنم میں؟ تو اس بارے میں ائمۂ عظام کا اختلاف ہے۔ امام ابوحنیفہ اور دیگر ائمہ کو اس سلسلہ میں تردد ہے کیونکہ اس بارے میں متعارض حدیثیں وارد ہیں۔ تو بہتر یہی ہے کہ ان بچوں کے معاملہ کو اللہ تبارک وتعالیٰ کے علم پر چھوڑ دیا جائے۔

اور امام عبدالرزاق حضرت حسن سے روایت کرتے ہیں کہ مشرکین کے بچے اہل جنت کے خادم ہونگے۔

عن الحسن ان سلمان قال أولاد المشركين خدم لاهل الجنة

(مصنف عبدالرزاق ۱۰/۵۰ ارقم ۱۲۰۲۴۸)

ترجمہ: حضرت حسن سے روایت ہے کہ حضرت سلمان نے فرمایا کہ مشرکین کے بچے اہل جنت کے خادم ہونگے۔ اس لیے بہتر ہے کہ مذہب توقف اختیار کیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کیا کافروں کے اعمال حسنہ کا وزن ہوگا؟

صلہ رحمی، ضعیفوں کیساتھ مہربانی جیسے اعمال جو ایک مسلم سے نیکی اور اطاعت سمجھی جائے کیا کافروں کے ایسے اعمال کا وزن، جمع، اور صلہ آخرت میں ہوگا۔

بعض علماء کا خیال ہے کہ کافروں کے وہ اعمال جس کو مسلمان کریں تو نیکی سمجھی جائے انکا وزن ہوگا اور صلہ ملیگا اور وہ اس آیت سے استدلال کرتے ہیں۔ ﴿**فلا تظلم نفس شیئاً**﴾ **(الانبیاء ۴۷)**

ترجمہ: تو کسی جان پر کچھ ظلم نہ ہوگا۔ (کنزالایمان) اور ان روایت سے بھی استدلال کرتے ہیں جو ابوطالب کے بارے میں مروی ہے۔

امام محمد بن اسماعیل بخاری صحیح بخاری میں حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

حدثنا العباس ابن عبدالمطلب قال للنبی ﷺ ما اغنیت عن عمک فانه کان یحوطک ویغضب لک قال هوفی ضحضاح من النار ولولا انا لکان فی الدرک الاسفل من النار. (صحیح بخاری. ۵۴۸/۱ فاروقیه بکڈپو دهلی ورواه مسلم صحیحه)

ترجمہ: حضرت عباس بن عبدالمطلب نے حضور ﷺ سے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ آپ نے اپنے چچا کو کیا فائدہ دیا کیوں کہ وہ آپ کا بچاؤ کرتے تھے اور آپ کی خاطر غضبناک ہوتے تھے آپ نے فرمایا وہ ٹخنوں تک آگ میں ہے اگر میں نہ ہوتا تو وہ آگ کے آخری طبقہ میں ہوتا۔

امام بخاری نے ایک اور حدیث حضرت ابوسعید خدری سے روایت کی:

عن ابی سعیدن الخدری انه سمع النبی ﷺ وذکر عنده عمه فقال لعله تنفعه شفاعتی یوم القیامة فیجعل فی ضحضاح من النار یبلغ کعبیه یغلی منه دماغه (صحیح بخاری ۱/۵۴۸ فاروقیه بکڈپو دهلی)

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے سنا کہ رسول کائنات] کے سامنے ابوطالب کا ذکر ہوا تو آپ نے فرمایا میری شفاعت سے اس کو نفع ملیگا اس کو تھوڑی سی آگ میں ڈالا جائیگا جو اس کے ٹخنوں تک پہنچے گی جس سے اس کا دماغ کھول رہا ہوگا۔

امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ نے حضرت ابن عباس سے اسطرح روایت کی:

عن العباس بن عبدالمطلب انه قال للنبی ﷺ عمک ابو طالب یحوطک ویغضب لک فقال رسول الله ﷺ انه لفی ضحضاح من النار ولولا انا لکان فی الدرک الاسفل (الکتاب المصنف لابن ابی شیبه ج۷/ص ۶۷ رقم الحدیث ۳۴۱۴۷)

ترجمہ: حضرت عباس بن عبدالمطلب نے حضور [سے عرض کیا یارسول اللہ [آپ کا چچا آپ کا بچاؤ کرتے تھے اور آپ کی خاطر غضبناک ہوتے تھے آپ نے فرمایا وہ ٹخنوں تک آگ میں ہے اگر میں نہ ہوتا تو وہ آگ کے آخری طبقہ میں ہوتا۔

اور یہی موقف صاحب تذکرہ امام حافظ محمد بن احمد قرطبی کا ہے چنانچہ وہ فرماتے ہیں:

ان الله تعالی قال . ﴿وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ﴾ (الا نبیاء ؛۴۷) ولم یفصل بین نفس ونفس ، فخیرات الکافر توزن ویجزی بها الا ان الله تعالی حرم علیه الجنه ، فجزائه ان یخفف عند بدلیل حدیث ابی طالب . (التذکرہ، ص،۳۸۹)

ترجمہ: اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ﴾ . (الا نبیاء ؛۴۷) اور اسمیں کوئی تفصیل نہیں، کہ فلاں کے عمل کا وزن ہوگا اور فلاں کے عمل کا وزن نہیں ہوگا۔ لہذا کافروں کی نیکیوں کا وزن ہوگا اور

اسے اسکا صلہ بھی ملیگا۔لیکن چونکہ اللہ تبارک وتعالی نے کافروں پر جنت حرام قراردی ہےاس لئے اسے جہنم میں ہمیشہ ہمیش رہنا ہے۔البتہ جہنم کے عذاب میں اس عمل صالح کی وجہ سے تخفیف ہوگی اور یہ حدیث ابی طالب سے ثابت ہے۔

ان دونوں حدیثوں کوامام مسلم نے صحیح مسلم ۱/۱۱۵ میں، اورامام بیہقی نے شعب الایمان ۱/۲۱۰ میں،اورامام ابی یعلیٰ نے مسندابی یعلیٰ ۳۰۱ میں،اورامام احمد نے مسندامام احمد بن حنبل میں بیان کیا۔

ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ کافرکواس کے عمل حسن کا صلہ آخرت میں ملے گا۔

بعض علماء کی رائے ہے کہ کفار کا ہرعمل خواہ کفر ہو یا سیئات بروز قیامت ایک پلڑے میں رکھا جائے گا۔اوراسکے بالمقابل انکی کوئی نیکی نہ ہونے کی وجہ سے دوسرا پلڑا خالی رہے گا۔اس لئے اسے ہمیشہ ہمیش کے لئے جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔لیکن یہاں ایک اعتراض لازم آئیگا جس کا اظہارامام حافظ محمد بن قرطبی نے التذکرہ میں کیااور جواب بھی تحریر فرمایا۔

اعتراض کا خلاصہ یہ ہے کہ کسی بھی عمل کے وزن کے لئے ضروری ہے کہ ایک پلڑے کے عمل کے بالمقابل دوسرے پلڑے میں بھی کوئی عمل ہو۔اورکافروں کے پاس جب کفرو شرک کے علاوہ کوئی عمل نہیں تو وزن کا تحقق کس طرح ہوگا؟

امام محمد بن احمد قرطبی فرماتے ہیں:

اما وزن اعمال المؤمنين فظاهر وجهه،فتقابل الحسنات بالسيئات فتوجد حقيقة الوزن، والكافر لايكون له حسنات، فما الذى يقابل بكفره وسيئاته؟وانى يتحقق فى اعماله الوزن ؟(التذ كره،ص،۳۸۸)

ترجمہ: مؤمنین کےاعمال کاوزن تو ظاہر ہے کہ سیئات کے بالمقابل حسنات ہوں گے تو حقیقتاًوزن کا تحقق ہوگا لیکن کافروں کے پاس جب کسی قسم کی کوئی نیکی نہیں ہوگی تو سیئات کے بالمقابل کون سی چیز ہوگی جس سے وزن کا تحقق حقیقتاً ہوسکے۔

امام محمد بن احمد قرطبی نے دو جواب تحریر فرمائے:

پہلا جواب: احدهما : ''ان الكافر يحضر له ميزان فيوضع كفره او

کفرہ وسیئاتہ فی احدی کفتیہ، ثم یقال لہ:ھل لک من طاعة تضعھا فی الکفة الاخریٰ؟فلا یجدھا فیشال المیزان فترتفع الکفة الفارغة، وتقع الکفة المشغولة،فذالک خفة میزانہ، وھٰذا ظاھر الآیة، لان اللہ تعالیٰ وصف المیزان بالخفة لا الموزون، واذا کان فارغا فھو خفیف،،.(التذکرة ص، ۳۸۹)

ترجمہ :کافروں کے لیےبھی میزان عدل قائم ہوگا۔میزان عدل کے ایک پلڑے میں ان کے کفر وسئیات کو رکھا جائیگا پھران سے کہا جائیگا کیا تمہارے پاس کوئی نیکی ہے؟ جس کو دوسرے پلڑے میں رکھا جائے تو وہ نیکی نہیں پائیگا۔پھرمیزان اٹھایا جائیگا خالی پلڑا ہلکا ہوگا اوربھرا ہوا پلڑا بھاری یہی مطلب ہے میزان کے خفیف ہونے کا۔

دوسرا جواب: **ان الکافر یکون منہ صلة الرحام ومؤاساة الناس وعتق المملوک ونحوھما،مما لو کانت من المسلم لکانت قربة وطاعة، فمن کانت لہ مثل ھٰذہ الخیرات من الکفارفانھا تجمع وتوضع فی میزانہ، غیر ان الکفر اذا قابلھا رجح بھا ولم یخل من ان یکون الجانب الذی فیہ الخیرات من میزانہ خفیفا ولو لم یکن لہ الا خیرا واحد اوحبة واحدة لا حضرت ووزنت کما ذکرنا .(التذکرة ص،۳۸۹)**

ترجمہ: کافروں کےاعمال مثلاًصلہ رحمی،لوگوں کےساتھ خیرخواہی،غلام آزادکرنا، وغیرہ ایسےاعمال ہیں کہ اگرکوئی مسلمان کریں تو نیکی واطاعت سمجھی جائےتو کافروں کےایسےاعمال کاوزن جمع ہوگاان اعمال کومیزان میں رکھاجائے گالیکن کافرکا کفراورانکےاعمال کا موازنہ ہوگا توکفرغالب ہوجائیگا۔اورجسمیں نیکیاں ہونگی لازمی طورسے وہ پلڑا ہلکا ہوجائیگا۔

اوراکثرعلما کا یہ قول ہے کہ کافر کے کفرکی وجہ سےان کے سارےاعمال باطل کردیئے جائیں گے۔ان کا بالکل ہی وزن نہیں ہوگا۔مندرجہ ذیل آیتوں سےاستدلال کرتے ہیں۔

سورہ فرقان میں ہے:

﴿وَقَدِمۡنَاۤ اِلٰی مَا عَمِلُوۡا مِنۡ عَمَلٍ فَجَعَلۡنٰهُ هَبَآءً مَّنۡثُوۡرًا﴾.(سورہ فرقان۲۳)

ترجمہ: اور جو کچھ انھوں نے کام کئے تھے ہم نے قصد فرما کر انھیں باریک، باریک، غبار کے بکھرے ہوئے ذرے کردیا کہ روزن کی دھوپ میں نظر آتے ہیں (کنز الایمان)

امام بیہقی شعب الایمان میں فرماتے ہیں:

واختلفوا فی کیفیة الوزن ،فذهب ذاهبون الی ان الکافر قد یکون منه صلة الارحام ،ومواساة الناس، ورحمة الضعیف ، واغاثة اللهفان ،والدفع عن المظلوم وعتق المملوک ، ونحوها مما لو کانت من المسلم لکانت براً وطاعة ،فمن کان له فمن کان له امثال هذه الخیرات من الکفار ، فانها تجمع ، وتوضع فی میزانه لان الله تعالیٰ قال﴿ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَیْئًا﴾(الانبیاء ۴۷/) فتاخذه من میزانه شیئا غیر ان الکفر اذا قابلها رجع بها وقد حرم الله الجنة علی الکفار فجزاء خیراته ان یخفف عنه العذاب ، فیعذب عذابا دون عذاب کفار ،کانه لم یصنع شیئا من هذه الخیرات .

(شعب الایمان للبیهقی ۱/ ۲۰۹)

ترجمہ: کیا کافروں کے اعمال حسنہ کا وزن ہوگا؟ اسمیں اختلاف ہے چنانچہ بعض علماء کا خیال ہے کہ کافروں کے اعمال مثلاً صلہ رحمی ،لوگوں کے ساتھ خیرخواہی ،ضعیفوں کیساتھ مہربانی، کمزوروں کے ساتھ ہمدردی ،مظلوم کی فریادرسی ،اور مملوک شئی کی آزادی، اور دیگر ایسے اعمال جس کو مسلمان اگر کریں تو نیکی سمجھی جائے تو کافروں کے ایسے اعمال کا وزن ہوگا۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان عالیشان ہے۔﴿فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَیْئًا﴾ (الانبیاء/۴۷)

ترجمہ: تو کسی جان پر کچھ ظلم نہ ہوگا (کنز الایمان) ان اعمال کو میزان میں رکھا جائیگا لیکن کافر کا کفر اور انکے اعمال کا موازنہ ہوگا تو کفر غالب ہو جائیگا اور اللہ تعالیٰ نے کافروں پر جنت حرام قرار دی ہے۔ تو اس کا بدلہ یہی ہے کہ دوسرے کافروں کی بہ نسبت اس کے عذاب میں کچھ کمی ہوگی۔

امام مسلم صحیح مسلم میں حضرت عائشہ سے روایت کرتے ہیں:

عن عائشة قلت یارسول اللهﷺابن جدعان کان فی الجاهلیة یصل الرحم ویطعم المسکین فهل ذاک نافعه قال ﷺ لاینفعه انه لم یقل یو ما رب اغفرلی خطیئتی یوم الدین.

(مسلم شریف،۱/ ۱۱۵فاروقیہ بکڈپو دہلی)

ترجمہ: حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ [ابن جدعان زمانہ جاہلیت میں صلہ رحمی کرتا تھا اور مسکین کو کھانا کھلاتا تھا تو کیا یہ عمل آخرت میں اسکے لئے نفع بخش ہوگا، حضور [نے ارشاد فرمایا، اسے نفع نہیں دے گا، کیونکہ اس نے کبھی بھی یہ نہیں کہا کہ اے رب تعالیٰ آخرت میں ہمارے گناہوں کو معاف فرما۔

امام نووی فرماتے ہیں:

معنی هذالحدیث ان ما کان یفعله من الصلة والاطعام ووجوه المکارم لاینفعه فی الآخرة لکونه کافرا(صحیح مسلم ۱/ ۱۱۵ فاروقیه بکڈپو دهلی).

یعنی اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ کافر اگر صلہ رحمی کرے کھانا کھلائے اوردوسرے اچھے کام کرے آخرت میں ان چیزوں کا نفع نہیں ملیگا کیوں کہ کافر ہے۔

اسی حدیث کے تحت امام نووی، امام قاضی عیاض کا قول نقل کرتے ہیں:

قال القاضی عیاض رحمه اللّٰه تعالیٰ وقد انعقد الاجماع علی ان الکفار لاتنفعهم اعمالهم ولا یثابون علیها بنعیم ولا تخفیف عذاب لکن بعضهم اشد عذابا من بعض بحسب جرائمهم (شرح مسلم للنووی ۱/ ۱۱۵ فاروقیه بکڈپودهلی).

ترجمہ: امام قاضی عیاض فرماتے ہیں ۔ائمہ متکلمین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ کافرکو ان کا عمل نفع نہیں دے گا اور نہ ہی اس پر ثواب مرتب ہوگا البتہ بعض کافر کا عذاب بعض سے جرم کے اعتبار سے سخت ہوگا۔

قول فیصل

امام بیہقی دونوں مذاہب ودلائل کا تجزیہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حدیث ابی طالب صحیح ہے۔لیکن ابوطالب کے عذاب میں تخفیف یہ انکے عمل خیر کی وجہ سے نہیں بلکہ نبی ﷺ کی تالیف قلب کی خاطر،اور یہ اسی کے ساتھ خاص ہے۔

امام بیہقی شعب الایمان میں فرماتے ہیں:

صاحب الصحیح وغیرهمامن الائمة فی کتبهم الصحاح وانمایصح لمن ذهب المذهب الثانی فی خیرات الکافران یقول:حدیث ابی طالب خاص فی التخفیف عن عذابه بما صنع الی النبیﷺ خص به ابوطالب لأجل النبیﷺتطییبالقلبه ،وثواباله فی نفسه لالأبی طالب فان حسنات ابی طالب صارت بموته علی کفره هباء منثورا(شعب الایمان للبیهقی ۱/۲۱۲ دارالفکر بیروت لبنان)

اورکچھ اسطرح کی بات شیخ اسعد محمد سعید الصاغرجی نے بھی فرمائی ہے وہ فرماتے ہیں:

کیف یتم الوزن ؟ذهب بعض العلماء الی أن حسنات الکافر من بر وصلة ودفع ضر واغاثة لهفان توضع فی میزان أعماله،غیر أن الکفر اذا قابلها رجع بها وقد حرم الله الجنة علی الکفار فیخفف عنه من عذابه فی النار بسببها کما جاء فصحیح مسلم عن العباس بن عبد المطلب أنه قال :یا رسول الله هل نفعت أباطالب بشییء،فانه کان یحو طک ویغضب لک ؟قال نعم هو فی ضحضاح من نار،ولو لا أنا لکان فی الدرک الاسفل من النار وذهب آخرون الی أنها لا توزن لیجزی بها ،وانما توزن قطعاً لحجته ،واذا قابلها الکفرأحبطها لانه لا أساس لها حتیٰ تقوم صحیحة .قال تعالی ﴿وَقَدِمْنَاۤ اِلٰی مَاعَمِلُوْامِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا ﴾(الفرقان ۲۵. ۲۳)

(شعب الایمان للصاغرجی ۱/ ۲۹۵،بحث الایمان بالحشر والصراط)

ترجمہ: کیا کافروں کے عمل کا وزن ہوگا؟ بعض علماء کا مذہب یہ ہے کہ کافر کی اچھائیاں مثلاً کسی کے ساتھ نیکی صلہ رحمی دفع ضرر اور کمزوروں کی اعانت، یہ اس کے اعمال کے میزان میں رکھا جائے گا لیکن چونکہ کفر اس کے مقابلہ میں ہوگا اس لئے اسے ہی ترجیح دی جائیگی۔ اور اللہ تعالی نے کفار پر جنت کو حرام فرمادیا ہے تو اس کی اچھائیوں کے سبب جہنم میں اس کے عذاب میں کچھ تخفیف کردی جائے گی۔ جبکہ صحیح مسلم میں حضرت عباس بن عبدالمطلب سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا! یارسول اللہ کیا آپ ابوطالب کو کچھ نفع دیں گے، کیونکہ وہ آپ کی حفاظت کرتے تھے اور آپ کی وجہ سے غضبناک ہوتے تھے، سرکار نے ارشاد فرمایا ہاں وہ آگ کی لو میں ہونگے، اور اگر میں نہیں ہوتا تو وہ جہنم کے سب سے نچلے طبقے میں ہوتے۔

اور دوسرے بعض کا مذہب یہ ہے کہ ان کے اعمال کا وزن اس لئے نہیں کیا جائے گا کہ انہیں انکا بدلہ دیا جائے بلکہ قطع حجت کیلئے انکے اعمال کا وزن ہوگا، اور پھر جب کفر اس کے مقابلہ میں ہوگا تو اچھے اعمال کو باطل کردیا جائے گا، اس لئے کہ اعمال کی کوئی حیثیت نہیں ہے جب تک کہ وہ صحیح واقع نہ ہوں، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ﴿وَقَدِمْنَآ اِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا﴾ (الفرقان ۲۵/ ۲۳)

اعتراض: مسلمانوں کی خیرخواہی کرنا محتاجوں کو کپڑا پہنانا، غریبوں کی مدد کرنا، بھوکوں کو کھانا کھلانا، پیاسوں کو پانی پلانا، یہ سب ایسے امور ہیں کہ کوئی مسلمان کرے تو اسکا وزن ہوگا اور صلہ ملیگا اور اوپر کی گفتگو سے معلوم ہوا کہ غیر مسلم کے کسی بھی عمل کا نہ وزن ہوگا اور نہ اسے اسکا صلہ ملیگا جبکہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے۔

﴿فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا﴾ (الانبیاء/ ۴۷)

ترجمہ۔ کسی جان پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔ (کنزالایمان)

اور بندہ ہونے میں مسلم وغیر مسلم سب برابر ہیں اگر غیر مسلم کو ان امور کا صلہ نہ ملے تو ان کیساتھ ظلم وناانصافی ہوگی جو شان ربوبیت سے بہت بعید ہے۔

جواب: بروز قیامت کافروں کے اعمال کا وزن نہیں ہوگا یہ نصوص قطعیہ سے ثابت

ہے۔لیکن دنیا کے اندراس نے جواعمال کئے دنیا کے اندرانکے اعمال کا صلہ دے دیا جائیگا۔

امام مسلم حضرت انس بن مالک سے روایت کرتے ہیں:

عن انس بن مالک قال قال رسول اللهﷺان الله لایظلم مؤمنا حسنة یعطی بها فی الدنیا ویجز ی بها فی الآخرة واماالکافر فیطعم بحسنات ما عمل بها لله فی الدنیا حتی اذاافضی الی الآخرة لم تکن له حسنة یجزیٰ بها.(مسلم شریف ۲/۳۷۴ فا روقیه بک ڈپو دهلی)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس مومن کو دنیا میں کوئی نیکی دی جاتی ہے، اللہ تعالی اس پر ظلم نہیں کرے گا اسکو آخرت میں بھی جزادی جائے گی، رہا کافرتو اس نے دنیا میں جو اللہ کے لئے نیکیاں کی ہیں ان کا اجراس کو دنیا میں دے دیا جائیگا اور جب وہ آخرت میں پہنچے گا تو اس کو جزا دینے کے لئے کوئی نیکی نہیں ہوگی۔

امام بیہقی نے حضرت انس بن مالک سے روایت کی:

عن انس بن مالک عن رسول اللهﷺقال: ان الله لایظلم المؤمن حسنة یثاب علیهافی الدنیا ویجزی بهافی الآخرة واماالکافرفیعطی بحسناته فی الدنیاحتی اذاافضی الی الآخرة لم یکن له حسنة یعطی به خیراً(شعب الایمان للبیهقی ۱/۰ ۱ ۲ دار الفکر بیروت)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول ﷺ نے ارشادفرمایا، جس مومن کو دنیامیں کوئی نیکی دی جاتی ہے اللہ تعالیٰ اس پر ظلم نہیں کرے گا اور آخرت میں جزادے گا۔رہا کافرتو اس نے جونیکیاں دنیامیں کی ہیں دنیامیں اجردے دیا جائیگا اور جب آخرت میں پہونچے گا تو وہاں کوئی نیکی باقی نہیں رہے گی کہ اس کی جزادی جائے۔

امام مسلم نے ایک دوسری روایت حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسطرح کی:

عن انس بن مالک انه حدث عن رسول اللهﷺان الکافراذاعمل حسنة اطعم بهاطعمة من الدنیاواماالمؤمن فان الله یدّخرله حسناته فی

الآخرۃویعقبہ رزقافی الدنیاعلی طاعتہ. (مسلم شریف ۲/۳۷۴ فا روقیہ بک ڈپو دھلی).

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ کافر جب کوئی نیک عمل کرتا ہے تو اس کا لقمہ دنیا ہی میں کھلا دیا جاتا ہے اور رہا مومن تو اللہ تعالیٰ اس کی نیکیوں کو آخرت کے لئے ذخیرہ کرتا ہے اور اسکی عبادت کے صلہ میں اس کو دنیا میں رزق عطا فرماتا ہے۔

اور امام بیہقی نے عبداللہ بن مسعود سے ایک روایت اسطرح نقل کی:

عبداللہ بن مسعود قال : قال رسول اللہ ﷺ : ما أحسن من محسن کافر أو مسلم الا أثابہ اللہ عزوجل قلنا : یا رسول اللہ وما اثابہ اللہ الکافر؟ قال : ان کان وصل رحما ، أوتصدق بصدقۃ ، أو عمل حسنۃ أثابہ اللہ تعالی، واثا بتہ ایاہ المال والولد والصحۃ وأشباہ ذلک قال : قلنا : وما اثابتہ فی الاخرۃ ؟ قال : عذاب دون العذاب؛ (شعب الایمان ۱/۱۱۲)

ترجمہ: عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ رسول اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہر اچھے کام کرنے والے کو خواہ وہ کافر ہو یا مومن اللہ تبارک وتعالیٰ اسے اسکے عمل کا صلہ دیگا صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اللہ تبارک وتعالیٰ کافروں کو کیا ثواب دے گا؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر اس نے صلہ رحمی کی ہے یا صدقہ دیا ہے یا کوئی دوسرا عمل صالح کیا ہے تو اللہ تعالیٰ اسکا صلہ دے گا اور اللہ تعالی کا صلہ اس کے لئے یہ ہے کہ اس کو دنیا میں مال، اولاد، صحت وغیرہ عطا فرمائیگا: راوی کہتے ہیں کہ صحابہ کرام نے عرض کیا اور آخرت میں اس کا صلہ کیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عذاب میں معمولی تخفیف۔

میزان عدل میں نیکی کا پلڑا بھاری اور بدی کا پلڑا ہلکا کیوں؟

عموما عام مجلسی گفتگو میں یہ بات زیر بحث آتی ہے کہ آخر کیا وجہ ہے کہ آخرت میں نیکی

کا پلڑا بھاری اور بدی کا پلڑا ہلکا ہوتا ہے تو یہاں یہ بات ذہن نشین کرنے کی ضرورت ہے کہ میزان عدل کا پلڑا عمل کی اصل دشواری سے بھاری ہوتا ہے وہ دشواری خواہ دنیا کے اعتبار سے ہو، یا آخرت کے اعتبار سے، اعمال حسنہ کی اصل دشواری تو دنیا میں ہوتی ہے جو عمل بجالاتے وقت درپیش ہوتی ہے جبکہ اصل لذتیں غائب ہوتی ہیں، برخلاف اعمال سیئہ کے کہ اسکی لذتیں موجود ہوتی ہیں اور اصل دشواری غائب، اور اعمال سیئہ کی اصل دشواری تو آخرت کا عذاب ہے جو عمل بد کی وجہ سے نازل ہوگا۔

لہٰذا اعمال حسنہ جس پلڑے میں رکھا جائیگا وہ ثقیل ہوگا کہ اسمیں ثقالت موجود ہے اور اعمال سیئہ جس پلڑے میں رکھا جائے گا وہ خفیف ہوگا کہ اسمیں ثقالت موجود نہیں ہے۔

یہاں یہ خیال پیدا ہوسکتا ہے کہ ایسا کیوں نہیں ہوا کہ اعمال حسنہ کی لذتیں موجود ہوتیں اور دشواریاں غائب ہوتیں۔ اور اعمال سیئہ کی دشواریاں موجود ہوتیں اور لذتیں غائب ہوتیں۔ تو اس نظام کو سمجھنے کیلئے یہ سمجھنا ضروری ہے کہ دنیا کے اندر کسی بھی عمل کو کرنے یا نہ کرنے میں دو چیزیں بنیادی حیثیت کا حامل ہوا کرتی ہیں کہ جسکی وجہ سے کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کو آسان یا مشکل سمجھا جاتا ہے۔

(۱) عمل کی دشواریاں (۲) عمل کے منافع

عمل کی دشواریاں منافع سے زیادہ ہوں تو وہ کام مشکل نظر آتا ہے اور کم ہوتی ہیں تو وہ کام آسان نظر آتا ہے۔ لیکن کبھی عمل کی دشواریاں موجود ہوتی ہیں تو منافع موجود نہیں ہوتے ہیں اور منافع موجود ہوتے ہیں تو دشواریاں موجود نہیں ہوتیں، جیسا کہ اعمال حسنہ کہ اسمیں دشواریاں موجود ہوتی ہیں اور منافع موجود نہیں ہوتے اور اعمال سیئہ کہ اسمیں منافع موجود ہوتے ہیں اور دشواریاں موجود نہیں ہوتیں اس سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ جس عمل کی جتنی دشواریاں زیادہ ہوں گی وہ عمل بھی اتنا ہی مشکل نظر آئیگا اور دشواریاں جتنی کم ہوں گی وہ کام اتنا ہی آسان نظر آئیگا۔ لیکن دشواری بالکل غائب ہو تو وہ کام کرنا صرف آسان ہی نہیں بلکہ بہت ہی آسان ہوجائیگا۔ اور اعمال حسنہ کی دشواریاں موجود رکھی گئیں اور لذتیں غائب تا کہ ان دشواریوں کی وجہ سے انسان اس عمل کو ترک نہ کرے اور اعمال سیئہ میں دشواریاں غائب رکھی

گئیں اور لذتیں موجود تا کہ اس خفت کی وجہ سے اس پر عمل نہ کرے اور اس کی آزمائش ہو۔ کیونکہ انسان عموماً کسی عمل کی دشواری سے عمل کو ترک کرتا ہے اور خفت کی وجہ سے بجالاتا ہے۔اب اگر کوئی شخص دشواری والے عمل (نیک عمل) کو انجام دیتا ہے، تو اس دشواری کا بھاری وزن اسے میزان عمل میں عطا کیا جائیگا اور اگر وہ لذت والی چیز (بدی) کو اختیار کرتا ہے، تو میزان عمل میں اس کا یہ عمل وزن سے محروم کردیا جائے گا، اور یہ عمل ثقیل نہیں بلکہ خفیف ہو جائے گا ۔

محدث جلیل علامہ علی بن سلطان محمد قاری مرقات شرح مشکاۃ میں فرماتے ہیں:

سئل عیسٰی علیه السلام ما بال الحسنه تثقل والسیئه تخف فقال لان الحسنة حضرت مرارتها وغابت حلاوتها ولذالک ثقلت علیکم فلا یحملنکم ثقلها علی ترکها فان بذالک ثقلت الموازین یوم القیامةوالسیئات حضرت حلاوتها وغابت مرارتها فلذالک خفت علیکم فلایحملنکم علی فعلها خفتها فان بذالک خفت الموازین یوم القیامة(مرقاة المفاتیح ۵/ ۱۰۷ المکتبه اشاعت الاسلام دهلی)

ترجمہ: حضرت عیسٰی علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ کیا وجہ ہے کہ عمل حسن بھاری ہوتا ہے اور عمل بد ہلکا، تو آپ نے فرمایا عمل صالح کی دشواریاں موجود ہوتی ہیں اور لذتیں غائب اس لئے وہ تمہارے پاس ثقیل ہوتی ہیں تا کہ اسکی ثقالت اس عمل کے ترک پر نہ ابھارے۔ کیونکہ اسی کی وجہ سے بروز قیامت میزان عدل کا پلڑا بھاری ہوگا۔ اور عمل بد کی لذتیں موجود ہوتی ہیں اور اسکی دشواریاں غائب اس لیے وہ تم پر آسان ہوتی ہیں تا کہ اسکی خفت اسکے کرنے پر تم کو نہ ابھارے کیونکہ بروز قیامت اسی کی وجہ سے میزان عدل کا پلڑا ہلکا ہوگا۔

حافظ ابن حجر عسقلانی فتح الباری میں اسطرح بیان فرماتے ہے:

وقد سئل بعض السلف عن سبب ثقل الحسنة وخفة السیئة،فقال لان الحسنة حضرت مرارتها وغابت حلاوتها فثقلت فلا یحملنک ثقلها علی ترکها،والسیئة حضرت حلاوتها وغابت مرارتهافلذالک خفت فلا یحملنک خفتهاعلی ارتکا بها.(فتح الباری ۱۳/ ۱ ۲ ۶ المکتبة الاشرفیة)

ترجمہ: بعض بزرگوں سے عمل صالح کے بھاری اور عمل بد کے ہلکا ہونے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا عمل صالح کی سختیاں موجود ہوتی ہیں اور لذتیں غائب تو وہ بھاری ہوتا ہے۔ لھٰذا اسکی ثقالت اس عمل کے ترک پر نہ ابھارے۔ اور عمل بد کی لذتیں موجود ہوتی ہیں اور سختیاں غائب تو اسکا ہلکا پن اسکے ارتکاب پر نہ ابھارے۔

ترازو کا ہلکا اور بھاری ہونا دنیوی پلڑا کے برعکس ہوگا

میزان (ترازو) کا دنیوی نظام یہ ہے کہ پلڑا جتنا بھاری ہوتا ہے وہ نیچے آتا ہے اور جتنا ہلکا ہوتا ہے اوپر جاتا ہے۔ لیکن اخروی میزان کا نظام بالکل اسکے برعکس ہوگا۔ یعنی میزان کا پلڑا جتنا بھاری ہوگا وہ اوپر جائے گا اور جتنا ہلکا ہوگا نیچے آئیگا کیوں کہ رب تبارک وتعالیٰ کا فرمان عالیشان ہے: ﴿اِلَیۡهِ یَصۡعَدُ الۡکَلِمُ الطَّیِّبُ وَالۡعَمَلُ الصَّالِحُ یَرۡفَعُهٗ﴾ ترجمہ: اسی کی طرف چڑھتا ہے پاکیزہ کلام اور جو نیک کام ہے وہ اسے بلند کرتا ہے۔ (کنزالایمان) اس سے معلوم ہوا کہ نیکی والا پلڑا اوپر چڑھے گا اور بدی والا پلڑا نیچے جھکے گا۔

امام احمد رضا کی بارگاہ میں بھاری اور ہلکا کے بارے میں ایک شخص نے سوال کیا:

سوال: ''جب نیکی بدی میزان میں تولیں گے تو نیکی کا پلڑا بھاری ہوگا یا بدیوں کا کیوں کہ قاعدے سے جب نیکی زیادہ ہوں نیکیوں کا پلڑا بھاری اور نیچا ہوگا اور بدیاں زیادہ ہوں تو بدی کا پلڑا بھاری اور نیچا ہونا چاہئے اور کتابوں میں لکھا بھی ایسا ہی ہے کہ جب نیکیاں زیادہ ہوں گی تو نیکیوں کا پلڑا بھاری ہوگا اور جھکے گا تو کیا واقعی نیکیاں زیادہ ہوں گی تو نیکیوں کا پلڑا بھاری ہوگا''۔

جواب: ''وہ میزان یہاں کے ترازو کے خلاف ہے وہاں نیکیوں کا پلڑا اگر بھاری ہوگا تو اوپر اٹھیگا اور بدی کا پلڑا نیچے بیٹھے گا۔ (فتاوی رضویہ ج ۱۲ ص مطبع رضا اکیڈمی بمبئی)

صدرالشریعہ مولانا امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

''نیکی کا پلہ بھاری ہونے کے یہ معنی ہیں کہ اوپر اٹھے، دنیا کا سا معاملہ نہیں کہ جو بھاری ہوتا ہے نیچے کو جھکتا ہے۔''

اسی کے تحت بہار شریعت (تخریج شدہ) کے حاشیہ میں تکمیل الایمان ص ۸۷ کے حوالہ سے درج ہے:

''میزان آخرت برعکس میزان دنیا است وعلامت ثقل ارتفاع کفہ بود وعلامت خفت انخفاض،، یعنی علما فرماتے ہیں کہ: آخرت کی میزان کا بھاری پلڑا دنیاوی ترازو کے برعکس ہوگا یعنی بھاری پلڑے کی علامت اس کے اونچے اور مرتفع ہونے اور ہلکے پلڑے کی علامت اس کے نیچے ہونے کی شکل میں ہوگا (بہار شریعت حصہ اول ص ۱۴۶/ باب معاد وحشر)

شارح بخاری مفتی شریف الحق امجدی فرماتے ہیں:

''مشہور یہ ہے کہ جس میزان کا پلڑا بھاری ہوگا وہ اوپر اٹھ جائے گا۔ اور جو ہلکا ہوگا وہ نیچے جھک جائے گا دنیا کے ترازو کے برخلاف علامہ زرکشی نے بعض علماء سے اسے نقل بھی فرمایا انہوں نے دلیل یہ آیت پیش کی. ﴿اِلَیۡهِ یَصۡعَدُ الۡکَلِمُ الطَّیِّبُ﴾ ۔اسی کی طرف پاک کلمے بلند ہوتے ہیں۔ (نزھۃ القاری)

میزان عدل کے بارے میں معتزلہ کا موقف

معتزلہ نے میزان عدل کی معروف ومشہور کیفیت کا انکار کرکے اپنی ایک الگ رائے قائم کی اور کہا کہ میزان عدل یہ کوئی علٰیحدہ شئی نہیں ہے بلکہ اسی عدل وانصاف کا نام میزان عدل ہے جو بروز قیامت رب تعالیٰ کی جانب سے صادر ہوگا کیونکہ میزان عدل کا اگر وہی معنٰی مراد لیا جائے جو اہلسنت وجماعت لیتے ہیں تو شئی محال اور رب تبارک وتعالیٰ کے لئے ایک کارعبث لازم آئیگا۔

معتزلہ کی پہلی دلیل

اعمال اعراض ہیں اور اعراض کا وجود نہیں، اور جسکا وجود نہیں اسکا وزن محال اگر اعمال کا وزن تسلیم کرلیا جائے تو محال لازم آئیگا اور جسکی وجہ سے محال لازم آئے وہ خود بھی محال تو ثابت ہوا کہ اعمال کا وزن بھی محال۔ اور کارعبث تو اسلئے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور سب

چیزوں کا علم ہے اچھے اور برے کا فرق ہے تو پھر اعمال کے وزن کی حاجت نہیں۔

علامہ کمال الدین محمد بن عبدالواحد بن ھمام لکھتے ہیں:

وقد انکر بعض المعتزلة المیزان ذھاباومنھم الی ان الأعمال اعراض لا یمکن وزنھا فکیف وقد انعدمت وتلا شت قالو ا بل المراد،منه العدل الثا بت فی کل شئی.(المسایرة فی العقائدالمنجییه،ص ۲۳۲ دارالکتب سیرت باب المیزان)

ترجمہ:معتزلہ نے میزان عدل کا انکار کیا۔ان کی دلیل یہ ہے کہ اعمال اعراض ہیں اور اعراض کا وزن نہیں ہوتا اور وزن ہو بھی تو کیسے جبکہ وہ شئی معدوم ہیں۔ بلکہ میزان سے مراد وہ عدل وانصاف ہے جو بروز قیامت ہر ایک ذرہ میں ظاہر ہوگا۔

مذکورۃ السطور باتیں امام ابوعبداللہ القرطبی نے اپنی تفسیر میں یوں بیان فرمائیں ہیں:

وقد انکرت المعتزلة المیزان بناء منھم علی ان الاعراض یستحیل وزنھااذلا تقوم بانفسھا(القرطبی ۷/۱۰۷ ازکریا بکڈپو)

ترجمہ:معتزلہ نے میزان کا انکارصرف اس بنیاد پر کیا کہ اعراض کا وزن محال ہے کیوں کہ اعراض بذات خود موجود نہیں ہیں۔

علامہ سعدالدین تفتازانی نے شرح عقائد میں ان کے عقائد کو اسطرح بیان کیا ہے:

وانکر ته المعتزلة لان الأعمال اعراض ان امکن اعاد تھا لم یکن وزنھا ولانھا معلومةللّٰه تعالیٰ فوزنھا عبث۔ (شرح عقائد،ص۷۹ مجلس برکات مبارک پور)

ترجمہ:معتزلہ نے میزان عدل کا انکار کیا اور دلیل یہ دی کہ اعمال اعراض ہیں اور اعراض کا وجود نہیں اوراگر وجود مان بھی لیا جائے تو وزن کیا جانا ممکن نہیں ۔

معتزلہ کی دوسری دلیل

اللہ کو تمام بندوں کے سارے اعمال معلوم ہیں تو وزن کرنا ایک عبث ہوگا جو شان ربوبیت کے خلاف ہے۔

معتزلہ کے دلائل کا جواب

معتزلہ کے دلائل واعتراضات کے مختلف جوابات ائمہ متکلمین، محدثین اور مفسرین کرام نے دیئے ہیں، اور سب سے اہم مضبوط دلیل تو وہ نصوص قطعیہ ہیں جنکی دلالت صراحۃ میزان عدل کے قائم ہونے پر ہو رہی ہیں، جن کے انکار کی گنجائش ہی نہیں وہ آیت بینات یہ ہیں۔

سورۂ اعراف میں:

﴿وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذِنِ الْحَقُّ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَا زِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْا اَنْفُسَهُمْ بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَظْلِمُوْنَ﴾ (اعراف ۸)

ترجمہ: اور اس دن تول ضرور ہونی ہے تو جسکے پلے بھاری ہوئے وہی مراد کو پہنچے اور جنکے پلے ہلکے ہوئے تو وہی ہیں جنہوں نے اپنی جان گھاٹے میں ڈالی ان زیادتیوں کا بدلہ جو ہماری آیتوں پر کرتے تھے (کنز الایمان)

سورہ انبیاء میں ہے:

﴿وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ﴾ (سورہ انبیاء)

ترجمہ: اور ہم عدل کی ترازو رکھیں گے قیامت کے دن۔ (کنز الایمان)

مذکورہ آیتوں کی دلالت واضح طور سے میزان عدل کے قائم ہونے پر ہو رہی ہے تو اس کے وجود کا انکار نصوص قطعیہ کا انکار ہے۔

محاکمہ: کسی شخص سے یہ سوال ہوسکتا ہے کہ آپ جو ہر کو ثقیل کیوں جانتے مانتے ہیں؟ تو غالبا اسکا جواب یہی دے گا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے جوہر کے اندر ثقل پیدا کیا ہے تو وہ ثقیل ہو گیا ہے۔ تو جس کی ثقالت کو ماننا رب تعالیٰ کے ثقیل بنانے کی وجہ سے ہے، تو کیا یہ اعتقاد نہیں کیا جاسکتا ہے کہ رب تعالیٰ نے اعراض کے اندر وزن کے وقت ثقالت پیدا کردی ہے اس لیے وہ ثقیل ہو گئے ہیں تو اس کے انکار کی کیا وجہ ہے؟ ارے خدا کے بندو جس خالق اکبر نے لفظ کن سے کائنات کی تخلیق کی کیا وہ اعراض کے اندر ثقل پیدا کرنے پر قادر نہیں ہے؟

اگر اتنی سی باتیں ذہن میں آجائیں تو اعمال کا وزن ہونا بھی سمجھ میں آجانا چاہیے۔
علامہ سعدالدین تفتازانی نے دو جواب دیا ہے:

پہلا جواب :

صحیفہ عمال وزن کئے جائیں گے **انہ قدورد فی الحدیث ان کتب الاعمال هی التی توزن فلااشکال** (شرح عقائد،ص ۷۹ رضا اکیڈمی بمبئی)

ترجمہ: متعدد احادیث میں یہ وارد ہے کہ میزان عدل میں وزن صحیفہ اعمال کا ہوگا اور صحیفہ اعمال من قبیل الاجسام ہے اور اجسام کا وزن ہونے میں کوئی اعتراض نہیں ہے۔

دوسرا جواب:

وعلٰی تقدیر تسلیم کون افعال اللہ تعالٰی معللة بالاغراض لعل فی الوزن حکمة لانطلع علیھا وعدم اطلاعنا علی الحکمة لایوجب العبث(شرح العقائد النسفی ،ص ۷۹ رضا اکیڈمی بمبئی)

ترجمہ: سب سے پہلے تو ہم اس بات کو تسلیم نہیں کرتے ہیں کہ افعال الٰہیہ معلل بالاغراض ہوتے ہیں کہ رب تعالٰی کے لئے کار عبث کا حکم لگانا صحیح ہو اور اگر تھوڑی دیر کے لئے مان لیا جائے کہ افعال الٰہی معلل بالاغراض ہوتے ہیں تو ہوسکتا ہے کہ اعمال کی مقدار معلوم ہونے کے باوجود وزن کرنے میں ایسی حکمت پوشیدہ ہو جس سے ہم ناواقف ہیں اور ہماری ناواقفیت فعل کے عبث ہونے کو مستلزم نہیں۔

تیسرا جواب: اشیاء کو وزن کرنے کا مقصد اسکی مقدار کی معرفت ہے اور آپ کو معلوم ہے کہ دنیا کے اندر مختلف قسم کی اشیاء کی مقدار معلوم کرنے کے لیے مختلف قسم کے آلات ہوا کرتے ہیں مثلاً گاڑیوں کی رفتار معلوم کرنے کے لئے میٹر، شمس وقمر کی حرکت معلوم کرنے کے لئے اسطرلاب اور بخار جانچ کرنے کے لئے تھرمامیٹر وغیرہ اسی طرح بروز قیامت اعمال وزن کرنے کے لئے ایک آلہ ہوگا جسکی کیفیت ہمیں معلوم نہیں ہے۔
البتہ اسی آلہ کو ہم میزان عدل کہیں گے۔

یہی باتیں استاذ گرامی عمدۃ المحققین علامہ صدرالورٰی القادری المصباحی مدظلہ العالی

استاذ الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور نے: الیواقیت والجواہر کے حوالہ سے شرح عقائد نسفی کے حاشیہ میں لکھی ہیں:

ان یعرفہ الانسان ان المقصود بوزن الأشیاء انما ھو ظھور مقادیرھا وقد جعل لذالک آلات مختلفة کالمیزان لمعرفة اثقال الاحمال والأسطرلاب لمعرفة مقادیر حرکات الشمس والکواکب فکذالک ھھنا المقصود بوزن الاعمال فی القیامة ھو ظھور مقادیرھا لتقابل بأمثالھا من الجزاء ثوابا کان أو عقابا ونحن نری فی الدنیا آلات وضعت لعرفان مقادیر المعانی فی الاشیاء کذالک لا یبعد أن یجعل اللہ تعالیٰ المیزان القسط لیوم القیامة آلة محسوسة صالحة لوزن الأعمال التی ھی أعراض فیعرف بھا مقادیر الحسنات والسیأت لأصحابھا فیجازون بمقادیرھا من غیر عدوان.(شرح عقائدالنسفی مجلس البرکات ص،۱۱۳)

ترجمہ: اشیا کو وزن کرنے کا مقصد یہ ہے کہ انسان کو اشیاء کی مقدار کی معرفت ہو جائے اور اس کے لیے مختلف قسم کے آلات ایجاد ہوتے ہیں مثلاً بوجھ کی معرفت کے لیے ترازو، سورج اور ستاروں کی حرکات معلوم کرنے کے لیے اسطرلاب، اسی طرح بروز قیامت اعمال وزن کرنے کا مقصد اعمال کی مقدار ظاہر کر کے اس کے برابر ثواب یا عذاب دینا، اور ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا کے اندر مختلف قسم کی اشیاء کی معرفت کے لیے مختلف قسم کے آلات بنائے گئے ہیں۔ اسی طرح اللہ تبارک وتعالیٰ بروز قیامت ایک ایسا آلہ مخصوص پیدا فرمائیگا جس کے اندر اعمال وزن کرنے کی صلاحیت ہوگی اور نیکوکاروں کی نیکیاں اور بدکاروں کی بدکاریاں معلوم ہونگی بغیر کسی کمی وبیشی کے اس کو اسکا بدلہ دیا جائیگا۔ دنیا کے اندر جب ایک آلۂ وزن دوسرے آلۂ وزن سے مختلف ہے تو آخرت کا آلۂ وزن کس قدر مختلف ہوگا؟ اس مقام پر یہ کہہ کر گزر جانا بہتر ہے اللہ ہی جانتا ہے کہ اسکی اصل کیفیت کیا ہے۔

میزان عدل کے دن کی مقدار

بروز قیامت میزان عدل قائم ہوگیا وراس دن کی مقدار کس قدر ہوگی۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ﴾ (المعارج ۴)

ترجمہ: وہ عذاب اس دن ہوگا جس کی مقدار پچاس ہزار برس ہے۔(کنزالایمان)

حافظ نورالدین ہیثمی ایک حدیث نقل کرتے ہیں:

عن ابی سعید الخدری قال: قیل یا رسول الله(یوم کان مقداره خمسین الف سنة)المعارج: ۴ ما أطول هٰذااليوم فقال رسول الله ﷺ والذی نفسی بیده انه لیخفف علی المؤمن حتی یکون اخف علیه من صلاة مکتوبة یصلیها فی الدنیا .(المجمع الزوائد ۱۰/۴۴۳حدیث نمبر ۱۸۳۴۷ دارالکتب العلمیة بیروت لبنان)

ترجمہ: روایت ہے سعید خدری سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس دن کے بارے میں عرض کیا گیا جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے کہ اس دن کی کتنی درازی ہے تو فرمایا اس کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ وہ وقت مؤمنین پر اتنا ہلکا کردیا جائے گا کہ اسے فرض نماز سے بھی زیادہ آسان معلوم ہوگا۔

وعن ابی هریرة، عن النبی ﷺ قال: ﴿يَوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾ (المطففین: ٦)مقدارنصف یوم من خمسین الف سنة ، فیهون ذالک الیوم علی المؤمن کتدلی الشمس للغروب الی ان تغرب.(مجمع الزوائد ۱۰/۴۴۳دارالکتب العلمیة بیروت لبنان)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ﴿يَوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾(المطففین ٦) یعنی جس دن سب لوگ رب العالمین کے حضور کھڑے ہوں گے آدھا دن کی مقدار پچاس ہزار سال کے برابر ہوگی لیکن

وہ دن مؤمن کو اتنا آسان وقت لگے گا جتنا کہ سورج کو غروب ہونے میں وقت لگتا ہے۔

لیکن یہ دن ایک مومن کے لئے جتنا کم محسوس ہوگا کافر کے لیے اتنا ہی بڑا اور سخت ہوگا۔

محدث جلیل حافظ نورالدین ہیثمی ایک حدیث نقل کرتے ہیں:

عن ابی سعید الخدری عن رسول اللہ ﷺ قال: ینصب للکافر یوم القیامة مقدار خمسین الف سنة کما لم یعمل فی الدنیا ،وان الکافر لیری جھنم ویظن انھا مواقعتہ من مسیرۃ اربعین سنة(مجمع الزوائد ۱۰/۱۴۴۱دارالکتب العلمیةبیروت لبنان)

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کافر کے لئے قیامت کا دن پچاس ہزار سال کے برابر ہوگا کیوں کہ اس نے دنیا میں کچھ کیا ہی نہیں اور وہ چالیس سال کی مسافت کی دوری سے جہنم کو دیکھے گا اور یقین کرلے گا کہ وہی اسکا ٹھکانہ ہے۔

میزان عدل کے دن کی کیفیت

بروز قیامت نفسی نفسی کا عالم ہوگا ہر انسان پریشانی وگھبراہٹ کے عالم میں ہوگا اللہ تبارک وتعالیٰ قرآن پاک میں اس دن کی کیفیت اسطرح بیان فرماتا ہے:

سورہ حج میں ہے:

﴿یَومَ تَرَوْنَھَا تَذْھَلُ کُلُّ مُرْضِعَةٍعَمَّا اَرْضَعَتْ وَتَضَعُ کُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَھَا وَتَرَی النَّاسَ سُکٰرٰی وَمَاھُمْ بِسُکٰرٰی وَلٰکِنَّ عَذَابَ اللّٰہِ شَدِیْد﴾(الحج ۲).

ترجمہ: جس روز تم اس (کی ہولنا کیوں) کو دیکھو گے تو غافل ہوجائیگی ہر دودھ پلانے والی (ماں) اس لخت جگر سے جس کو اس نے دودھ پلایا اور گرادے گی ہر حاملہ اپنے حمل کو اور تجھے نظر آئیں گے لوگ جیسے وہ نشہ میں مست ہوں حالانکہ وہ نشہ میں مست نہیں ہوں گے بلکہ عذاب الٰہی بڑا سخت ہوگا۔

مذکورہ آیت کی تفسیر میں حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو تقویٰ کا حکم فرماتا ہے اور آنے والے دہشت ناک امور سے ڈرا رہا ہے خصوصاً قیامت کے زلزلے سے اس سے مراد یا تو وہ زلزلہ ہے جو قیامت کے قائم ہوتے ہوئے اٹھے گا جیسے فرمان ہے۔﴿اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا .الخ﴾۔زمین خوب اچھی طرح جھنجھوڑ دی جائیگی اور فرمایا ﴿وَحُمِلَتِ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ فَدُكَّتَا دَكَّةً وَّاحِدَةً. الخ ﴾۔یعنی زمین اور پہاڑ اٹھا کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیے جائیں گے اور فرمان ہے۔﴿ اِذَا رُجَّتِ الْاَرْضُ رَجًّا .الخ ﴾۔جب کہ زمین بڑے زور سے ہلنے لگے گی اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں گے۔صور کی حدیث میں ہے کہ اللہ تعالی جب آسمان وزمین کی پیدائش کر چکا تو صور کو پیدا کیا اسے حضرت اسرافیل کو دیا وہ اسے منہ میں لئے ہوئے آنکھیں اوپر کو اٹھائے ہوئے عرش کی جانب دیکھ رہے ہیں کہ کب حکم خدا ہو اور وہ صور پھونک دیں۔ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا یا رسول اللہ صور کیا چیز ہے؟ آپ نے فرمایا ایک پھونکنے کی چیز ہے بہت بڑی جس میں تین مرتبہ پھونکا جائے گا پہلا نفخہ گھبراہٹ کا ہوگا دوسرا بیہوش کا تیسرا خدا کے سامنے کھڑا ہونے کا۔حضرت اسرافیل علیہ السلام کو صور پھونکنے کا حکم ہوگا وہ صور پھونکیں گے جس سے کل زمین وآسمان والے گھبرا اٹھیں گے سوائے ان کے جنھیں خدا چاہے بغیر رُکے بغیر سانس لیے بہت دیر تک برابر اُسے پھونکتے رہیں اسی پہلے صور کا ذکر آیت﴿ وَمَا يَنْظُرُ هٰٓؤُلَآءِ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً مَّا لَهَا مِنْ فَوَاقٍ﴾ میں ہے اس سے پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں گے زمین کپکپانے لگے گی جیسے فرمان ہے:﴿يَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ ﴾. الخ جب کہ زمین لرزنے لگے گی اور یکے بعد دیگرے زبردست جھٹکے لگیں گے دل دھڑکنے لگیں گے زمین کی وہ حالت ہو جائے گی جو کشتی کی طوفان میں اور گرداب میں ہوتی ہے یا جیسے کوئی قندیل عرش میں لٹک رہی ہو جسے ہوائیں چاروں طرف جھلا رہی ہوں آہ یہی وقت ہوگا کہ دودھ پلانے والیاں اپنے دودھ پیتے بچوں کو بھول جائینگی اور حاملہ عورتوں کے حمل گر جائیں گے اور بچے بوڑھے ہو جائیں گے شیاطین بھاگنے لگیں گے زمین کے کناروں تک پہنچ جائیں گے لیکن وہاں سے فرشتوں کی مار کھا کر لوٹ آئیں گے لوگ ادھر اُدھر

حیران پریشان بھاگنے دوڑنے لگیں گے ایک دوسرے کو آوازیں دینے لگیں گے اسی لیے اس دن کا نام قرآن نے یوم التناد رکھا، اسی وقت زمین ایک طرف سے دوسری طرف تک پھٹ جائے گی اس وقت کی گھبراہٹ کا اندازہ نہیں ہوسکتا اب آسمان میں انقلابات ظاہر ہوں گے سورج چاند بے نور ہو جائیں گے ستارے جھڑنے لگیں گے اور کھال ادھڑنے لگے گی زندہ لوگ ہی سب کچھ دیکھ رہے ہونگے (تفسیر ابن کثیر پ ۱۷ الحج)

اللہ تبارک وتعالیٰ المعارج میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿یَوْمَ تَکُوْنُ السَّمَآءُ کَالْمُهْلِ وَتَکُوْنُ الْجِبَالُ کَالْعِهْنِ.وَلَا یُسْئَلُ حَمِیْمٌ حَمِیْمًا﴾ (پ ۲۹ المعارج ص ۱۰۲۴)

ترجمہ: جس دن آسمان ہوگا جیسی گلی چاندی اور پہاڑ ایسے ہلکے ہو جائیں گے جیسے اون اور کوئی دوست کسی دوست کی بات نہ پوچھے گا۔ (کنزالایمان)

سورہ مزمل میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿فَکَیْفَ تَتَّقُوْنَ اِنْ کَفَرْتُمْ یَوْماً یَّجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِیْبًا﴾ (پ ۲۹ مزمل ، ص ۱۰۳۴)

ترجمہ: پھر کیسے بچو گے اگر کفر کرو اس دن جو بچوں کو بوڑھا کردے گا۔ (کنزالایمان)

سورہ زلزال میں اسطرح ارشاد فرماتا ہے:

﴿اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا وَ اَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا وَقَالَ الْاِنْسَانُ مَا لَهَا یَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا بِاَنَّ رَبَّکَ اَوْحٰی لَهَا یَوْمَئِذٍ یَّصْدُرُ النَّاسُ اَشْتَاتًا لِّیُرَوْا اَعْمَالَهُمْ فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَیْرًا یَّرَهٗ وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا یَّرَهٗ﴾ (پ ۳۰ الزلزال)

ترجمہ: جب زمین تھرتھرا دی جائے جیسا اسکا تھرتھرانا ٹھہرا ہے اور زمین اپنے بوجھ باہر پھینک دے اور آدمی کہے اسے کیا ہوا اس دن وہ اپنی خبریں بتائے گی اس لئے کہ تمھارے رب نے حکم بھیجا اس دن لوگ اپنے رب کی طرف پھریں گے کئی راہ ہو کر تا کہ اپنا کیا دکھائے جائیں تو جو ایک ذرہ بھر بھلائی کرے اسے دیکھے گا اور جو ایک ذرہ بھر برائی کرے

اسے دیکھے گا۔ (کنزالایمان)

اور گھبراہٹ سے اسقدر پسینہ بہے گا کہ اسکا پسینہ اس کو جھلکے گا علامہ خطیب تبریزی مشکاۃ المصابیح میں ایک حدیث نقل کرتے ہیں:

قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یعرق الناس یوم القیامۃ حتی یذھب عرقھم فی الارض سبعین ذراعا و یلجمھم حتی یبلغ اذانھم(مشکاۃ شریف، ص ۴۸۳ مجلس البرکات)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روز قیامت لوگ پسینہ پسینہ ہو جائیں گے حتٰی کہ ان کا پسینہ زمین میں ستر گز چلا جائیگا اور انکی لگام بن جائے گا حتٰی کہ انکے کانوں تک پہونچ جائے گا (بخاری ومسلم)

ایک دوسری روایت میں ہے:

وعن المقداد قال سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول تدنی الشمس یوم القیٰمۃ من الخلق حتٰی تکون منھم کمقدار میال فیکون الناس علٰی قدراعمالھم فی العرق فمنھم من یکون الٰی کعبیہ ومنھم من یکون الیٰ رکبتیہ ومنھم من یکون الٰی حقویہ ومنھم من یلجمھم العرق الجاما و اشار رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم بیدہ الٰی فیہ (مشکاۃ شریف، ص ۴۸۳ مجلس البرکات)

ترجمہ: حضرت مقداد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علی وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ قیامت کے دن سورج مخلوق سے قریب کر دیا جائے گا حتٰی کے ان سے میل کے مقدار رہ جائے گا تو لوگ اپنے اعمال کے مطابق پسینے میں ہوں گے بعض وہ ہوں گے کہ انکے ٹخنوں تک ہوگا اور بعض کے کمر تک اور ان میں بعض وہ ہوں گے کہ پسینہ ان کی لگام تک جائے گا اور رسول اللہ [نے اپنے ہاتھ مبارک سے اپنے منہ کی طرف اشارہ فرمایا۔

امام حافظ ابو عبداللہ الحاکم المستدرک میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں:

عن عائشۃ رضی اللّٰہ عنھا قالت :ذکرت النار فبکیت فقال رسول

اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم مالک یا عائشة؟قالت ذکرت النار فبکیت فھل تذکرون اھلیکم یوم القیامة فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم.اما فی ثلاث مواطن فلا یذکر احد احدا حتٰی یعلم ایخف میزانہ ام یثقل وعند الکتب حتٰی یقال (هَاؤُمُ اقْرَءُ وْا كِتٰبِيَهْ) الحاقة:الایہ : ۱۹)حتٰی یعلم این یقع کتابہ افی یمینہ ام فی شمالہ او من وراء ظھرہ وعند الصراط اذاوضع بین ظھری جھنم حافتاہ کلالیب کثیرة و حسک کثیرة یحبس اللّٰہ بھامن شاء من خلقہ حتٰی یعلم اینجوام لا؟(المستدرک ۴/۶۴۳ رقم الحدیث ۸۸۰۱)

ترجمہ: حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جہنم کا ذکر کیا گیا تو آپ رونے لگیں تو رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تجھے کیا ہوا ہے؟ تو انہو ں نے عرض کی جہنم کا ذکر کیا گیا تو میں رو پڑی ۔کیا آپ قیامت کے دن اپنے گھر والوں کو یاد کرینگے؟ آپ نے فرمایا ہاں ۔مگر تین مقامات میں کوئی کسی کو یاد نہیں کریگا۔ یہاں تک کہ معلوم ہو جائے کہ اس کا ترازو ہلکا ہے یا بھاری نامۂ اعمال پیش کئے جانے کے وقت جب کہا جائیگا۔﴿هَاؤُمُ اقْرَءُ وْا كِتٰبِيَهْ ﴾ (الحاقة) لو پڑھو میرا نامۂ عمل۔ یہاں تک کہ وہ جان لے اسکا نامہ اعمال کہاں واقع ہوتا ہے اسکے دائیں ہاتھ میں یا پشت کے پیچھے کی جانب سے پلصراط کے پاس جبکہ اسے جہنم میں رکھا جائیگا اسکے دونوں کناروں پر بہت سی مڑے ہوئی کانٹے دار سلاخیں ہونگی ،اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں سے جسے چاہے گا انکے ساتھ روک لے گا۔ یہاں تک کہ وہ جان لے کہ وہ نجات پائیگا یا نہیں۔

اس دن کی کیفیت کا ذکر حجۃ الاسلام امام غزالی نے احیاء العلوم میں اس طرح بیان فرمایا:

تو اے مسکین! جس دن کی یہ عظمت ہے وہ اس قدر بڑا ہے حاکم زبردست اور زمانہ قریب ہے اس دن کے لیے تیاری کر جس دن تو دیکھے گا کہ آسمان پھٹ گئے اس کے خوف سے ستارے جھڑ گئے روشن ستاروں کی چمک ماند پڑ گئی سورج کی روشنی لپیٹ دی گئی پہاڑ چلنے لگے پانی لانے والی اونٹنیاں کھلی پھریں جنگلی جانور جمع ہو گئے سمندر ابلنے لگیں روحیں بدنوں سے جا ملیں جہنم کی

آگ بھڑکائی گئی جنت قریب لائی گئی اور پہاڑ اڑائے گئے اور زمین پھیلائی گئی ۔
اور جس دن تم دیکھو گے کہ زمین میں زلزلہ برپا ہوگا، زمین اپنے بوجھ باہر نکال دے گی اور لوگ گروہوں میں بٹ جائیں گے کہ اپنے اعمال (کا بدلہ) دیکھیں اور جس دن زمین اور پہاڑ اٹھا کر پٹخ دیئے جائیں گے اس دن عظیم واقعہ رونما ہوگا اور آسمان پھٹ جائیں گے حتیٰ کہ ان کی بنیادی کمزور پڑ جائیں گی فرشتے ان کے کناروں پر ہوں گے اور اس دن تمہارے رب کے عرش کو آٹھ فرشتوں نے اٹھایا ہوگا۔ اس دن تم سب کو پیش ہونا پڑیگا اور تم سے کوئی بھی بات پوشیدہ نہ ہوگی جس دن پہاڑ چلیں گے اور تم زمین کو کھلی ہوئی دیکھو گے۔
جس دن زمین کانپے گی اور پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہوکر اڑنے والی گرد بن جائیں گے جس دن انسان بکھرے ہوئے پتنگوں کی طرح ہو جائیں گے اور پہاڑ دھنی ہوئی روئی کے گالوں کی طرح ہو جائیں گے اس دن ہر دودھ پلانے والی دودھ پیتے بچے سے غافل ہو جائے گی اور ہر حمل والی کا حمل گر جائے گا اور تم لوگوں کو نشے کی حالت میں دیکھو گے حالانکہ وہ نشے کی حالت میں نہیں ہوں گے لیکن اللہ تعالی کا عذاب سخت ہوگا۔
جس دن یہ زمین و آسمان دوسری زمین میں بدل جائیں گے اور اللہ تعالی واحد وقہار کے سامنے کھڑے ہوں گے۔ جس دن پہاڑ اڑا کر بکھیر دیئے جائیں گے اور صاف زمین باقی رہ جائے گی اس میں کوئی ٹیڑھا راستہ (موڑ وغیرہ) اور ٹیلے نہیں ہوں گے جس دن تم پہاڑوں کو جمے ہوئے دیکھو گے حالانکہ وہ بادلوں کی طرح چل رہے ہوں گے جس دن آسمان پھٹ کر گلابی لال چمڑے کی طرح ہو جائیں گے اور اس دن کسی انسان اور جن سے اس کے گناہ کے بارے میں پوچھا نہیں جائے گا۔ اس دن گناہ گار کو بولنے سے روک دیا جائے گا اور نہ ہی اس کے جرموں کے بارے پوچھا جائے گا بلکہ پیشانی کے بالوں اور پاؤں سے گرفت ہوگی جس دن ہر شخص اپنے اچھے عمل کو سامنے پائے گا اور برے عمل کو بھی اور وہ چاہے گا کہ اس برے عمل اور اس (شخص) کے درمیان بہت زیادہ فاصلہ ہو۔
جس دن ہر نفس اس چیز کو جان لے گا جو وہ لایا ہوگا اور جو آگے بھیجا یا پیچھے چھوڑا وہ سب حاضر ہوگا۔ جس دن زبانیں گنگ ہوں گی اور باقی اعضاء بولیں گے۔

یہ وہ عظیم دن ہے جسکے ذکر نے نبی اکرم ﷺ کو بوڑھا کر دیا جب حضرت صدیق اکبر ؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ تو بوڑھے ہوگئے ہیں تو آپ نے فرمایا: ﴿شَيَّبَتْنِي هُودٌ وَ اَخَوَاتُهَا﴾ مجھے سورہ ہود اور اس جیسی دوسری سورتوں نے بوڑھا کر دیا۔ (احیاء العلوم ۴/ ۱۱۵۸)

سات دنوں میں سے کس دن میزان عدل قائم ہوگا؟

یہ بات حد تواتر کو پہنچی ہوئی ہے کہ قیامت ۱۰ محرم الحرام بروز جمعہ قائم ہوگا اور جس دن قیامت قائم ہوگی اسی دن میزان عدل قائم ہوگا اس سے معلوم ہوا کہ میزان عدل جمعہ کو قائم ہوگا۔

علامہ جلال الدین سیوطی حضرت ابن عباس کی سند سے بیان کرتے ہیں:

جمعرات وہ دن ہے جس میں اعمال پیش کیے جاتے ہیں اور جمعۃ المبارک وہ دن ہے جس میں اللہ نے مخلوق کو پیدا فرمایا اور اسی دن قیامت قائم ہوگی (درمنثور ج ۲ ص ۴۴۱)

جس دن میزان عدل قائم ہوگا اس دن کے کتنے اسماء؟

اس دن کے مختلف اسماء ہیں، امام غزالی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

”جن امور کا قرآن مجید میں ذکر ہے ان میں سے ایک قیامت ہے اللہ تعالیٰ نے اس کے مصائب کا ذکر کیا اور اس کے بہت سے نام ذکر کیے، تاکہ تم اس کے ناموں کی کثرت سے اس کے معانی کی کثرت پر مطلع ہو جاؤ زیادہ ناموں کا مقصد ناموں اور القاب کو بار بار ذکر کرنا نہیں بلکہ عقل مند لوگوں کے لئے تنبیہ ہے کیوں کہ قیامت کے ہر نام کے تحت ایک راز ہے اور اس کے ہر وصف کے تحت ایک معنی ہے پس تجھے اس کے معانی کی معرفت کی حرص ہونی چاہیے۔ اب ہم ان تمام ناموں کو بیان کرتے ہیں،،:

وہ نام یہ ہیں:

(۱) یوم القیامۃ: قائم ہونے کا دن (۲) یوم الحسرۃ: افسوس کا دن (۳) یوم الندامۃ: پشیمانی کا دن (٤) یوم المحاسبہ: حساب کتاب کا دن (٥) یوم المسئلۃ: پوچھ گچھ کا دن (٦) یوم المسابقہ: آگے بڑھنے کا دن (۷) یوم المناقشہ: جھگڑے

کادن (۸) یوم المنافسه: مقابلے کا دن (۹) یوم الزلزلة: زلزلے کا دن (۱۰) یوم الدمامة: الٹ دینے کا دن (۱۱) یوم الصاعقه: کڑک کا دن (۱۲) یوم الواقعة: واقع ہونے کا دن (۱۳) یوم القارعة: کھٹکھٹانے والی کا دن (۱٤) یوم الراجفة: صدمے یا زلزلے کا دن (۱۵) یوم الرادفة: پیچھے آنے والا دن (۱٦) یوم الغاشية: ڈھانپ نے والی کا دن (۱۷) یوم الداهية: مصیبت کا دن (۱۸) یوم الآزفته: تنگی کا دن (۱۹) یوم الحاقة: آفت ومصیبت کا دن (۲۰) یوم الطامة: بڑے حادثے کا دن (۲۱) یوم الصاخة: چیخنے چلانے کا دن (۲۲) یوم التلاق: ملاقات کا دن (۲۳) یوم الفراق: جدائی کا دن (۲٤) یوم المساق: چلانے کا دن (۲۵) یوم القصاص: بدلے کا دن (۲٦) یوم التناد: جمع ہونے اور پکار کا دن (۲۷) یوم الحساب: حساب کا دن (۲۸) یوم المآب: لوٹنے کا دن (۲۹) یوم العذاب: عذاب کا دن (۳۰) یوم الفرار: بھاگنے کا دن (۳۱) یوم القرار: ٹھہرنے کا دن (۳۲) یوم اللقاء: ملاقات کا دن (۳۳) یوم البقاء: باقی رہنے کا دن (۳٤) یوم القضاء: فیصلے کا دن (۳۵) یوم الجزاء: بدلے کا دن (۳٦) یوم البلاء: آزمائش یا انعام کا دن (۳۷) یوم البکاء: رونے کا دن (۳۸) یوم الحشر: جمع ہونے کا دن (۳۹) یوم الوعید: ڈروالا دن (٤۰) یوم العرض: پیشی کا دن (٤۱) یوم الوزن: نامہ اعمال تولنے کا دن (٤۲) یوم الحق: سچ ظاہر ہونے کا دن (٤۳) یوم الحکم: فیصلے کا دن (٤٤) یوم الفصل: فیصلے کا دن یا جدائی وامتیاز کا دن (٤۵) یوم الجمع: جمع ہونے کا دن (٤٦) یوم البعث: قبروں سے اٹھنے کا دن (٤۷) یوم الفتح: نامہ اعمال کھولنے کا دن (٤۸) یوم الخزی: بعض لوگوں کے لیے ذلت کا دن (٤۹) یوم عظیم: بہت بڑا دن (۵۰) یوم عقیم: سخت دن (۵۱) یوم عسیر: مشکل دن (۵۲) یوم الدین: بدلے کا دن (۵۳) یوم الیقین: یقین کا دن (۵٤) یوم النشور: اٹھنے کا دن (۵۵) یوم المصیر: لوٹنے کا دن (۵٦) یوم النفخة: صور پھونکنے کا دن (۵۷) یوم الصیحة: چیخ وپکار کا دن (۵۸) یوم الرجفة: زلزلے کا دن (۵۹) یوم الرجة: ہلا دینے والا دن (٦۰) یوم الزجرة: جھڑک کا دن (٦۱) یوم السکره: نشے کا دن (٦۲) یوم

الفزع : گھبراہٹ کا دن (٦٣) **یوم المنتھیٰ**: انتہاء کا دن (٦٤) **یوم الجزع**: فریاد کا دن (٦٥) **یوم المأوی** : ٹھکانے کا دن (٦٦) **یوم المیقات**: مقررہ وقت کا دن (٦٧) **یوم المیعاد** : وعدے کا دن (٦٨) **یوم المرصاد** :انتظار کا دن (٦٩) **یوم القلق**: پریشانی کا دن (٧٠) **یوم العرق**: پسینے کا دن (٧١) **یوم الافتقار**:محتاجی کا دن (٧٢) **یوم الانکدار** : تلخی کا دن (٧٣) **یوم الانتشار** : پھیلنے کا دن (٧٤) **یوم الانشقاق**: پھٹنے کا دن (٧٥) **یوم الوقوف**: کھڑے ہونے کا دن (٧٦) **یوم الخروج** : قبروں سے باہر نکلنے کا دن (٧٧) **یوم الخلود** :ہمیشہ باقی رہنے کا دن (٧٨) **یوم التغابن** : گھاٹے اور خسارے کا دن (٧٩) **یوم عبوس**:سخت دن (٨٠) **یوم معلوم** : معلوم دن (٨١) **یوم الساعة** :قیامت کا دن (٨٢) **یوم الموعود**:وعدے کا دن (٨٣) **یوم المشھود**:حاضری کا دن۔(احیاء العلوم ۱۵۹/۴ فاروقیہ بکڈ پو دہلی)

میزان عدل میں سب سے پہلے رکھا جانے والا عمل

حافظ نورالدین ہیثمی نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی:

وعن جابر عن النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم قال اول ما یوضع فی میزان العبد نفقته علی اهله (مجمع الزوائد ۲۳/۴ رقم الحدیث ٧٧٠٦ دار الکتب العلمیه)

ترجمہ:حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا سب سے پہلے جو کچھ میزان میں رکھا جائے گا وہ اسکا اپنے اہل پر خرچہ ہوگا (یعنی وہ مال جو اس نے اپنے اہل وعیال پر خرچ کیا سب سے پہلے اسے ہی میزان میں وزن کے لئے رکھا جائے گا۔

اس حدیث کو امام زکی الدین منذری نے الترغیب والترھیب (۶۵۳) میں اور امام طبرانی المعجم الاوسط ۲۵۶/۲ رقم الحدیث ۶۱۳۵ میں انہیں الفاظ کیساتھ بیان کیا ہے

میزان عدل میں سب سے بھاری عمل

امام جلال الدین سیوطی ابودرداء سے روایت کرتے ہیں:

عن ابی الد رداء قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم مامن شئی یوضع فی المیزان یوم القیامة اثقل من خلق حسن(الدرالمنثور(۳/۱۴۱ مکتبةالرحاب قاھرۃ/جامع المسانید ۱۳/۲۰۲۰رقم ۱۱۲۲۶)

ترجمہ: حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن میزان میں جو چیزیں رکھی جائیں گی حسن خلق سے بڑھ کر بھاری کوئی شئی نہیں ہوگی۔

اورامام ترمذی نے ابودردا سے اس طرح روایت کی:

عن ابی الدرداء ان النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم قال ما شئی اثقل فی میزان المؤمن یوم القیامة من خلق حسن فان اللّٰہ تعالی لیبغض الفاحش البذئ (الجامع الترمذی کتاب البروالصله رقم الحدیث ۲۰۰۲ دارالفکربیروت لبنان)

امام ابوحاتم محمد بن حبان خراسانی نے اس طرح روایت کی:

عن ابی الدرداء عن النبی صلی اللّٰہ علیه و سلم قال ان الثقل ما وضع فی میزان المؤمن یوم القیامة خلق حسن وان اللّٰہ یبغض الفاحش البذئ(صحیح ابن حبان میزان عدل رقم الحدیث ۵۶۹۳/۱۵۲۱ دارالمعرفةبیروت لبنان)

میزان عدل میں سب سے بعد میں رکھا جانے والا عمل

مؤمن کے پاس جب ایک بھی نیکی نہیں ہوگی یا نیکی ہوگی لیکن کارآمد نہیں ہوگی تو اس وقت فرشتے بدبختی کی صدائیں لگائیں گے لیکن ہم اس کے استقبال کے منتظر ہوں گے ایسے

بھیانک پرخطر ماحول میں ایک کاغذ کا ٹکڑا لایا جائے گا جسمیں وہ کلمہ لکھا ہوگا جسکی وجہ سے بندہ کا نام اہل ایمان کی فہرست میں لکھا جائے گا اور اخیر میں وہی ٹکڑا اسکی کامیابی کا سبب بنے گا۔

تفسیر درمنثور میں ہے:

عن عبداللّٰه بن عمرو قال: قال رسول اللّٰه ﷺ توضع الموازين يوم القيامة فيؤتى بالرجل فيوضع فی کفه ويوضع ما أحصى عليه فتمايل به الميزان فيبعث به الىٰ النار فاذا أدبر به صائح يصيح من عند الرحمن: لا تعجلوا لا تعجلوا فانه قد بقی له. فيؤتى ببطاقة فيها: لا اله الاالله فتوضع مع الرجل فی کفة حتىٰ تميل به الميزان. (تفسير در منثور)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ [نے فرمایا کہ قیامت کے دن میزان رکھا جائے گا اور ایک آدمی کو لایا جائے گا اسے ایک پلڑے میں رکھا جائے گا اور دوسرے پلڑے میں اس کے جمع کردہ گناہوں کو رکھ دیا جائے گا تو اس کی طرف سے ترازو جھک جائے گا اور اسے جہنم کی طرف بھیج دیا جائے گا جب وہ پیٹھ پھیریگا تو رب رحمٰن کی جانب سے چیخ لگانے والا چیخ کر کہے گا تم جلدی نہ کرو تم جلدی نہ کرو کیونکہ ابھی اس کا عمل باقی ہے چنانچہ کاغذ کا پرزہ لایا جائے گا اور اس میں لا الٰہ الا اللہ کلمہ شریف لکھا ہوگا تو اس آدمی کے ساتھ ایک پلڑے میں رکھ دیا جائے گا یہاں تک کہ میزان اس جانب سے جھک جائیگا۔

فضیلت درود

ایک روایت میں ہے کہ جنکی اچھائی اور برائی برابر ہوں گی تو درود پاک کی فضیلت سے نیکی کا پلڑا بھاری ہوگا۔

علامہ جلال الدین سیوطی تفسیر درمنثور میں فرماتے ہیں:

واخرج ابن ابی الدنيا والنميری فی کتاب الاعلام عن عبد الله بن عمرو قال: ان لآدم من الله عزوجل موقفا فی فسح من العرش عليه ثوبان اخضر ان کانه سحوق ينظر الىٰ من يطلق به من ولده الىٰ الجنة وينظر الىٰ

من يطلق به من ولده الىٰ النار فبينا آدم علىٰ ذالك اذا نظر الىٰ رجل من امة محمد ﷺ ينطلق به الىٰ النار فينادى آدم يا احمد يا احمد فيقول لبيك يا ابا البشر فيقول هذا رجل من امتك ينطلق به الى النارفاشد المئزر واسرع فى اثرالملائكةواقول يا رسل ربى قفوا فيقولون نحن الغلاظ الشدادالذين لا نعصى الله ما امرنا ونفعل ما نؤمر فاذا ايس النبى ﷺ قبض على لحية بيده اليسرى واستقبل العرش بوجهه فيقول يا رب قد وعدتنى ان لا تخزينى فى امتى ؟ فياتى النداء من عند العرش اطيعوا محمدا وردوا هذا العبد الى المقام فاخرج من حجزتى بطاقة بيضاء كالأنملة فالقيهافى كفة الميزان اليمينى وانا اقول بسم الله فترجح الحسنات على السيئات فينادى سعد وسعد جده وثقلت موازينه انطلقوا به الى الجنة فيقول يا رسل ربى قفوا حتىٰ اسال هذا العبدالكريم علىٰ ربه فيقول بابى انت وامى ما احسن وجهك واحسن خلقك من انت ؟ فقد اقلتنى عثرتى فيقول انا نبيك محمد ﷺ وهذه صلاتك التى كنت تصلى على وافتك احوج ما تكن اليها. (درالمنثور، ج ۳ص ۱۴۰)

ترجمہ: امام ابوالدنیا اور نمیری رحمہما اللہ نے کتاب الاعلام میں بیان کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: کہ حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کے اذن سے عرش الٰہی کے قریب ایک وسیع وعریض جگہ میں ٹھہرایا جائے گا آپ پر دو سبز رنگ کے کپڑے ہوں گے اور آپ بہت لمبے ہوں گے، اپنی اولاد میں سے جنت کی طرف جانے والوں کو دیکھ رہے ہوں گے اور اسے بھی دیکھ رہے ہوں گے جو جہنم کی طرف جا رہا ہوگا۔ اسی درمیان حضرت آدم علیہ السلام کی نظر حضور نبی کریم ﷺ کی امت کے ایک ایسے آدمی پر پڑے گی جسے جہنم کی طرف لے جایا جا رہا ہوگا تو حضرت آدم علیہ السلام آواز دیں گے یا احمد یا احمد ﷺ تو حضور ﷺ جواب دیں گے اے ابوالبشر میں حاضر ہوں تو پھر آدم کہیں گے کہ یہ تمھاری امت کا آدمی ہے اسے جہنم کی طرف لے جایا جا رہا ہے پس میں اپنی چادر کو مضبوط کرتے ہوئے تیزی سے ملائکہ کے پیچھے چلوں گا اور یہ کہوں گا اے میرے رب کے

قاصد ٹھہر جاؤ تو وہ فرشتے جواب دیں گے ہم وہ غضب ناک اور مضبوط ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی ہم نافرمانی نہیں کرتے اور ہم وہی کچھ کرتے ہیں جس کا ہمیں حکم دیا جاتا ہے ۔جب حضور نبی کریم ﷺ ناامید ہو جائیں گے تو اپنی ریش مبارک کو اپنے بائیں ہاتھ سے پکڑ کر عرش الٰہی کی طرف متوجہ ہوں گے اور عرض کریں گے ۔**یارب قد وعدتنی ان لا تخزینی فی امتی** ،(اے میرے پروردگار تو نے مجھ سے وعدہ فرمایا تھا کہ تو مجھے میری امت کے بارے میں غمزدہ نہیں کرے گا ؟) تو پھر عرش الٰہی کی جانب سے آواز آئے گی ؛محمد ﷺ کی اطاعت کرو اور اس آدمی کو اپنے مقام کی طرف واپس لوٹا دو ۔میں اپنے کمر بند کی جگہ سے پوروں کی مثل ایک سفید کاغذ کا ٹکڑہ نکالوں گا اور اسے ترازو کے دائیں پلڑے میں ڈال دوں گا اور یہ کہوں گا بِسۡمِ اللّٰہِ (اللہ تعالیٰ کے نام سے) تو اس کی تمام نیکیاں بدیوں پر غالب ہو جائیں گی ۔چنانچہ یہ آواز لگائی جائے گی یہ اور اس کا دادا نیک بخت و خوش بخت ہے اور اس کا ترازو بھاری ہو گیا ۔تم اسے جنت کی طرف لے چلو ۔تو پھر وہ عرض کرے گا: اے میرے رب کے قاصدو! ٹھہر جاؤ یہاں تک کہ میں اس عبد کریم کے بارے میں اپنے رب سے التجا کروں کہ یہ کون ہیں؟ ۔تو پھر وہ کہے گا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ کا چہرہ کتنا حسین اور آپ کا اخلاق کتنا عظیم ہے؟ آپ کون ہیں؟ آپ نے میرے گناہوں کو میرے لیے کم کر دیا تو نبی کریم ﷺ فرمائیں گے میں تیرا نبی محمد ﷺ ہوں ۔اور یہ تیرا وہ درود پاک ہے جو تو مجھ پر دنیا میں پڑھا کرتا تھا اور میں تجھے اس کا بدلہ دے رہا ہوں جس کی تجھے آج ضرورت ہے ۔

امام حافظ محمد بن احمد قرطبی نے اس حدیث کو معمولی فرق کے ساتھ روایت کیا ہے:

وفی الخبر اذا خفت حسنات المؤمن اخرج رسول الله ﷺ بطاقة كالانملة فيلقيها فی كفةالميزان اليمنی التی فيها حسناته فترجع الحسات فيقول ذالک العبد المؤمن للنبیﷺ بابی انت وامی ما احسن وجهک! وما احسن خلقک!فمن انت؟فيقول(انا نبيک محمد ﷺ،وهٰذه صلاتک علی التی كنت تصلی لی قد وفيتک اياها احوج ما

تکون الیھا)　(التذکرۃ ص۳۸۷)

ترجمہ: حدیث میں ہے کہ جب مؤمن کی نیکیاں کم پڑ جائیں گی تو رسول ﷺ پوروں کی مثل کاغذ کا ایک ٹکڑا نکالیں گے اور ترازو کے دائیں پلڑے جس میں نیکیاں ہوں گی اس میں ڈالیں گے تو اسکی وجہ سے نیکیاں بدیوں کے مقابلہ زیادہ ہو جائیں گی ،تو بندہ مؤمن رسول [سے عرض کرے گا میرے ماں باپ آپ پر قربان ،آپ کا چہرہ کتنا حسین ہے، آپ کا اخلاق کتنا عظیم ہے عرض کریگا آپ کون ہیں؟ حضور [فرمائیں گے میں تیرا نبی ہوں اور یہ تیرا درود پاک ہے جو تو مجھ پر پڑھا کرتا تھا اور میں نے اس کا صلہ تم کو آج دے دیا جسکی تم کو آج ضرورت ہے۔

ایک شبہہ اور ازالہ

اس مقام پر علامہ ابوالفضل قرشی صدیقی کازروی نے بیضاوی کے حاشیہ میں ایک معقول شبہ کا اظہار کر کے عمدہ جواب تحریر فرمایا ہے:

شبـــہ: حدیث بطاقہ سے معلوم ہوا کہ جب انسان کا کوئی عمل اسکی کامیابی کا ضامن نہیں بنے گا تو ایسے وقت کلمۂ شہادت کا پرچہ میزان عدل میں رکھا جائیگا اور اس کی وجہ سے میزان عدل کا پلڑا بھاری ہوگا وہ جنت میں داخل ہوگا۔تو اس سے لازم آئیگا کہ ایک بھی مؤمن جہنم میں نہ جائے گا جبکہ یہ نصوص قطعیہ کے خلاف ہے۔

ازالـــہ شبـہ: کامیابی سے مراد یہ ہے کہ کلمۂ شہادت کی وجہ سے ہمیشہ ہمیش جہنم میں نہیں رہیگا بلکہ اپنے اعمال کے اعتبار سے اخیر میں اس کلمۂ شہادت کی وجہ سے جنت میں داخل ہوگا۔وہ لکھتے ہیں:

فان قلت ما فی الحدیث وھوا نہ طاشت السجلات وتغلب البطاقۃ یدل علٰی فلاح کل مؤمن ،فلزم ان لا یعذب احد منھم اصلا و ھو خلاف النصوص قلنا یمکن ان یکون المراد من الفلاح عدم خلود العذاب.(تفسیر البیضاوی حاشیہ کازرونی،۳/ ۶ دارالفکر بیروت

لبنان)

سب سے پہلے کس عمل کا حساب ہوگا؟

متعدد احادیث میں اس بات کی صراحت موجود ہے کہ بروز قیامت سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا۔ چنانچہ امام ابو یعلی حضرت حسن سے روایت کرتے ہیں:

عن الحسن قال لقی أبوهريرة رجلا بالمدينة فقال له كأنك لست من أهل هذا البلد ؟ قال: أجل: قال ألا أحدثك بحديث سمعته من رسول الله ﷺ عسىٰ الله أن ينفعك به؟قال بلىٰ قال:فانی سمعت رسول الله ﷺ يقول :أول ما يحاسب به ابن آدم صلاته (مسند ابو يعلى رقم ٦٢١٨)

ترجمہ: حضرت حسن "فرماتے ہیں کہ مدینہ شریف میں حضرت ابو ہریرہ " کی ملاقات ایک شخص سے ہوئی۔آپ نے ان سے فرمایا: شاید تم یہاں کے باشندے نہیں ہو ؟اس نے جواب دیاہاں ! حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا: کیا میں تم کو ایک ایسی حدیث سنادوں جس کو میں نے خود حضور [سے فرماتے ہوئے سنا ہے۔اللہ تبارک وتعالی اس کی وجہ سے نفع عطا کرے گا۔اس نے کہا کیوں نہیں ضرور سنایئے تو فرمایا: میں نے رسول اکرم [سے یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ بروز قیامت سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا۔

امام ابوبکر بن ابی شیبہ حضرت ابو ہریرہ سے روایت کرتے ہیں:

عن أبی هريرةأن النبی صلی الله تعالی عليه وسلم قال اول ما يحاسب به العبد يوم القيامة يحاسب بصلاته (المصنف لابن ابی شيبه،۲۷۵/۷ رقم ۳۶۰۳۷)

ترجمہ :حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے پہلے قیامت کے دن بندوں سے ان کی نماز کے بارے حساب ہوگا:

جمع الجوامع میں ہے :

ما یقضی بین الناس فی الدماء(جمع الجوامع ۳/ ۲۶۹ رقم ۸۷۶۱)

ترجمہ: نبی کریم [نے فرمایا کہ سب سے پہلے قیامت کے دن بندوں سے ان کی نماز کے بارے میں حساب ہوگا اور فیصلہ بروز قیامت سب سے پہلے ناحق خون کا ہوگا۔

سب سے پہلے کس شخص کے اعمال کا فیصلہ ہوگا؟

حدیث شریف میں ہے کہ بروز قیامت سب سے پہلے ناحق خون کا فیصلہ ہوگا۔
امام بخاری صحیح بخاری شریف میں روایت کرتے ہیں:

عن عبداللہ بن مسعود قال قال النبی ﷺ أول ما یقضی بین الناس فی الدماء(بخاری شریف رقم ۶۸۶۴ / مصنف عبد الرزاق ۱۰/ ۶۸ رقم ۴۴۷۸ العلمیہ بیروت)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بروز قیامت سب سے پہلے ناحق خون کا فیصلہ ہوگا۔

یعنی اس شخص کا فیصلہ ہوگا جس کا ناحق خون کیا گیا۔ اور اسکی صراحت درج ذیل حدیث سے بھی ملتی ہے۔ چنانچہ امام مسلم صحیح مسلم شریف میں روایت کرتے ہیں:

عن سلیمان ابن یسار قال تفرق الناس عن ابی ھریرۃ فقال لہ ناتل اھل الشام ایھا الشیخ حدثنا حدیثاً سمعتہ من رسول اللہ صلی الللہ علیہ وسلم قال نعم سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان اول الناس یقضیٰ یوم القیامۃ علیہ رجل استشھد فاتی بہ فعرفہ نعمہ فعرفھا قال فما عملت فیھا قال قاتلت فیک حتیٰ استشھدت قال کذبت ولکنک تعلمت العلم لیقال عالم وقرأت القراٰن لیقال ھو قارئ فقد قیل ثم امر بہ فسحب علیٰ وجھہ حتیٰ القی فی النار ورجل وسع اللہ علیہ واعطاہ من اصناف المال کلہ فاتی بہ فعرفہ نعمہ فعرفھا قال فما عملت

فیھا قال ما ترکت من سبیل تحب ان ینفق فیھا الا نفقت فیھا لک قال کذبت ولکنک فعلت لیقال ھو جواد فقد قیل ثم امر بہ فسحب علیٰ وجھہ ثم القی فی النار (صحیح مسلم، ۲/۱۴۰)

ترجمہ: سلیمان بن یسار سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ جب لوگ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس سے جدا ہوئے تو شام کا ناتل نامی ایک شخص نے عرض کیا اے شیخ آپ مجھے وہ حدیث سنائیے جو آپ نے خود رسول اللہ ﷺ سے سنی ہو آپ نے فرمایا ہاں میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ بروز قیامت سب سے پہلے شہید کو پیش کیا جائیگا اور اسی کے متعلق فیصلہ کیا جائے گا اسکولایا جائے گا اور اسے اسکی نعمتیں دکھائی جائیں گی جب وہ ان نعمتوں کو پہچان لے گا تو اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا تو نے ان نعمتوں سے کیا کام لیا وہ کہے گا میں نے تیری راہ میں جہاد کیا یہاں تک کہ شہید ہو گیا اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو جھوٹ بولتا ہے بلکہ تو نے اس لئے جہاد کیا تھا تا کہ لوگ تجھے بہادر کہیں اور تجھے بہادر کہا بھی گیا پھر اس کو منہ کے بل جہنم میں ڈالنے کا حکم دیا جائے گا اور پھر ایک شخص اس نے علم حاصل کیا اور لوگوں کو تعلیم دی اور قرآن کریم پڑھا اس کو لایا جائے گا اور اس کو اسکی نعمتیں دکھائی جائیں گی جب وہ ان نعمتوں کو پہچان لے گا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو نے ان نعمتوں سے کیا کام لیا وہ کہے گا میں نے علم حاصل کیا اور اس علم کی تعلیم بھی دی اور تیرے لئے قرآن مجید پڑھا اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو جھوٹ بولتا ہے تو نے اس لئے علم حاصل کیا تھا تا کہ تجھے لوگ عالم کہیں اور قرآن کریم باقاعدہ پڑھتا ہے کہ لوگ تجھے قاری کہیں اور قاری کہا بھی گیا پھر اس کو منہ کے بل جہنم میں ڈال نے کا حکم دیا جائے گا یہان تک کہ اس کو جہنم میں ڈال دیا جائے گا اور ایک شخص پر اللہ تعالیٰ نے وسعت کی یعنی ہر قسم کا مال عطا کیا اس کو قیامت کے دن لایا جائے گا اور وہ نعمتیں دکھائی جائیں گی، جب وہ ان نعمتوں کو پہچان لے گا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو نے ان نعمتوں سے کیا کام لیا وہ کہے گا میں نے اسی راستہ میں خرچ کیا جس راستہ میں مال خرچ کرنا تجھکو پسند ہے اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو جھوٹ بولتا ہے تو نے یہ کام اس لئے کیا تھا تا کہ لوگ تجھے سخی کہیں اور تجھے سخی کہا بھی گیا پھر اس کو منہ کے بل جہنم میں ڈال نے کا حکم دیا جائے گا۔

اعمال وزن ہونے کے بعد سب سے پہلے ثواب کس کو ملے گا؟

امام قرطبی ''کشف علوم الآخرۃ،، کے حوالہ سے تحریر فرماتے ہیں کہ: اللہ تبارک وتعالیٰ سب سے پہلے ناحق خون کا فیصلہ فرمائیگا اور عمل حسن کا صلہ سب سے پہلے اندھے کو عطا فرمائیگا۔

چنانچہ وہ تحریر فرماتے ہیں:

وقال أبو حامد فی (کشف علوم الآخرة) وفی الحدیث الصحیح أن أول ما یقضی الله فیه الدماء واول من یعطی الله أجور هم الذین ذهبت أبصارهم ینادی یوم القیامة بالمکفوفین فیقال لهم: انتم احری ای احق من ینظر الینا (التذکرة، ص ۳۶۹)

ترجمہ: امام ابوحامد ''کشف علوم الآخرۃ،، میں فرماتے ہیں اور حدیث صحیح میں بھی ہے کہ سب سے پہلے ناحق خون کا فیصلہ ہوگا، اور اللہ تبارک وتعالیٰ سب سے پہلے نابینا کو عمل کا صلہ عطا کریگا، بروز قیامت انہیں پکارا جائیگا تو ان سے کہا جائیگا کہ تم لوگ ان سے زیادہ حقدار جو مجھے دیکھ رہے ہیں۔

کیا حیوانوں کا حساب ہوگا؟

حیوانات کے حشر ونشر اور حساب وکتاب کے سلسلہ میں ائمۂ محدثین کا اختلاف ہے۔ بعض حضرات جانوروں کے حشر ونشر کے قائل ہیں اور بعض قائل نہیں۔ جو حضرات حشر ونشر کے قائل ہیں وہ قرآن الکریم کی اس آیت کریمہ سے استدلال کرتے ہیں:

﴿وَاِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ﴾ (التکویر).

ترجمہ؛ اور جب وحشی جانور جمع کئے جائیں (کنز الایمان)۔

اور جو حضرات قائل نہیں ہیں وہ آیت کریمہ میں ''حشرت'' سے مراد موت لیتے ہیں۔ جبکہ اس آیت کی تفسیر میں ابو محمد الحسین فرماتے ہیں: ''**جمعت بعد البعث لیقتص لبعضها من بعض**،، یعنی تمام جانوروں کو جمع کیا جائے گا تا کہ بعض کا بدلہ بعض سے لیا جائے۔

مذکورہ تفسیر کی تائید درج ذیل حدیث سے بھی ہوتی ہے جسکو امام مسلم نے صحیح مسلم میں روایت کیا ہے:

عن ابی هریرة،ان رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم قال لتؤدن الحقوق الی اهلهایوم القیامة حتیٰ تقاد الشاة الجلحاء من الشاة القرناء)(ترمذی شریف،۲/۱۸۶/مسلم شریف ج۲/باب تحریم الظلم)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت میں تم سے حقداروں کے حقوق وصول کئے جائیں گے، حتیٰ کہ بے سینگ والی بکری کا سینگ والی بکری سے بدلہ لیا جائے گا۔

اس حدیث کے تحت امام نووی فرماتے ہیں:

هذا تصریح بحشر البهائم.یوم القیامة واعادةها فی القیامة کما یعاد اهل التکلیف من الآدمیین وکما یعادالاطفال والمجانین ومن لم تبلغه دعوة وعلیٰ هذا تظاهرت دلائل القراٰن والسنةقال الله تعالیٰ واذا الوحوش حشرت واذا ورد لفظ الشرع ولم یمنع من اجرائه علی ظاهره عقل ولاشرع وجب علی حمله علی ظاهره قال العلماء:ولیس من شرط الحشر والاعادة فی القیمة المجازاةوالعقاب والثواب واما القصاص من القرناء للجلحاء فلیس هو من قصاص التکلیف اذالاتکلیف علیها بل هو قصاص مقابلة(النووی مع المسلم ج۲،ص ۳۲۰)

یہاں اس بات کی صراحت ہے کہ قیامت کے دن جانوروں کو جمع کیا جائے گا، اور جس طرح مکلّف انسانوں، بچوں اور پاگلوں کو دوبارہ زندہ کیا جائے گا اسی طرح جانوروں کو بھی دوبارہ زندہ کیا جائے گا اوران لوگوں کو بھی جنہیں دعوت اسلام نہیں پہنچی ہے۔ قرآن کریم اوراحادیث سے اس نظریہ پر دلائل قائم ہیں، اللہ تعالیٰ کا ادشاد ہے:

﴿وَاِذَالْوُحُوْشُ حُشِرَتْ﴾(التکویر ۵). ترجمہ: اورجب وحشی جانور جمع کئے جائیں۔(کنزالایمان) اورشریعت میں جب کوئی لفظ وارد ہو، اور شرعی یا عقلی کوئی مانع نہ ہو تو وارد شدہ الفاظ کو انکے ظاہری معنیٰ پر محمول کرنا واجب ہے، علماء فرماتے ہیں کہ قیامت

کے دن حشر اور دوبارہ زندہ کرنے کی یہ شرط نہیں ہے کہ ان کو جزا یا سزا دی جائے اور سینگ والی بکری سے جو بے سینگ بکری کا بدلہ دیا جائیگا وہ ایسا بدلہ نہیں ہے جو مکلفین سے لیا جاتا ہے کیونکہ وہ مکلّف نہیں ہیں بلکہ وہ صرف صورۃً بدلہ ہے۔

جو حضرات حشر کے قائل نہیں ہیں وہ فرماتے ہیں کہ ﴿وَاِذَا الۡوُحُوۡشُ حُشِرَتۡ﴾ میں حُشِرَتۡ سے مراد موت ہے۔

چنانچہ ابوجعفر محمد بن جریر طبری فرماتے ہیں:

حشر البهائم موتها وحشر كل شئ الموت غير الجن والانس فانهما يوقفان يوم القيامة (الطبری، ۱۲/۴۵۹)

یعنی جانوروں کا حشر اسکا مرنا ہے۔ اور ہر چیز کے حشر سے مراد اسکی موت ہے سوائے جن وانس کے کیونکہ وہ دونوں بروز قیامت کھڑے ہوں گے۔

لیکن دونوں قول کو اس طرح جمع کیا جاسکتا ہے کہ حساب وکتاب اور عدل کے بعد جانوروں کو مٹی میں ملا دیا جائے گا جیسا کہ اس آیت کے تحت صدرالافاضل علامہ سید نعیم الدین مرادآبادی فرماتے ہیں۔

روز قیامت بعث کہ ایک دوسرے سے بدلہ لیں پھر خاک کردیئے جائیں، پھر وہ خاک ہوجائیں (خزائن العرفان)

بروز قیامت جب بے سینگ والی بکریوں کا سینگ والی بکریوں سے بدلہ دیا جائے گا اسکے بعد جانوروں سے کہا جائے گا کے مٹی ہوجاؤ۔ تو اس وقت کافر یہ کہے گا (یَا لَیۡتَنِیۡ کُنۡتُ تُرَابًا) اے کاش میں مٹی ہوجاتا! س سے بھی یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اعمال کے حساب وکتاب اور صلہ کے بعد جانوروں کو مٹی میں ملا دیا جائیگا، اور اس کی تائید حضرت عبد اللہ ابن عباس اور حضرت قتادہ رضی اللہ عنہما کی درج ذیل روایت سے ہوتی ہے۔

فقال ابن عباس وعن قتادة وجماعة: يحشر كل شئ حتى الذباب. وعنه: تحشر الوحوش حتى يقتص من بعضها البعض ثم يقتص للجماء من القرناء ثم يقال لها موتى فتموت. وقيل: اذأ قضى بينها ردت تراباً،

(البحر المحیط، ج۸، ص ٤٢٤)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر ائمۂ کرام سے مروی ہے کہ ہر چیز کا حشر ہوگا یہاں تک کہ مکھی کا بھی حشر ہوگا۔ تمام جانور جمع کئے جائیں گے، بعض کا بعض سے بدلہ لیا جائے گا، بے سینگ والے کا سینگ والے سے پھر ان سے کہا جائے گا مر جاؤ تو وہ مر جائیں گے اور ایک قول یہ ہے کہ اسے مٹّی بنادیا جائے گا۔

ان تمام تفصیلات کا خلاصہ یہی ہوا کہ بروز قیامت جانوروں کے اعمال کا حساب ، وزن، وصلہ ہوگا۔ اور صلہ کے بعد جانوروں کو مٹی بنادیا جائے گا۔

میزان عدل کے خطرات

قیامت کا دن انتہائی پریشانی، قیامت خیز، ہیبت ناک، دردناک، شدت آمیز دن ہوگا ہر شخص کو اپنے کرتوت کا صلہ ملے گا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿اَلْیَوْمَ تُجْزٰی کُلُّ نَفْسٍ بِمَا کَسَبَتْ لَاظُلْمَ الْیَوْمَ﴾ (المؤمن ۱۷)

ترجمہ: آج ہر جان اپنے کئے کا بدلہ پائیگی آج کسی پر زیادتی نہیں۔ (کنز الایمان)

زندگی بھر کے اعمال کا محاسبہ ہوگا۔ یہاں تک کہ ایک نوکر کے ساتھ جو سلوک اختیار ہوگا اسکا بھی حساب و کتاب، وزن وصلہ ہوگا اور سلوک کے اعتبار سے مالک سزا و جزا کے مستحق ہوں گے۔

امام ابوعیسی محمد بن عیسی ترمذی جامع ترمذی میں روایت کرتے ہیں:

عن عائشة ان رجلا قعد بین یدی رسول الله ﷺ فقال: یا رسول الله ﷺ ان لی مملوکین یکذبوننی ویخوننی ویعصوننی، واشتمهم واضربهم فکیف انا منهم؟ قال: (یحسب ما خانوک وعصوک وکذبوک وعقابک ایاهم، فان کان عقابک ایاهم بقدر ذنوبهم کان کفافا، لا لک ولا علیک، وان کان عقابک ایاهم دون ذنوبهم کان فضلا لک، وان کان عقابک ایاهم فوق ذنوبهم اقتص لهم منک

الفضل) قال: فتنحی الرجل فجعل یبکی ویهتف، فقال: رسول الله ﷺ: اما تقرأ کتاب الله﴿وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا﴾الآية، فقال الرجل: والله یا رسول الله ﷺ! ما اجد لی ولهم شیئا خیرا من مفارقتهم، اشهدک انهم احرار کلهم(ترمذی شریف ج۲،ص،۴۰۲،حدیث ۳۱۶۵)

ترجمہ: امام ترمذی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوااور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میرے غلام ہیں جو مجھ سے جھوٹ بولتے ہیں، میری خیانت اور میری نافرمانی کرتے ہیں، جسکی وجہ سے میں انہیں مارتا ہوں اور گالیاں بھی دیتا ہوں تو میں ان سے کیسا ہوں؟ رسول اللہ [نے فرمایا: انکی خیانت، نافرمانی، کذب بیانی اور تیری سزا کا حساب لگایا جائے گا اگر تیری سزا ان کے جرموں سے کم ہوگی تو تجھے ثواب ملیگا، اوراگر تیری سزا ان کے جرموں کے برابر ہوگی تو نہ تجھے ثواب ملے گا اور نہ سزا ملے گی۔ اگر تیری سزا ان کے جرموں سے زیادہ ہوگی تو زیادتی کا تجھ سے بدلہ لیا جائے گا۔ وہ شخص بلند آواز سے رونے لگا رسول اللہ [نے فرمایا: کیا تو نے للہ تعالیٰ کی کتاب نہیں پڑھی ﴿وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ الخ﴾۔ اس شخص نے عرض کی یارسول اللہ! میں اپنے لیے اوران کے لیے آزاد کرنے سے کوئی چیز بہتر نہیں پاتا، میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ وہ آزاد ہیں۔

امام ابوعبداللہ محمد علی معروف حکیم ترمذی نوادرالاصول میں روایت کرتے ہیں :

پہلی حدیث : حدثنا زیدبن اسلم قال:قال رجل:یارسول الله ﷺماتقول فی ضرب الممالیک؟قال:ان کان ذٰلک فی کنهه والا اقیدمنکم یوم القیامة،قیل:یارسول الله ﷺماتقول فی سبهم:قال:مثل ذٰلک،قالوا:یارسول الله فانانعاقب اولادناونسبهم؟قال:انهم لیسوامثل اولادکم انکم لاتتهمون علی اولادکم. (نوادر الاصول، ۱/۶۴ الاصل الحادی عشر)

ترجمہ: امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ایک شخص نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ آپ غلاموں کو سزا دینے کے بارے میں کیا کہتے ہیں ؟ فرمایا اگر سزا کی کوئی وجہ ہوگی تو فبہا ورنہ تم سے قیامت کے روز بدلہ لیا جائے گا۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ ﷺ انہیں برا بھلا کہنے کے متعلق کیا فرماتے ہیں۔ فرمایا اسی طرح اسکا بھی حکم ہے عرض کی گئی یارسول اللہ ﷺ ہم اپنی اولاد کو سزا دیتے ہیں اور انہیں برا بھلا کہتے ہیں اسکا کیا ہوگا؟ فرمایا غلام تمہاری اولاد کے مثل نہیں ہیں تم اپنی اولاد کے بارے متہم نہیں کیئے جاؤ گے۔

دوسری حدیث: عن عبدالله بن رفاعةبن رافع الزرقی عن أبیه قال : قال رجل یا رسول الله کیف تری ،فی رقیقنا أقوام مسلمون یصلون صلاتنا ویصومون صیامنا نضربهم ؟فقال رسول الله ﷺ :یوزن ذنبهم وعقوبتكم اياهم فان كانت عقوبتكم أكثر من ذنوبهم أخذوا منكم ، قال أفرأيت سبنا اياهم ؟ قال یوزن ذنبهم وأذاكم اياهم فان كان أذاكم أكثر أخذوا منكم ،قال الرجل :ما أسمع عدوا أقرب الى منهم فتلا رسول الله ﷺ: ﴿وَجَعَلْنَا بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ فِتْنَةً أَتَصْبِرُونَ وَكَانَ رَبُّكَ بَصِيرًا﴾'الفرقان : ۲۰' فقال الرجل أرأيت يا رسول الله ولدی ،أضربهم ؟قال انک لا تتهم فی ولدک لا تطیب نفسا تشبع وتجوع وتكتسى وتعرى ؛(نوادر الاصول. ۱/۶۴ الاصل الحادی عشر)

ترجمہ: امام حکیم ترمذی نوادر الاصول میں حضرت رفاعہ بن رافع الزرقی رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ ہمارے پاس مسلمان غلام ہیں وہ ہماری طرح نماز روزہ ادا کرتے ہیں ہم انہیں مارتے ہیں اس کے متعلق آپ کا کیا ارشادگرامی ہے؟ فرمایا: انکے جرموں اور تمہاری سزا کا وزن کیا جائے گا، اگر تمہاری سزا ان کے جرموں سے زیادہ ہوگی تو تم سے مؤاخذہ ہوگا۔ اس شخص نے پوچھا حضور ہم انہیں گالیاں بھی دیتے ہیں اس کا کیا ہوگا ؟ فرمایا ان کے جرموں اور تمہاری بدزبانی کا بھی وزن کیا جائے گا، اگر تمہاری بدزبانی زیادہ ہوگی تو تم سے بدلہ لے کر انہیں دیا جائے گا، تو

اس شخص نے کہا ان سے زیادہ کوئی دشمن مجھ سے قریب نہیں ہے تو رسول کریم]
نے یہ آیت تلاوت کی: ﴿وَجَعَلْنَا بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ فِتْنَةً أَتَصْبِرُونَ وَكَانَ رَبُّكَ بَصِيرًا﴾ (الفرقان ۲۰) پھر عرض کیا یا رسول اللہ [! میں اپنے بچوں کو جو سزا دیتا ہوں اس کا کیا حکم ہے؟ فرمایا تو اپنے اولاد کے بارے متہم نہیں کیا جائے گا، تیرا نفس خوش نہیں ہو گا کہ تو سیر ہو کر کھائے اور وہ بھوکے ہوں تو لباس پہنے اور وہ برہنہ ہوں

تیسری حدیث: عن زياد بن أبى زياد قال: جاء رجل فقال: يا رسول الله ان لى ما لا وان لى خدما وانى أغضب فأعزم أشتم وأضرب؟ فقال رسول الله ﷺ: توزن ذنوبه بعقوبتك فان كانت سواء فلا لك ولا عليك وان كانت لعقوبة أكثر فانما هو شيء يؤخذ من حسناتك يوم القيامة. فقال الرجل أوه أوه يؤخذ من حسناتى؟ أشهدك يا رسول الله أن مماليكيى أحرار أنا لا أمسك شيئا يأخذ من حسناتى (نوادر الاصول، ۱/۶۴ الاصل الحادى عشر)

ترجمہ: امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت زیاد بن ابی زیاد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ [میرے پاس مال ہے اور میرے غلام ہیں مجھے غصہ آتا ہے تو کبھی انہیں گالیاں دیتا ہوں اور کبھی مارتا ہوں، رسول اللہ] نے فرمایا: ان کے جرموں اور تیری سزا کا وزن کیا جائے گا، اگر دونوں برابر ہوں گے تو کوئی بات نہیں اور اگر تیری سزا ان کے جرموں سے زیادہ ہوئی تو قیامت کے روز اس کے بدلے تیری نیکیوں سے بدلہ لیا جائے گا۔ اس شخص نے کہا اوہ میری نیکیوں سے لیا جائے گا؟ یا رسول اللہ [میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ میرے تمام غلام آزاد ہیں میں کسی ایسی چیز کو نہیں روکتا جس کی وجہ سے میری نیکیاں کم ہو جائیں ۔

اعمال صالحہ اگر زیادہ ہوں گے تو فرشتے فیروزمندی اور سعادت مندی کی مبارکبادیاں دیں گے اور اگر اعمال سیئہ زیادہ ہوئے تو فرشتے بدبختی و بدقسمتی کی ہولناک صدائیں لگائیں گے جس کی وجہ سے ہیبت ناک ماحول میں دل کی دھڑکن گھبراہٹیں اور تیز ہوں گی

اور کیوں نہ ہو جب کہ یہ دن رب تعالٰی کے حضور حاضری کا دن ہے یہاں کوئی کسی کو نہ بچائے گا اور نہ کوئی کسی کو فائدہ دے گا۔

امام بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روات نقل کی:

عن انس رفعه قال: ان ملکا موکل بالمیزان فیؤتی بالعبد یوم القیامة فیوقف بین کفتی المیزان فان ثقل میزانه نادی الملک بصوت یسمع الخلائق سعدفلان بن فلان سعادة لایشقی بعد هاأبدا و ان خفت میزانه نادی الملک شقی فالان شقاوة لایسعد بعدهاوأبدا. (تفسیر درمنثور ۱۳۸/۳ مکتب الرحاب قاهره)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت نقل کی ہے کہ ایک فرشتہ میزان پر مقرر ہے پس قیامت کے دن ایک آدمی کو لایا جائیگا اور اسے میزان کے دو پلڑوں کے درمیان کھڑا کیا جائے گا اگر اسکا ترازو بھاری ہوا تو فرشتہ اتنی آواز کے ساتھ ندا دے گا کہ اسے ساری مخلوق سنے گی فلاں بن فلاں ہمیشہ کے لئے سعید ہو گیا اسکے بعد کبھی بھی وہ شقی نہیں ہوگا اور اگر اسکا ترازو ہلکا ہوا تو فرشتہ یہ ندا دے گا فلاں ہمیشہ کے لئے بد بخت ہو گیا اس کے بعد کبھی بھی سعید نہیں ہوگا۔

امام غزالی فرماتے ہیں:

اس وقت ہیبت کے مارے تیرا دل نکل جائے گا اور تجھے اپنی ہلاکت کا یقین ہوگا اور اللہ تعالٰی نے اپنے رسول کی زبانی جو تجھے ڈراتا ہے تجھے یاد آجائے گا یہ(احیاء العلوم ۱۷۱/۴ مطبع فاروقیہ بکڈ پودھلی)

اللہ تبارک وتعالٰی ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ اِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ تَشْخَصُ فِيْهِ الْاَبْصَارُ مُهْطِعِيْنَ مُقْنِعِيْ رُءُوْسِهِمْ لَا يَرْتَدُّ اِلَيْهِمْ طَرْفُهُمْ وَاَفْئِدَتُهُمْ هَوَاءٌ وَاَنْذِرِ النَّاسَ﴾(سورہ ابراهیم ۴۲)

ترجمہ: اور ہرگز اللہ کو بے خبر نہ جاننا ظالموں کے کام سے انہیں ڈھیل نہیں دے رہا ہے

مگر ایسے دن کے لئے جسمیں آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جائینگی بے تحاشا دوڑے نکلیں گے اپنے سر اٹھائے ہوئے کہ ان کی پلک انکی طرف لوٹتی نہیں اور انکے دلوں میں کچھ سکت نہ ہوگی اور لوگوں کو اس دن سے ڈراؤ جب ان پر عذاب آئیگا (کنز الایمان)۔

میزان عدل کے خطرات سے بچنے کی صورت، ومحاسبہ نفس

امام ابو محمد عبد الجلیل اندلسی شعب الایمان میں فرماتے ہیں:

قال عمر بن الخطاب رضی الله عنه حاسبو اانفسکم قبل ان تحاسبو ا وزنوها قبل ان توزنوا (شعب الایما ن للاندلسی ص ۱۰۶)

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اپنے نفس کا محاسبہ کرو قبل اس کے کہ تمہارا محاسبہ ہو اور بروز قیامت وزن کئے جانے سے پہلے اسکا خود وزن کرو۔

حجۃ الاسلام ابو حامد محمد الغزالی احیاء العلوم میں فرماتے ہیں:

''اور جان لو کہ میزان کے خطرے سے وہی بچ سکتا ہے جس نے دنیا میں اپنا محاسبہ کیا ہو اور اسمیں شرعی میزان کے ساتھ اپنے اعمال واقوال اور خطرات وخیالات کو تولا ہو جیسے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اپنے نفسوں کا محاسبہ کرو اس سے پہلے کہ تمہارا محاسبہ کیا جائے اور (قیامت کے) وزن کرنے سے پہلے خود وزن کرو اپنے نفس کے حساب (یا محاسبہ) سے مراد یہ ہے کہ مرنے سے پہلے روزانہ سچی توبہ کرے اور اللہ تعالٰی کے فرائض میں جو کوتاہی کی ہے اسکا تدارک کرے اور لوگوں کے حقوق ایک ایک کوڑی کے حساب سے واپس کرے اور اپنی زبان، ہاتھ یا دل کی بدگمانی کے ذریعے کسی کی، حدتک ہو تو اسکی معافی مانگے اور انکے دلوں کو خوش کرے حتی کہ جب اسے موت آئے تو اسکے ذمہ نہ کسی کا کوئی حق ہو اور نہ ہی کوئی قرض، تو یہ شخص کسی حساب کے بغیر جنت میں جائیگا،،۔ (احیاء العلوم مترجم ۴؍۷۰۱۱ فاروقیہ بکڈ پو دہلی)

بعض مشائخ کرام فرماتے ہیں؛ کہ دنیا میں میزان عدل تین ہیں اور ان تینوں میزان سے جو شخص اپنا محاسبہ کرے گا اصل میں وہی شخص ﴿اُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾ کا مصداق ہوگا۔

شیخ التفسیر علامہ اسمٰعیل حقی حنفی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

قال بعض الکبار:میزان العدل فی الدنیا ثلٰثة،میزان النفس والروح ،ومیزان القلب والعقل، ومیزان المعرفة والسر،فمیزان النفس والروح الامر والنھی وکفتاہ الوعد والوعید،ومیزان القلب والعقل الایمان والتوحید وکفتاہ الثواب والعقاب،ومیزان المعرفة والسر الرضی والسخط وکفتاہ الھرب والطلب.وقال بعضھم :من یزن ھٰھنا نفسه بمیزان الریاضة والمجاھدات ویزن قلبه بمیزان المراقبات ویزن عقله بمیزان الاعتبارات ویزن روحه بمیزان المقامات ویزن سرہ بمیزان المحاضرات ومطالعة الغیبیات ویزن صورته بمیزان المعاملات الذی کفتاہ الحقیقة والطریقةو لسانه الشریعة وعمودہ العدل والانصاف توزن نفسه یوم القیامة بمیزان الشرف، ویوزن قلبه بمیزان اللطف،ویوزن عقله بمیزان النور ، ویوزن روحه بمیزان السرور،ویوزن سرہ بمیزان الوصول ، ویوزن صورته بمیزان القبول،فاذا ثقلت موازینه مما ذکرنا فجزاء نفس الامن من الفراق،وجزاء قلبه مشاھدة الشرف فی الاسرار ،وجزاء عقله مطالعة الصفات،وجزاء روحه شف انوار الذات،جزاء سرہ ادراک الاسرار القدسیات، وجزاء صورته الجلوس فی مجالس وصال الابدیات،وایضا توزن الاعمال بمیزان الاخلاص(روح البیان ج۵.ص ۵٦۴)

ترجمہ: مشائخ عظام فرماتے ہیں کہ دنیا میں میزان تین ہیں : (۱) میزان النفس والروح (۲) میزان القلب والعقل (۳) میزان المعرفۃ والسر

میزان النفس والروح سے مراد امر و نہی ہے،اور اسکے دو پلڑے وعدہ وعید ہیں۔ میزان القلب والعقل سے مراد ایمان وتوحید ہے۔اور اسکے دو پلڑے ثواب وعقاب ہیں۔میزان المعرفۃ والسر سے مراد رضائے الٰہی وعذاب الٰہی ،اسکے دو پلڑے ہرب وطلب دل ہیں بعض مشائخ کرام نے فرمایا کہ: جو اس دنیا میں اپنے نفس کا میزان ریاضت

ومجاہدات سے اور دل کا میزان مراقبات سے اور عقل کا میزان اعتبارات سے اور روح کا میزان مقامات سے اور سر کا میزان محاضرات ومطالعۂ غیوب سے اور صورت کا میزان معاملات سے وزن کرتا ہے۔جس کے دو پلڑے ہیں ایک حقیقت دوسرا طریقت اوراسکی ڈنڈی شریعت اوراس کے ستون عدل وانصاف ہیں۔ایسے شخص کے نفس کا وزن بروز قیامت میزان الشرف میں ہوگا اور قلب کا میزان اللطف میں، عقل کا میزان النور میں،روح کا میزان السرور میں، سر کا میزان الوصول میں،اور صورت کا میزان القبول میں۔تو اگروہ موازین بھاری ہوئے جو ہم نے بیان کئے تو اسکے نفس کی جزا فراق سے امن، قلب کی جزا اسرار میں مشاہدہ عقل کی جزا مطالعۂ صفات،روح کی جزا کشف انوار الذات، سر کی جزا اسرار قدسیات کا علم،،صورت کی جزا وصال الابدیات کی مجالس میں شرف جلوس۔ نیز اعمال کا وزن میزان الاخلاص میں بھی ہوگا۔

میزان عدل اور اختیارات مصطفٰے

بروز قیامت میزان عدل قائم ہوگا،نفسی نفسی کا عالم ہوگا،کوئی کسی کا نہ پرسان حال ہوگا،اور نہ کسی کو کوئی یاد کریگا جیسا کہ امام حاکم مستدرک میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں:

عن عائشة رضی اللّه عنها قالت :ذکر ت النار فبکیت فقال رسول اللّه صلی اللّه علیه وسلم مالک یا عائشة؟قالت ذکرت النار فبکیت فهل تذکرون اهلیکم یوم القیامة فقال رسول اللّه صلی اللّه تعا لیٰ علیه وسلم.اما فی ثلاث مواطن فلا یذکر احد احدا حتٰی یعلم ایخف میزانه ام یثقل وعند الکتب حتٰی یقال (هَاؤُمُ اقْرَءُ وْاكِتٰبِیَهْ) الحاقة:الایه : ۱۹)حتٰی یعلم این یقع کتابه افی یمینه ام فی شما له او من وراء ظهره وعند الصراط اذاوضع بین ظهری جهنم حافتاه کلالیب کثیرة و حسک کثیرة یحبس اللّه بهامن شاء من خلقه حتٰی یعلم اینجوام لا؟(المستدرک ۴۴۳/۴ رقم

الحديث ۱۸۸۰)

ترجمہ: حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جہنم کا ذکر کیا گیا تو آپ رونے لگیں تو رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تجھے کیا ہوا ہے؟ تو انہوں نے عرض کی جہنم کا ذکر کیا گیا تو میں روپڑی۔کیا آپ قیامت کے دن اپنے گھر والوں کو یاد کرینگے؟ آپ نے فرمایا ہاں۔مگر تین مقامات میں کوئی کسی کو یاد نہیں کریگا۔ یہاں تک کہ معلوم ہو جائے کہ اس کا ترازو ہلکا ہے یا بھاری نامۂ اعمال پیش کئے جانے کے وقت جب کہا جائیگا. ﴿هَاؤُمُ اقْرَءُوْا كِتٰبِيَهْ﴾ (الحاقة) لو پڑھو میرا نامۂ عمل۔ یہاں تک کہ وہ جان لے اسکا نامۂ اعمال کہاں واقع ہوتا ہے اسکی دائیں ہاتھ میں یا پشت کے پیچھے کی جانب سے پلصراط کے پاس جبکہ اسے جہنم میں رکھا جائیگا اسکے دونوں کناروں پر بہت سی مڑی ہوئی کانٹے دار سلاخیں ہوں گی، اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں سے جسے چاہے گا انکے ساتھ روک لے گا۔ یہاں تک کہ وہ جان لیں کہ وہ نجات پائیگا یا نہیں۔

لیکن قربان جاؤ پیارے مصطفیٰ [پر کہ جہاں کوئی کسی کا نہیں ہوگا، وہاں میرے سرکار دوجہاں [ہوں گے، اور اپنی گنہگار امت کی بخشش کے لئے شفاعت فرمائیں گے، اور مقام شفاعت میں سے میزان عدل بھی ہے۔

چنانچہ امام ترمذی حضرت انس بن مالک سے روایت کرتے ہیں:

حدثنا النضربن أنس بن مالک عن ابيه قال:سألت النبى ﷺ أن يشفع لى يوم القيامة فقال :أنا فاعل ''قال''] قلت يا رسول الله فاين أطلبک ؟قال اطلبنى اول ما تطلبنى على الصراط[قال] قلت فأن لم ألقک على الصراط ؟قال فاطلبنى عند الميزان قلت فان لم ألقک عندالميزان ؟قال فاطلبنى عندالحوض فانى لا أخطىء هذه الثلاث المواطن (جامع الترمذى ص ۱۹۰ رقم ۲۴۳۳)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: کہ میں نے حضور اقدس [سے عرض کی کہ یارسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قیامت کے دن میری سفارش فرمائی

جائے سرکار دوجہاں [نے فرمایا: میں کروں گا۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں آپ کو کہاں تلاش کروں گا؟ سرکار قدس [نے فرمایا پہلے مجھ کو پل صراط پر تلاش کرنا۔ میں نے عرض کیا اگر حضور پل صراط پر نہ ملیں۔ فرمایا تو میزان پر، میں نے عرض کیا اگر حضور میزان پر بھی نہ ملیں، فرمایا تو پھر حوض کوثر پر میں ان تینوں جگہوں میں سے کسی ایک جگہ ضرور ملوں گا۔

''میزان عدل،، میں سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اختیار کیوں نہ ہو جبکہ پرور دگار عالم نے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو میزان عدل عطا فرمایا:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:﴿لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِا لْبَيِّنٰتِ وَاَنْزَ لْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِا لْقِسْط﴾(الحدید۲۵)

ترجمہ: بیشک ہم نے اپنے رسولوں کو دلیلوں کیساتھ بھیجا، اور انکے ساتھ کتاب اور عدل کی ترازو اتاری کہ لوگ انصاف پر قائم ہوں (کنز الایمان)

دونوں حدیثوں کے درمیان بظاہر تعارض معلوم ہوتا ہے کیوں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت میں ہے کہ میزان کے پاس کوئی کسی کو یاد نہیں کریگا جبکہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ ایک امتی رسول [کو یاد کریگا۔ اور رسول اقدس [اپنی امت کی خیر خواہی فرمائیں گے۔

ازالہ تعارض: مقام میزان عدل میں ایک امتی کسی دوسرے امتی کو یاد نہیں کرے گا لیکن امت اپنے نبی [کو یاد کرے گی اور رسول اقدس [اپنی امت کی خیر خواہی فرمائیں گے جیسا کہ حدیث مذکور سے معلوم ہوا۔

دنیوی میزان اور تصورِ آخرت

اے مسلمانوں! یاد کرو میزان قیامت کی ہولنا کی کو کہ جس دن ہر خیر و شر کا حساب ہوگا۔ فعل ہو یا قول، جوہر ہو یا عرض، عبادت ہو یا ریاضت، مال ہو یا عیال کوئی بھی شئ دائرۂ وزن سے باہر نہ ہوگی، دانہ دانہ قطرہ قطرہ کا حساب ہوگا۔ اعمال کے اعتبار سے صلہ و

جزا ملے گی۔آخرت کے اسی نظام کو بآسانی سمجھنے کے لیے اللہ رب العزت نے دنیا میں میزان کا نظام قائم فرمایا تاکہ اس میزان کو دیکھ کر آخرت کے میزان پر ایمان واعتقاد آسان ہو۔جیسا کہ امام ابومحمد عبدالجلیل بن موسی اندلسی شعب الایمان میں فرماتے ہیں:

واظهر اللّٰه لنا فی هٰذه الدار المیزان والمکیال المحسوس والمعقول لیظهر لنا مقادیر الاشیاء ولنتعامل بها ونستدل علی موازین الآخرة ونؤمن بها.(شعب الایمان للقصری،ص ۶۰۰ دار الکتب العلمیة بیروت لبنان)

ترجمہ:اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس کائنات میں محسوس ومعقول میزان ظاہر فرمایا تاکہ اشیاء کی مقدار ظاہر ہو اور اسکے ذریعہ سے غور کرسکیں اور اخروی میزان پر استدلال کرسکیں اور اس پر ایمان لائیں۔

یہ میزان چونکہ آخرت کے میزان کی ایک مثال ہے اس لیے اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس میزان کو بھی صحیح قائم رکھنے کی سخت تاکید وخصوصی ترغیب دلائی۔

اللہ تعالیٰ سورۂ شعرآء میں ارشاد فرماتا ہے:﴿وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِیْمِ﴾(الشعراء ۱۸۲) ترجمہ:اور سیدھی ترازو سے تولو(کنزالایمان)

اور سورۂ رحمٰن میں ارشاد فرماتا ہے:﴿وَوَضَعَ الْمِیْزَانَ اَلَّا تَطْغَوْا فِی الْمِیْزَانِ وَاَقِیْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِیْزَانَ﴾(الرحمن.۹)

ترجمہ:اور ترازو رکھی کہ ترازو میں بے اعتدالی نہ کرو،اور انصاف کے ساتھ تول قائم کرو،اور وزن نہ گھٹاؤ(کنزالایمان)

اس آیت کے تحت امام ابوجعفر طبری حضرت قتادہ سے روایت کرتے ہیں:

عن قتادة قوله ﴿اَلَّا تَطْغَوْا فِی الْمِیْزَانِ﴾ اعدل یا ابن اٰدم کما تحب ان یعدل علیک، وأوف کما تحب ان یوفی لک، فان العدل صلاح الناس (تفسیر الطبری ۱۱/۵۷۶)

ترجمہ:حضرت قتادہ سے روایت ہے کہ ﴿اَلَّا تَطْغَوْا فِی الْمِیْزَانِ﴾ کا معنیٰ ہے اے اولاد آدم انصاف کرو جیسا کہ تم اپنے ساتھ انصاف پسند کرتے ہو اور وزن کرو تو پورا پورا

وزن کرو جیسا کہ تم خود پسند کرتے ہو کہ تمہیں پورا ملے۔ کیونکہ عدل وانصاف لوگوں کے درمیان اصلاح قائم رکھتا ہے۔

اس آیت کے تحت امام ابو جعفر طبری حضرت مغیرہ سے بھی روایت کرتے ہیں:

عن مغیرۃ، قال : رای ابن عباس رجلا یزن قد ارجح، فقال: اقم اللسانِ، اقم اللسان، الیس قد قال اللہ :(وَاَقِیْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِیْزَان)(تفسیر الطبری ۱۱/۷/۵۷)

ترجمہ: حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ ابن عباس نے ایک شخص کو وزن کرتے ہوئے دیکھا کہ وزن کرتے وقت ایک جانب جھکا دیا تو آپ نے فرمایا میزان کی ڈنڈی کو سیدھی کرو جیسا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا﴿وَاَقِیْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِیْزَان﴾

سورۂ بنی اسرآئیل میں ہے:﴿وَاَوْفُوا الْکَیْلَ اِذَا کِلْتُمْ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِیْمَ ذٰلِکَ خَیْرٌ وَاَحْسَنُ تَاْوِیْلًا﴾(بنی اسرائیل، آیۃ ۳۵)

''اور ناپو تو پورا ناپو اور برابر ترازو سے تولو یہ بہتر ہے اور اس کا انجام اچھا ہے،،

کلامِ ربانی میں ہر انسان کو اپنے میزان صحیح قائم رکھنے کی تاکید کی گئی۔ احادیث رسول اللہ ﷺ میں بھی متعدد مقامات میں صحیح تول، عدل وانصاف، قائم رکھنے کی تاکید آئی ہے کہ جو شخص دنیوی میزان کو صحیح قائم کرتا ہے اسی شخص کا اخروی میزان خوش آمدید کی بشارت دیتا ہے اور یہی دنیوی میزان اُخروی میزان کی کامیابی کا ضامن بنتا ہے۔ اور اگر کسی قسم کی کمی چھوڑتا ہے تو وبال جان وخطرۂ ایمان بن جاتا ہے۔

تول کم کرنے والوں کا انجام؟

ترجمہ:''مالک بن دینار رحمۃ اللہ تعالیٰ کا ایک ہمسایہ تھا۔ جو حالت نزع میں تھا۔ آپ اس کے یہاں بغرض عیادت تشریف لے گئے، تو اس شخص نے کہا اے مالک بن دینار، آگ کے دو پہاڑ میرے سامنے ہیں اور مجھے حکم ہوتا ہے کہ ان پر چڑھ جاؤں۔ لیکن مجھ سے چڑھا

نہیں جاتا۔حضرت مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اس کے گھر والوں سے پوچھا کہ اس کا عمل کیا تھا۔انہوں نے کہا کہ اس کے دوطرح کے ترازو تھے دینے کا اور لینے کا۔میں نے دونوں کو منگوایا اور ایک کو دوسرے پر دے مارا یہاں تک کہ دونوں کو توڑ ڈالا (تفسیر روح البیان ۱۴۴/۳)

اسی میں ہے" ایک شخص تول میں عمداً کمی بیشی کرتا تھا جب اس پر نزع طاری ہوئی تو اسے لاَ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہ کلمہ ٔ توحید کی تلقین کی گئی تو کہنے لگا کیا کروں میری بھرتول کا ترازو میری زبان پر چمٹا ہوا ہے اس لئے کلمہ توحید پڑھا نہیں جا سکتا۔اس سے پوچھا گیا کیا تم بھرتول میں عمداً کمی بیشی کیا کرتے تھے اس نے کہا نہیں صرف اتنی غلطی ہوئی ہے کہ کبھی ترازو کے پلڑے میں گرد وغبار کو صاف کئے بغیر سودا دے دیتا تھا چوں کہ اس گرد وغبار کی مقدار سے گاہک کو نقصان ہوتا تھا۔بنا بریں حقوق غیر میں میری گرفت ہو رہی ہے۔

غور کیجئے جب معمولی گرد وغبار سے اتنی سخت سزا تو جو لوگ منوں کے من ہڑپ کر جاتے ہیں ان کا کیا حشر ہوگا۔(تفسیر روح البیان ۸۴/۴)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور سرور عالم [تاجروں کے ہاں تشریف لائے اور فرمایا: اے تاجرو! قیامت میں تمہیں اللہ تعالیٰ فاجر بنا کر اٹھائے گا سوائے اس کے جو سچ بولے اور صحیح تولے اور امانت کو ادا کرے۔(تفسیر روح البیان ۱۴۴/۸)

مشاہدات وتجربات شاہد ہیں کہ آج کا مؤمن اپنے حقوق کو بڑی ذمہ داری سے یاد رکھتا ہے اور ایمانداری سے مطالبہ کرتا ہے۔لیکن فرائض کی انجام دہی سے وہ اتنا ہی بے خبر رہتا ہے جتنا کہ اپنے حقوق سے باخبر رہتا ہے۔جبکہ کوئی بھی انسان اس وقت تک حقوق کے مطالبہ کا حق نہیں رکھتا جبتک کہ فرائض کو حسن وخوبی انجام نہ دے دے۔دنیا کے اندر حقوق وفرائض سے جو انصاف کرتا ہے حقیقت میں وہی شخص قیامت کے دن میزان عدل کے خطرات سے محفوظ رہتا ہے۔عدل وانصاف کے دامن کو مضبوطی سے پکڑ لیا جائے تو آج بھی گھر کا پورا ماحول سنجیدہ، پرسکون، بابرکت اور باعث رحمت ہوگا۔قرآن کریم میں جہاں میزان کے تولنے کا ذکر آیا ہے مفسرین فرماتے ہیں کہ صحیح ناپ تول اور عدل وانصاف دونوں کو شامل ہے۔

چنانچہ علامہ اسمٰعیل حقی تفسیر روح البیان میں فرماتے ہیں:

اللہ تبارک وتعالیٰ نے دنیوی میزان میں عدل وانصاف، صحت وسلامتی اور صحیح تول کی سخت تاکید فرمائی ہے۔عدل وانصاف کس قدر اہمیت کا حامل ہے کہ ایک باپ اگر بیٹا کے ساتھ عدل میں کمی کرتا ہے تو اس میں بھی عدل کی تاکید آئی ہے جب کہ ہر باپ کو اپنی جائداد میں اختیار ہوتا ہے۔چنانچہ اما مسلم صحیح مسلم میں روایت کرتے ہیں۔

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انکی والدہ حضرت بنت رواحہ نے انکے والد سے ایک مرتبہ درخواست کی کہ وہ اپنی دولت میں سے کچھ حصہ اپنے بیٹے (نعمان) کو ہبہ کردیں حضرت نعمان فرماتے ہیں کہ، میرے والد نے ایک سال تک کوئی فیصلہ نہ کیا، پھر انہیں اس کا خیال آیا، میری والدہ نے کہا میں اس وقت تک راضی نہیں ہوں گی جب تک کہ تم میرے بیٹے کے ہبہ پر رسول کریم اللہ ﷺ کو گواہ نہ بنادو، میرے والد مجھے لیکر رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے۔اس وقت میرے بچپن کا زمانہ تھا، انہوں نے کہا: یا رسول اللہ! ﷺ اس کی ماں بنت رواحہ یہ چاہتی ہیں کہ میں آپ کو اس چیز پر گواہ کرلوں جو میں نے اپنے اس لڑکے کو ہبہ کی ہے، رسول اللہ ﷺ نے پوچھا اے بشیر! کیا اس کے علاوہ تمہاری اور بھی اولاد ہے؟ انہوں کہا جی! آپ نے فرمایا: کیا تم نے سب کو اسی طرح برابری دی ہے؟ انہوں نے کہا نہیں!، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تو میں ظلم کے حق میں گواہی نہیں دوں گا۔

عدل وانصاف کی اہمیت کا اندازہ اس سے بھی ہوتا ہے کہ پروردگار عالم نے قرآن کریم میں بار بار میزان کا ذکر فرما کر اپنے بندوں کو دنیا میں صحیح ناپ تول کی تعلیم دی اور اس کی درستی کی خصوصی ترغیب فرمائی صاحب تفسیر روح البیان تحریر فرماتے ہیں۔

''المیزان کی تکرار میں تنبیہ ہے کہ اس معاملہ میں اللہ تعالیٰ سخت تاکید فرماتا ہے کہ اس کے استعمال میں عدل وانصاف سے کام لو۔اس معاملہ میں گویا خصوصی ترغیب فرمائی گئی ہے۔''

ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں: خود میزان کو پہلے اللہ تعالیٰ نے تسویہ (عدل) کا حکم دیا اب طغیان سے فرمائی یعنی حد سے تجاوز اور زیادتی نہ کرو اس کے بعد خسران سے روکا یعنی وزن میں کمی بیشی نہ کرو۔

صاحب تفسیر روح البیان آیت مذکورہ کی تفسیر میں حضرت کاشفی کا قول نقل فرماتے ہیں:

حضرت کاشفی مرحوم نے فرمایا کہ اہل ترازو کو اس میں تاکید اس لئے ہے کہ قیامت میں اعمال کے ترازو سے شرمندگی نہ ہو۔

اے مسلمانو! آخرت کا انجام بہت بھیانک اور پر خطر ہے اس لیے آخرت کا تصور کر کے دنیوی میزان میں ہر قسم کی کمی بیشی سے بچو اور حتی المقدور عدل وانصاف کے پیمانہ پر قائم رہو۔ اللہ تبارک وتعالیٰ سے ہم دعا کرتے ہیں کہ ہم سب مسلمانوں کو عدل وانصاف کے پیمانہ پر قائم رہنے کی توفیق رفیق عطا فرمائے آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

تبصرہ

نوجوان ناقد ومبصر مولانا ابرار رضا مصباحی

(مطبوعہ: ماہنامہ جام نور دہلی جنوری ۲۰۱۳ء)

''میزان عدل'' مذہب اسلام کا ایک اجماعی اور واضح عقیدہ ہے جس کا ماننا ضروری ہے، یہ میدان قیامت میں اعمال خیر وشر کی مقدار وکیفیت کو معلوم ووزن کرنے کیلئے قائم ہوگا۔ اس کے اثبات میں بے شمار نصوص قطعیہ وادر ہیں۔ زیر نظر کتاب ''میزان عدل کا تحقیقی جائزہ'' اصل میں مؤلف کے ایک مطبوعہ مضمون کا مجموعہ ہے جو ''سہ ماہی المختار ممبئی'' میں قسط دار شائع ہو چکا ہے۔ یہ کتاب اپنے موضوع کے اعتبار سے بڑی انفرادی حیثیت رکھتی ہے۔ اس میں میزان عدل یعنی وزن اعمال اور اس کے متعلقات پر بہت سی معلومات جمع کر دی گئی ہیں، جو قابل مطالعہ اور قارئین کی دلچسپی کے لیے ایک بہترین تحفہ اور عمدہ سامان ہے۔

مذکورہ کتاب کے مؤلف محترم مفتی مبشر جاز ہر مصباحی ہیں؛ جو دار العلوم شیخ احمد کھٹو احمد آباد کے منصب شیخ الحدیث وصدارت دونوں پہ بیک وقت فائز ہیں اور ساتھ ہی کار تحقیق وتصنیف سے بھی وابستہ ہیں اور اس میں کافی شوق ودلچسپی رکھتے ہیں، انہوں نے جس انداز سے ایک ہی موضوع یعنی ''میزان عدل'' پر تلاش وتحقیق کر کے معلومات جمع کیا ہے یقیناً قابل صد آفریں ہیں۔

زیر تبصرہ کتاب کے آغاز میں مؤلف کے علاوہ علامہ خواجہ مظفر حسین رضوی وغیرہ

کے دعائیہ وتعریفی کلمات کے ساتھ ساتھ مفتی شبیر احمد صدیقی، مفتی آل مصطفیٰ مصباحی اور مولانا مبارک حسین مصباحی کی ترتیب وار تین قیمتی تقریظیں بھی شامل ہیں جو اس کی سند مقبولیت کو بلا شبہ اعتبار ووقار بخشتی ہیں، خاص طور پر اخیر کی دونوں تقریظیں تو کافی معلومات افزا اور لائق مطالعہ ہیں۔

چناں چہ مفتی آل مصطفیٰ مصباحی صاحب ایک جگہ رقم طراز ہیں:

''جس طرح جنت ودوزخ کو ماننا ایمان کا حصہ ہے اسی طرح ''میزان عدل'' کو ماننا مومن ہونے کی نشانی ہے۔اہلسنت وجماعت کے اجماع واتفاق سے یہ اعتقاد رکھنا فرض ہے کہ اعمال کا وزن ہوگا اور اس کے لئے میزان عدل قائم کیا جائیگا، بھلے وزن کی کیفیت کا ادراک ہماری عقل نہ کرسکے۔'' (ص:۱۳)

اسی طرح مولانا مبارک حسین مصباحی صاحب بھی خامہ فرسا ہیں:

''عشق جنوں، سوز دروں اور آہ سحر گاہی سب کا محور میزان عدل کا خوف ہے۔اگر یوم آخرت اور میزان عدل کا تصور نہیں ہوتا تو نہ کاروبار حیات میں تزکیہ نفس کی گرمی ہوتی اور نہ اصلاح اعمال امت کا شوق فراواں۔'' (ص:۱۷/۱۸)

کتاب کا انداز بیان اور طرز استدلال کافی عمدہ اور نفیس ہے۔مصنف نے ''میزان عدل'' کے ثبوت میں آیات قرآنیہ اور احادیث مقدسہ کے علاوہ دیگر معتبر ومستند کتب تفسیر وعقائد وغیرہ کے حوالجات ودلائل کا انبار لگا دیا ہے اور ساتھ ہی ''میزان عدل'' کے سلسلے میں جو اختلافات اور ان پر دلائل وابحاث ہیں، سب کا اجمالی اور تفصیلی تذکرہ بھی کیا ہے اور پھر بعد میں صحیح مذہب وموقف کی طرف واضح اشارہ بھی، جو علمی اور تحقیقی ہونے کے ساتھ قارئین کی دلچسپی سے خالی نہیں ہے۔

جا بجا عبرت انگیز اور نصیحت آموز احادیث وارشادات علما ومحدثین کا بھی ذکر ہے جن میں خاص طور پر فکر آخرت، خوف الٰہی اور اعمال خیر پر زیادہ زور ہے اور تصوف وطریقت کی باتیں بھی ہیں جو بلا شبہ عوام وخواص سب کیلئے یکساں طور پر تزکیہ نفس اور اصلاح اعمال باطن کا ایک بڑا ذخیرہ ہے۔

نقل حوالجات میں خاص بات یہ ہے کہ عربی وفارسی متن کو بھی پیش کیا گیا ہے اور

ساتھ ہی ان کا آسان اور عام فہم زبان میں اردو ترجمہ بھی، جو یقینی طور پر کتاب کی مقبولیت اوراس کے افادہ واستفادہ میں معاون ثابت ہوگا، مؤلف نے ''میزان عدل'' پر تحقیقی گفتگو کرنے کے ساتھ ساتھ اس کے مختلف گوشوں اور جہتوں یعنی تقریباً چالیس متعدد موضوعات کو عناوین کے تحت مثلاً میزان عدل کی اعتقادی حیثیتکیا کافروں کے اعمال حسنہ کا وزن ہوگا؟ سب سے کس عمل کا حساب ہوگا؟ کیا حیوانوں کا حساب ہوگا؟ وغیرہ کا بڑے اچھوتے اور دل نشیں انداز میں ذکر کیا ہے اوران امور کے بارے میں زبردست معلومات فراہم کی ہے جو پڑھنے سے تعلق رکھتی ہے۔

چناں چہ مؤلف ایک عنوان یعنی ''کیا نابالغ بچوں کے اعمال کا وزن ہوگا؟ پر تفصیلی گفتگو کرتے ہوئے ایک جگہ لکھتے ہیں۔

''والدین اگر صاحب ایمان ہیں تو بتوفیق الٰہی بچہ دولت ایمان سے مشرف ہوتا ہے اور اگر کفر وشرک ہی مقدر ہے تو پھر وہ کفر وشرک کی راہ میں بھٹکتا رہتا ہے۔'' (ص ٦٧)

اسی طرح ''میزان عدل میں سب سے بھاری عمل'' کے عنوان کے تحت ایک نصیحت آمیز حدیث نقل کرتے ہیں کہ ''قیامت کے دن میزان میں جو چیزیں رکھی جائیں گی حسن خلق سے بڑھ کو بھاری کوئی شئ نہیں ہوگی۔'' (ص:١٠١)

مؤلف ایک مقام پر صاحب روح البیان علامہ اسماعیل حقی حنفی قدس سرہ کے حوالے سے ایک اہم اور قیمتی بات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے نقل کرتے ہیں کہ:

مشائخ عظام فرماتے ہیں کہ دنیا میں میزان تین ہیں: (١) میزان النفس والروح (٢) میزان القلب (٣) میزان المعرفۃ والسیر ۔میزان النفس والروح سے مراد امر ونہی ہے اور اس کیلئے دو پلڑے وعدہ وعید ہیں، میزان القلب والعقل سے مراد ایمان وتوحید ہے اور میزان المعرفۃ والسیر سے رضائے الٰہی وعذاب الٰہی ہے اور اس کے دو پلڑے ہرب وطلب ہیں۔'' (ص ١١٨۔١١٩)

بہر حال کتاب قیامت کے متعلقات میں سے ایک اہم پہلو پر مشتمل مستقل علمی اور تحقیقی تالیف ہے جو قابل قدر اور دعوت مطالعہ ہے اور اپنے موضوع پر ایک وقیع تحریر ودستاویز ہے۔

☆☆☆

سابق مدیر اعزازی ماہنامہ ''جام نور،، دہلی/صدر المدرسین: الجامعۃ الاسلامیہ جیت پور دہلی

مؤلف ایک نظر میں

پیشـــــــــــــــــــــکش: محمد انصر رضا امجدی

نام: محمد مبشر رضا ازہر بن مولانا نذیر احمد رضوی مرید حضور مفتی اعظم ہند

مولد و مسکن: آسجہ پوسٹ آسجہ موبیہ وایا بائسی ضلع پورنیہ بہار

تاریخ پیدائش: ۱۰/اکتوبر ۱۹۷۸ء

تعلیم:

☆ ابتدائی تعلیم: دار العلوم امان الاسلام جنتا ہاٹ بائسی پورنیہ

☆ اعدادیہ: دار العلوم تنظیم المسلمین بائسی پورنیہ

☆ اولیٰ: دار العلوم محی الاسلام بجرڈیہ بائسی پورنیہ

☆ ثانیہ تا خامسہ: جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی مئو

☆ سادسہ تا فضیلت: الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ

☆ تخصص فی الفقہ: الجامعۃ الرضویہ مغلپورہ پٹنہ

فراغت:

☆ فضیلت: ۲۰۰۰ء

☆ تخصص فی الفقہ: ۲۰۰۲ء

اسناد:

(۱) مولوی، عالم، فاضل (مدرسہ ایجوکیشن بورڈ پٹنہ)

(۲) منشی، کامل، مولوی، عالم، فاضل (عربی فارسی بورڈ اِلٰہ آباد)

(۲) عالم، فاضل (الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ)

(۳) الاختصاص فی الفقہ (الجامعۃ الرضویہ پٹنہ)

(۴) عربی ڈپلومہ (قومی کونسل دہلی)

(۵) سندِ حدیث وفقہ (محدث کبیر حضرت علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری دام ظلہ العالی

(٦) سند افتا و قضا (فقیہ النفس حضرت علامہ مفتی محمد مطیع الرحمٰن رضوی مضطر دام ظلہ العالی/عمدۃ المحققین فقیہ اہل سنت حضرت علامہ مفتی آل مصطفیٰ مصباحی دام ظلہ العالی

تدریسی خدمات:

☆ جامعہ مدینۃ العلوم پھکولی، گورول، مظفر پور بہار

(۲۰۰۲ء تا ۲۰۰۵ء بحیثیت مفتی و نائب صدر المدرسین)

☆ مدرسہ عالیہ قادریہ بدایوں شریف یوپی (۲۰۰٦ء ۲۰۰۷ء دو سال بحیثیت استاذ و مفتی)

☆ دار العلوم قادریہ صابریہ برکات رضا کلیر شریف یوپی

(۲۰۰۸ء بحیثیت مفتی و صدر المدرسین ایک سال)

☆ دار العلوم شیخ احمد کھٹو، سرخیز احمد آباد گجرات

(۲۰۰۹ء سے تادم تحریر بحیثیت مفتی، شیخ الحدیث وصدر المدرسین)

☆ درس نظامی کوچنگ سینٹر جنتا ہاٹ بائسی پورنیہ

(۲۰ ر شعبان تا ۲۵ ر رمضان آٹھ سال سے ہر سال بحیثیت صدر)

مشغلہ:

تدریس، تحقیق، تالیف فتوی نویسی، مرکزی دار القضاء ادارۂ شرعیہ گجرات (احمد آباد) کے مقدمات کی سماعت تحقیق تفتیش اور تصفیہ (بحیثیت نائب قاضی شریعت ادارۂ شرعیہ گجرات)

تصانیف:

(۱) میزان عدل کا تحقیقی جائزہ (مطبوعہ)

(۲) ایصال ثواب کی تحقیق (مطبوعہ گجراتی)

(۳) ایصال ثواب کی تحقیق (مطبوعہ اردو)

(۴) حیلۂ شرعی جواز اور تقاضے (چند مباحث مطبوعہ، ماہنامہ کنز الایمان دہلی، سہ ماہی امجدیہ گھوسی، المختار کلیان)

(۵) مجموعۂ فتاوی (دو رجسٹر غیر مطبوعہ)

(٦) نظامِ قضا (زیر ترتیب)

(۷) غبار مدینہ (مجموعہ مقالات جلد اول غیر مطبوعہ ۳۰۰ صفحات)
(۸) صبح حیات (مجموعہ مقالات جلد دوم)
(۹) اربعین (چالیس احادیث کا مجموعہ مع ترجمہ)

مطبوعہ مقالات:

(۱) اسلام اور شادی (مطبوعہ الامجد میگزین گھوسی)
(۲) علم اور علما (مطبوعہ الامجد میگزین گھوسی)
(۳) روزہ "اقسام واحکام" احادیث کی روشنی میں (مطبوعہ ماہنامہ اشرفیہ جولائی ۲۰۱۱ء)
(۴) مزار بنانے کا شرعی حکم (مطبوعہ ماہنامہ اشرفیہ اگست ۲۰۱۱)
(۵) حوالۂ حدیث اور ہماری بے احتیاطیاں (مطبوعہ ماہنامہ اشرفیہ جنوری ۲۰۱۳)
(۶) اسلام اور طہارت (مطبوعہ کنز الایمان فروری ۲۰۳۱/ روزنامہ اردو ٹائمس اورنگ آباد یکم مارچ ۲۰۳۱)
(۷) بحر العلوم: ایک قد آور فقیہ (تجلیات امام احمد رضا بریلی شریف ۲۰۱۳۱)
(۸) تحفظ خواتین اور مصطفیٰ جان رحمت ﷺ (مطبوعہ روزنامہ اردو ٹائمس اورنگ آباد ۸/مارچ ۲۰۳۱)
(۹) امام جعفر صادق اور ۲۲/رجب کا کونڈا (مطبوعہ ماہنامہ کنز الایمان ۲۰۱۳ء)
(۱۰) "امام علم وفن" ایک ہمہ جہت شخصیت (سہ ماہی المختار کلیان ۲۰۱۳)
(۱۱) امام علم وفن کے بعض مشاہیر تلامذہ: حیات وخدمات (سہ ماہی المختار کلیان ۲۰۱۳)
(۱۲) آمد مصطفیٰ ﷺ اور ان کی تعلیمات (گجرات ٹوڈے بموقع عید میلاد النبی ﷺ ۲۰۱۳)

سیمینار میں مشمولہ مقالات:

(۱۳) شیخ عبد العزیز محدث دہلوی تحفۂ اثنا عشریہ کی روشنی میں (یوم مفتی اعظم اشرفیہ)
(۱۴) ابو الاعلی مودودی کے افکار ونظریات کا تحقیقی جائزہ (یوم مفتی اعظم اشرفیہ مبارک پور)
(۱۵) شارح بخاری حیات وخدمات (شارح بخاری سیمینار اشرفیہ مبارکپور)
(۱۶) سفر میں جمع بین الصلاتین کا شرعی حکم (فقہی سیمینار جامعۃ الرضا بریلی شریف)
(۱۷) حافظ کے نذرانہ کا شرعی حکم (فقہی سیمینار جامعۃ الرضا بریلی شریف)
(۱۸) تین طلاق کا شرعی حکم (فقہی سیمینار بمقام خیر النساء مسجد پٹنہ زیر اہتمام آل بہار علماء کونسل بہار)
(۱۹) شاہراہ عام پر جمعہ وعیدین کا شرعی حکم (م خیر النساء مسجد پٹنہ زیر اہتمام آل بہار علماء کونسل بہار)
(۲۰) انٹرنیٹ سے نکاح کا حکم (فقہی سیمینار بمقام خیر النساء مسجد پٹنہ زیر اہتمام آل بہار علماء کونسل بہار)

(۲۱) ڈی این اے کی شرعی حیثیت (فقہی سیمینار زیر اہتمام اشرفیہ مبارکپور بمبئی)

(۲۲) مسئلۂ کفاءت عصر حاضر کے تناظر میں (فقہی سیمینار زیر اہتمام اشرفیہ مبارکپور)

(۲۳) جینٹک ٹیسٹ کی شرعی حیثیت (۱۶رمئی ۲۰۱۳ء زیر اہتمام الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور بمقام علی گڑھ)

(۲۴) چلتی ٹرین پر نماز کا شرعی حکم (۱۶رمئی ۲۰۱۳ء زیر اہتمام الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور بمقام علی گڑھ)

(۲۵) دار القضاء کے حدود وشرائط (۱۷رصفر المظفر ۱۴۳۳ھ/۱۲رجنوری ۲۰۱۲ء بروز جمعرات)

(۲۶) گجرات کے دار الافتاء میں اردو کا رول (۱۳رجنوری ۲۰۱۳ء ایک روزہ قومی سیمینار زیر اہتمام لوک سن سیوا/قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان دہلی)

(۲۷) قصر صلاۃ کے جدید مسائل اور مسافت سفر کی تحقیق (سیمینار شرعی کونسل آف انڈیا بریلی ۲۰۱۳ء)

(۲۸) مصنوعی زیورات کا شرعی حکم (سیمینار شرعی کونسل آف انڈیا بریلی ۲۰۱۳ء)

(۲۹) کرسی پر بیٹھ کر نماز پڑھنے کا شرعی حکم (سیمینار شرعی کونسل آف انڈیا بریلی ۲۰۱۳ء)

(۳۰) بلڈ بینک میں خون جمع کرنے کا حکم (۱۵رصفر ۱۴۳۵ھ زیر اہتمام جامعہ اشرفیہ مبارک پور)

(۳۱) رشوت سے آلودہ ماحول میں حقوق العباد کی حفاظت: شرعی نقطۂ نگاہ سے (ایضاً)

(۳۲) ہلال رمضان کے لیے فون سے ثقہ کی خبر معتبر ہے یا نہیں؟ (ایضاً)

(۳۳) اردو میں مرثیہ نویسی کی روایت (۲رفروری ۲۰۱۴ء ایک روزہ قومی سیمینار احمدا باد))

(۳۴) حضرت سرکار آسی علیہ الرحمہ والرضوان کی فقہی بصیرت (۱۰رمارچ بنارس ۲۰۱۴ء)

(۳۵) ملفوظات سرکار نمازی قرآن وحدیث کے حوالے سے (۲۴رمارچ، مظفر پور ۲۰۱۴ء)

غیر مطبوعہ مقالات:

(۳۶) حرام اشیاء سے علاج کا شرعی حکم

(۳۷) کیا فلکیاتی حساب شرعی حجت ہے؟

(۳۸) شوہر کے حقوق

(۳۹) عقائد اہل سنت واعمال اہل سنت کا اجمالی تعارف

(۴۰) مسجد نبوی سے منافقین کو نکالنے کا ثبوت؟ ایک تحقیقی مطالعہ

(۴۱) ایمان واسلام کے مقتضیات

(۴۲) بانی ادارہ منہاج القرآن کی تحریر وتقریر کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ

(۴۳) الامام احمد رضاو مأثرہ العلمیہ (عربی)

(۴۴) کیف ینال الانسان الفلاح؟ (عربی)

(۴۵) اصطلاحات حج کی تعریف وتشریح

(۴۶) حدیث نور محمدی ﷺ ایک مطالعہ

(۴۷) من عرف نفسہ فقد عرف ربہ کی تحقیق

(۴۸) مشائخ گجرات کی علمی، ادبی اور روحانی خدمات

(۴۹) رزق حلال ورزق حرام قرآن کریم کی روشنی میں

(۵۰) شہید راہ بغداد علامہ شیخ اسید الحق قادری ’’کے کچھ تابندہ نقوش

مآخذ ومراجع

نمبر شمار	اسمائے کتب	مصنفین / مترجمین
۱	قرآن کریم	کلام اللہ عزوجل جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا
۲	کنز الایمان	مجدد اعظم امام احمد رضا محدث بریلوی
۳	معارف القرآن	محدث اعظم ہند
۴	تفسیر بحر محیط	امام محمد بن یوسف اندلسی
۵	تفسیر طبری	امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری
۶	تفسیر قرطبی	ابوعبداللہ محمد بن احمد انصاری قرطبی
۷	تفسیر رازی	امام فخر الدین رازی
۸	تفسیر کشاف	امام محمود بن عمر زمخشری
۹	تفسیر بغوی	امام ابومحمد حسین بن مسعود بغوی
۱۰	تفسیر در منثور	امام جلال الدین سیوطی
۱۱	تفسیر خازن	علامہ علاء الدین علی بن محمد المعروف بالخازن
۱۲	روح البیان	علامہ شیخ اسماعیل حقی حنفی
۱۳	تفسیر البیضاوی	امام قاضی ناصر الدین ابی سعید بیضاوی
۱۴	تفسیر ابن کثیر	علامہ ابن کثیر
۱۵	حاشیہ کازروی للبیضاوی	علامہ ابوالفضل قرشی کازرونی
۱۶	حاشیہ شیخ زادہ	شیخ محمد بن مصلح الدین مصطفیٰ قوجوی حنفی

۱۷	تفسیر مظہری	علامہ قاضی محمد ثناء اللہ عثمان مجددی پانی پتی
۱۸	حاشیۃ الجمل	علامہ شیخ سلیمان الجمل
۱۹	تفسیر ثعالبی	امام عبدالرحمٰن بن محمد ثعالبی مالکی
۲۰	روح المعانی	علامہ ابوالفضل شہاب الدین سید محمود آلوسی بغدادی
۲۱	احکام القرآن	ابوبکر محمد بن احمد اندلسی مالکی
۲۲	تفسیر عبدالرزاق	امام حافظ ابوبکر عبدالرزاق بن ھمام بن نافع صنعانی
۲۳	خزائن العرفان	صدر الافاضل علامہ سید نعیم الدین مرادآبادی
۲۴	بخاری شریف	امام محمد بن اسماعیل بخاری
۲۵	مسلم شریف	امام ابوحسین مسلم بن حجاج قشیری
۲۶	ترمذی شریف	امام ابوعیسی محمد بن عیسی الترمذی
۲۷	ابن ماجہ	امام محمد بن یزید ربعی ابن ماجہ
۲۸	مسند امام احمد بن حنبل	امام احمد بن حنبل
۲۹	شعب الایمان للبیھقی	امام احمد بن حسین بیہقی
۳۰	شعب الایمان للاندلسی	امام ابومحمد عبدالجلیل بن موسی اندلسی
۳۱	شعب الایمان للصاغرجی	شیخ اسعد محمد سعید صاغرجی
۳۲	صحیح ابن حبان	امام ابوحاتم محمد بن حبان خراسانی
۳۳	فتح الباری	شارح بخاری حافظ ابن حجر عسقلانی
۳۴	الترغیب والترھیب	امام زکی الدین منذری
۳۵	مرقات شرح مشکوٰۃ	محدث جلیل فقیہ ملاعلی قاری
۳۶	مسند ابی یعلی	امام ابویعلی موصلی
۳۷	مجمع الزوائد	حافظ نورالدین ھیثمی
۳۸	شرح المسلم للنواوی	شیخ محی الدین ابوزکریا یحی بن شرف نواوی
۳۹	مسند ابی عوّانہ	امام جلیل ابوعوانہ یعقوب اسحٰق اسفرائنی
۴۰	المعجم الاوسط	حافظ ابوالقاسم سلمان بن احمد طبرانی

۴۱	المستدرک	امام الحافظ ابوعبداللہ الحاکم نیسابوری
۴۲	مصنف ابن ابی شیبہ	امام حافظ ابوبکر عبدالرزاق بن محمد بن ابوشیبہ
۴۳	مصنف عبدالرزاق	امام حافظ ابوبکر عبدالرزاق بن ھمام بن نافع صنعانی
۴۴	شرح السنہ	امام محدث فقیہ محمد حسین بن مسعود بغوی
۴۵	جامع المسانید	امام عمادالدین ابوالفدا اءاسماعیل بن عمر دمشقی شافعی
۴۶	جمع الجوامع	امام جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابی بکر سیوطی
۴۷	مشکوٰۃ شریف	علامہ محمد بن عبداللہ خطیب تبریزی
۴۸	نوادرالاصول	امام ابوعبداللہ محمد بن علی المعروف حکیم ترمذی
۴۹	نزھۃ القاری	فقیہ اعظم ہند شارح بخاری مفتی شریف الحق امجدی
۵۰	المسامرۃ	علامہ کمال الدین محمد بن محمد بن ابی بکر
۵۱	المسایرۃ فی العقائد المنجیۃ	علامہ کمال الدین محمد بن عبدالواحد بن الھمام
۵۲	الیواقیت والجواہر	شیخ عبدالوہاب شعرانی
۵۳	شرح عقائد	علامہ سعدالدین تفتازانی
۵۴	المعتقد المنتقد	سیف اللہ المسلول علامہ شاہ فضل رسول عثمانی بدایونی
۵۵	التذکرہ فی احوال الموتی وامورالآخرۃ	امام حافظ محمد بن احمد قرطبی
۵۶	فتاویٰ رضویہ	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی
۵۷	بہارشریعت	صدرالشریعہ مفتی امجد علی اعظمی

"کتاب کے اندر جو بھی موقف اختیار کیا گیا ہے، جماہیر اسلام کی مختلف شخصیات کی عبارتوں سے واضح کیا گیا ہے۔ امور آخرت کے متعلق بے شمار اختلافات ہونے کے باوجود موصوف نے معتبر اور مستند کتابوں کے حوالوں سے صحیح مذہب واضح کرنے کی کوشش کی ہے جو قابل تحسین وتبریک ہے۔ مولانا موصوف جہاں ایک قابل لائق وفائق مدرس، کہنہ مشق مفتی ہیں وہیں کم سخن، سادہ مزاج اور خلیق بھی ہیں، تقریباً تین سال قبل بحیثیت صدر المدرسین وشیخ الحدیث دار العلوم شیخ احمد کھٹو، سرخیز احمد آباد میں تشریف لائے۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ اس مختصری مدت میں ادارہ کے معیار کو کافی بلند کیا۔"

مفتی شبیر احمد صدیقی

محب مکرم مولانا مفتی محمد جعفر رضا ازہر مصباحی زید مجدہ نے بڑی عرق ریزی سے میزان عمل، سے متعلق متعدد موضوعات پر اجمال وتفصیل سے گفتگو کی ہے اور انہیں حوالوں سے مزین کیا ہے۔ مولانا موصوف ابھی جوان ہیں اور وہ محنت وکاوش کے ساتھ تعلیم وتعلم اور دیگر دینی کام کو انجام دینے پر یقین رکھتے ہیں۔ وہ جہاں بھی رہے اپنی کوشش ومحنت اور جد وجہد جاری رکھے۔

مفتی آل مصطفی مصباحی

میزان عدل کا تحقیقی جائزہ اپنے موضوع پر ژرف نگاہی اور تحقیقی نقطۂ نظر سے بھی اپنے میزان پر ہے۔ پیش نظر کتاب اپنے موضوع پر اسلامیات کے اردو ذخیرہ میں ایک گراں قدر اضافہ بھی ہے اور سند وحوالہ بھی۔ دار العلوم شیخ احمد کھٹو سرخیز، احمد آباد، گجرات کا مرکزی ادارہ ہے، مصنف اس دار العلوم کے کامیاب شیخ الحدیث اور ہر دل عزیز صدر المدرسین ہیں۔ نوجوان مصباحی فاضل ہونے کے باوجود علمی ذوق اور تحقیقی نظر رکھتے ہیں، بلند اخلاقی، نیک طبعی اور جہد مسلسل کی وجہ سے اپنے اقران کے دلوں میں اور اپنے بزرگوں کی نگاہوں میں رہتے ہیں۔

مولانا مبارک حسین مصباحی

DARUL ULOOM SHAIKH AHMAD KHATTU
Makarba Gam Road, Opp. Badi Dargah
P.O. Jivraj Park, Sarkhej, Ahmedabad-380051 (GUJ.)